حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ
اور
عقائد و نظریات
حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اور روحوں کا تھیلا
افضلیتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ
اولیاء کے تصرفات اور کرامات
ولایت کیا ہے
غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کا دلوں پر قبضہ
مؤلف
استاذ الفقہ والحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی
مکتبہ امامِ اہلسنت
0332-9292026

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

اور

عقائد و نظریات

مصنف

استاذ الحدیث والفقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

مکتبہ امام اہلسنت، لاہور

فون: 0332-9292026

مکتبۃ قادریۃ

داتا دربار مارکیٹ، لاہور 042-37226193, 0321-7226193

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلىٰ آلك واصحابك يا حبيب الله

نام کتاب------ **حضور غوث اعظم اور عقائدونظریات**

مصنف------ مفتی **محمد ہاشم خان** العطاری المدنی مدظلہ العالی

صفحات---------320

قیمت---------- روپے

اشاعت اول------- ربیع النور 1435ھ، جنوری 2014ء

ناشر--------- **مکتبہ امام اہلسنت، لاہور**

فون: 0332-9292026

فہرست

الحمد لله رب العلمين و الصلوة و السلام على سيد الانبياء المرسلين

امابعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
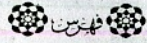
الباب الاول: اولیاء اور ولایت

سوال: ولایت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ولایت ایک قرب خاص ہے کہ مولا عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص 264، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: ولایت وہبی (عطائی) ہے یا کسبی (محنت کے ذریعے حاصل ہونے والی) ہے؟

جواب: ولایت وہبی (عطائی) شے ہے، ایسا نہیں ہے کہ مشقت والے اعمال سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ غالباً اعمال حسنہ اس عطیہ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ولایت کسبی نہیں محض عطائی ہے ہاں کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتے ہیں۔''

(فتاوی رضویہ، ج 21، ص 606، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بے علم اور ولایت

سوال: کیا ولایت کسی بے علم کو مل سکتی ہے؟

جواب: ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزّ وجل نے اس پر علوم منکشف کردیئے ہوں۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں'' حاشا نہ شریعت و طریقت دو راہیں ہیں نہ اولیاء کبھی غیر علماء ہوسکتے ہیں، علامہ مناوی "شرح جامع صغیر" پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی "حدیقہ ندیہ" میں فرماتے ہیں کہ

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: علم الباطن لا یعرفہ إلّا من عرف علم الظاھر۔ علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وما اتخذ اللہ ولیاً جاھلاً ، اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا، یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اس کے بعد ولی کیا۔

(فتاوی رضویہ، ج21، ص530، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سب سے افضل اولیاء

سوال: سب سے افضل اولیاء کون سے ہیں؟

جواب: تمام اولیائے اوّلین و آخرین سے اولیائے محمدیین یعنی اس اُمّت کے اولیاء افضل ہیں۔

(الیواقیت والجواہر، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثانی، ص 348، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اور تمام محمدیین میں سب سے زیادہ معرفت وقرب الٰہی میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور ان میں ترتیب وہی ترتیب افضلیت ہے۔ سب سے زیادہ معرفت وقرب صدیق اکبر کو ہے پھر فاروقِ اعظم پھر ذوالنورین پھر مولیٰ مرتضی کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(حدیقۂ ندیہ، ج1، ص293، مطبوعہ پشاور)

ہاں مرتبہ تکمیل پر حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولیٰ مشکل کشا کو تو جملہ اولیائے ما بعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انہیں کے دستِ نگر تھے اور ہیں اور رہیں گے۔

(فتاوی رضویہ، ج29، ص234، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا طریقت شریعت کے منافی ہے؟

جواب: طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے بعض

جاہل متصوف (صوفی بننے والے) جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور محض گمراہی ہے اور اس زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد۔ (بہار شریعت، حصہ1، ص265، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

شریعت وطریقت کے سمندروں کے تیراک امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''إنّ الباطن إن کان مناقضاً للظاھر ففیہ إبطال الشرع، وھو قول من قال: إنّ الحقیقۃ خلاف الشریعۃ وھو کفر لأنّ الشریعۃ عبارۃ عن الظاھر والحقیقۃ عبارۃ عن الباطن'' ترجمہ: باطن اگر ظاہر کے مناقض ہو تو اس میں شرع کا ابطال ہے، کہنے والے کا یہ قول بھی اسی قبیل سے ہے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے اور یہ قول کفر ہے کیونکہ شریعت ظاہر سے عبارت ہے اور حقیقت باطن سے تعبیر کی جاتی ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب قواعد العقائد، الفصل الثانی، ج1، ص139, 138، دار صادر، بیروت)

سوال: کیا کوئی ولی احکام شرعیہ کی پابندی سے آزاد ہو سکتا ہے؟

جواب: کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو احکامِ شرعیہ کی پابندی سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ (شرح العقائد النسفیۃ، مبحث لا یبلغ ولی درجۃ الأنبیاء، ص166، باب المدینہ کراچی)

بعض جہال جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے راستہ کی حاجت ان کو جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں ہم تو پہنچ گئے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرمایا: صَدَقُوا لَقَدْ وَصَلُوْا وَلٰکِنْ اِلٰی اَیْنَ اِلَی النَّارِ، ترجمہ: وہ سچ کہتے ہیں بیشک پہنچے مگر کہاں، جہنم کو۔

(الیواقیت والجواھر، المبحث السادس والعشرون، ص206، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

البتہ اگر مجذوبیت سے عقل تکلیفی زائل ہو گئی ہو جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اُٹھ جائے گا۔

(الیواقیت والجواھر، المبحث السادس والعشرون، ص207، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مگر یہ بھی سمجھ لو جو اس قسم کا ہوگا اس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔

(بہار شریعت، حصہ 1، ص266، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔''

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت بریلوی، حصّہ دوم، ص240، مشتاق بک کارنر، لاہور)

سوال: اولیاء کو ایصالِ ثواب کرنا کیسا ہے؟

جواب: انھیں ایصالِ ثواب، نہایت مُوجبِ برکات وامرِ مستحب ہے، اِسے عُرفاً براہِ ادب نذر ونیاز کہتے ہیں، یہ نذرِ شرعی نہیں (بلکہ یہ نذرانہ ایسا ہے) جیسے بادشاہ کو نذر دینا، اِن میں خصوصاً گیارھویں تریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔

(جدالممتار، ج3، ص285☆بہار شریعت، حصہ1، ص276، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نوٹ: ایصالِ ثواب کے بارے میں تفصیلاً آگے آئے گا۔

سوال: اولیاء کے عرس کرنا کیسا ہے؟

جواب: عرسِ اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی وفاتحہ خوانی ونعت خوانی و ایصالِ ثواب اچھی چیز ہے۔ رہے منہیات شرعیہ وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔

(بہار شریعت، حصہ1، ص277، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: کیا کسی ولی کے لیے دنیا میں جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے؟ بعض لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ آئیں ہم آپ کو جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دیدار کراتے ہیں۔

جواب: دنیا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے لئے بیداری میں چشمِ سر سے اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں، جو اس کا دعوی کرے وہ کافر ہے۔ رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((تَعَلَّمُوْا اَنَّهٗ لَنْ يَّرٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى يَمُوْتَ)) ترجمہ: جان لو کہ تم میں سے کوئی شخص بھی موت سے پہلے ہرگز اپنے رب کا دیدار نہیں کرسکتا۔

(صحیح مسلم، باب ذکر ابن صیاد، ج4، ص2245، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

فتاوی حدیثیہ میں ہے ''لا یجوز لاحد ان یدعی انہ رأی اللہ بعین رأسہ، ومن زعم ذلک فھو کافر مراق الدم ''ترجمہ: کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعوی کرے، اور جس نے یہ گمان کیا تو وہ کافر اور مباح الدم ہے۔

(فتاوی حدیثیہ، ص200، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے؟

جواب: جی ہاں! جمہور اہل سنت کے نزدیک معراج کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

(الفتاوی الحدیثیۃ، مطلب فی رؤیۃ اللہ تعالی فی الدنیا، ص200، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

سوال: کیا اولیاء کو دنیا کے اندر خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! خواب میں ہوسکتا ہے، اولیاء سے ثابت ہے، ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔

(منح الروض الازہر، ص83، باب المدینہ کراچی)

سوال: کیا آخرت میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا؟

جواب: جی ہاں! جنت میں مومنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

(فقہ اکبر، ص83، باب المدینہ کراچی)

سوال: کیا اولیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں؟

جواب :اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیاتِ ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کے علم وادراک وسمع وبصر پہلے کی نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔

(بہار شریعت،حصہ1،ص275،مکتبۃ المدینہ کراچی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں:''اہل سنت کے نزدیک انبیاء وشہداء علیہم التحیۃ والثناء اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے اسی طرح شہداء واولیاء علیہم الرحمۃ والثناء کے ابدان وکفن بھی قبور میں صحیح وسلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی ورزق دیئے جاتے ہیں۔

اور شیخ الہند محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:اولیائے خدائے تعالی نقل کردہ اند ازیں دار فانی بدار بقا وزندہ اند نزد پروردگار خود. ومرزوق اند وخوشحال اند. ومردم را ازاں شعور نیست۔ترجمہ:اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے وہ خوش حال ہیں اور لوگوں کو اس کا شعور نہیں۔

اور علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:لا فرق لهم في الحالين ولذا قيل: أولياء الله لا يموتون ولكن ينتقلون من دار إلى دار ...إلخ ملتقطا ۔ترجمہ:محبوبانِ خدا کے لیے حیات وممات کی دونوں حالتوں میں کوئی فرق نہیں،کہا گیا ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ،ج9،ص431تا433،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''اجساد الأنبياء والأولياء والشهداء لا تبلى ولا تتغير لما أنّ الله تعالى قد نفى

أبدانهم من العفونة الموجبة للتفسخ وبركة الروح المقدس إلى البدن كالإكسير)) ترجمہ:انبیاء،اولیاء اور شہدا کے اجسام نہ ہی پرانے ہوتے ہیں اور نہ ہی متغیر،اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام سے وہ عفونت دور فرمادی جو اجسام کے پھٹنے کا سبب بنتی ہے،مقدس روح کی برکت جسم کی طرف ایسے ہی ہے جیسا کہ اکسیر۔

(تفسیر روح البیان،ج3،ص439،مطبوعہ،کوئٹہ)

حدیث پاک میں ہے،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:((أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ لَا يَمُوتُونَ وَلٰكِنْ يُنْقَلُونَ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ)) ترجمہ:اللہ کے اولیاء مرتے نہیں،وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

(تفسیر کبیر،سورۂ آل عمران،ج9،ص427،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

فصلِ اول: اختیاراتِ اولیاء

سوال: کیا اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ اختیارات عطا فرماتا ہے؟

جواب: اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحابِ خدمت ہیں ان کو تصرت کا اختیار دیا جاتا ہے۔ سیاہ سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں یہ حضرات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں ان کو اختیارات و تصرفات حضور کی نیابت میں ملتے ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ1، ص267، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ((إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندہ کسی شے سے اُس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرائض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے محبوب بنالیتا ہوں، جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے، تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا۔

(صحیح بخاری، باب التواضع، ج8، ص105، دار طوق النجاۃ)

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دھلوی فرماتے ہیں: ''بعضے از

خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا مے نمایند ارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود از انہامی طلبند ومے یابند'' ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو بندوں کی تربیتِ کاملہ اور راہنمائی کے لئے ذریعہ بنایا گیا ہے، انھیں اس حالت میں بھی دنیا کے اندر تصرف کی طاقت واختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعتِ مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا، صوفیائے اویسیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند ومحتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔

(فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، تحت الآیۃ: وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ، ص206)

اولیاء اور علم غیب

سوال: کیا اولیاء کو اللہ تعالیٰ علمِ غیب عطا فرماتا ہے؟

جواب: علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت کو ما کان و ما یکون اور تمام لوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں مگر یہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ وعطا سے ہے بے وساطت رسول کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔

(بہار شریعت، حصہ1، ص268، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تفسیرات احمدیہ میں ہے: ''ولك أن تقول إنّ علم هذه الخمسة وإن كان لا يعلمه إلّا الله، لكن يجوز أن يعلمها من يشاء من محبّه و أولياء ه بقرينة قوله تعالى: ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ على أن يكون الخبير بمعنى

المخبر ''ترجمہ: اور تیرے لیے جائز کہ یہ کہے کہ علوم خمسہ کو اگر چہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مگر یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبین اور اولیاء میں سے جسے چاہے یہ علوم عطا فرما دے، اس پر قرینہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے، یہ قرینہ اس طور پر ہے کہ خبیر مخبر (خبر دینے والے) کے معنی میں ہے۔

(تفسیرات أحمدیة، سورة لقمان، تحت الآیة34، ص608,609، مطبوعہ پشاور)

تفسیر صاوی میں ہے: ''﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ أی: من حیث ذاتها، وأمّا بإعلام الله للعبد فلا مانع منه كالأنبياء وبعض الأولياء، قال تعالى: ﴿وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ وقال تعالى: ﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ قال العلماء: وكذا ولی، فلا مانع من كون الله يطلع بعض عباده الصالحين على بعض هذه المغيبات، فتكون معجزة للنبی وكرامة للولی ''ترجمہ: (اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی) یعنی ذاتی طور پر نہیں جانتی، بہر حال اللہ تعالیٰ کا بندے کو اس کا علم دے دینا تو اس سے مانع کوئی چیز نہیں ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور بعض اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے اس کا علم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے) علماء نے فرمایا: اور ایسے ہی اللہ کا ولی ہے، تو اس سے مانع کوئی چیز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے بعض صالحین کو ان بعض علوم غیبیہ پر اطلاع دے، یہ علم غیب کا ہونا نبی کے لیے معجزہ اور ولی کے لیے کرامت ہوگا۔

(تفسیر الصاوی، سورة لقمان، تحت الآیة34، ج5، ص1607، باب المدینہ کراچی)

ارشاد الساری میں ہے: ''فمن ادّعى علم شیء منها غير مستند إلى

الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم كان كاذباً فی دعواه ''ترجمہ: جو شخص ان میں سے کسی چیز کے علم کا دعوی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف استناد کے بغیر کرے تو وہ اپنے دعوی میں کاذب ہے۔

(ارشاد الساری، کتاب الإيمان، باب سؤال جبريل النبی صلى الله تعالى عليه وسلم، ج1، ص243، دار الفکر، بیروت)

ایسا ہی فتح الباری اور عمدۃ القاری میں بھی ہے۔

(فتح الباری، کتاب الإيمان، باب سؤال جبريل النبی صلى الله تعالى عليه وسلم، ج1، ص114، دار الکتب العلمیہ، بیروت ☆ عمدة القاری، ج1، ص425، دار الحدیث، ملتان)

فصلِ دوم: کراماتِ اولیاء

سوال: کرامت کسے کہتے ہیں؟

جواب: ولی سے جو بات خلافِ عادت ظاہر ہو اسے کرامت کہتے ہیں۔

(النبراس، أقسام الخوارق سبعة، ص272،مدينة الاولياء ملتان)

سوال: جو شخص کراماتِ اولیاء کا منکر ہو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: کراماتِ اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔

(بہار شریعت،حصہ1،ص269،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

منح الروض للقاری میں ہے:''والكرامات للأولياء حق أى:ثابت بالكتاب والسنة، ولا عبرة بمخالفة المعتزلة وأهل البدعة فى إنكار الكرامة ''ترجمہ: کراماتِ اولیاء حق ہیں یعنی قرآن وسنت سے ثابت ہیں، معتزلہ اور دیگر گمراہوں کی انکارِ کرامت میں مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔

(منح الروض الأزہر للقاری، ص79،باب المدینہ کراچی)

سوال: اولیاء اللہ سے کس قسم کی کرامات کا صدور ہوسکتا ہے؟

جواب: مُردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، غرض تمام خوارقِ عادات اولیاء سے ممکن ہیں سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے جیسے قرآنِ مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا یا دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلامِ حقیقی مشرف سے ہونا اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لئے دعویٰ کرے کافر ہے۔

(بہار شریعت،حصہ1،ص269تا271،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

کرامات کا ثبوت

سوال: کرامات کا ثبوت کہاں سے ہے؟

جواب: کرامات کا ثبوت قرآن وحدیث، صحابہ اور ائمہ دین سے ہے،

چنانچہ شرح عقائد نسفیہ میں ہے''فتظهر الكرامة على طريق نقض العادة للولى من قطع المسافة البعيدة فى المدة القليلة كإتيان صاحب سليمان علیہ السلام وهو آصف بن برخيا على الأشهر بعرش بلقيس قبل ارتداد الطرف مع بُعد المسافة، وظهور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة كما فى حق مريم فإنّه ﴿**كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ**﴾،والمشى على الماء كما نقل عن كثير من الأولياء والطيران فى الهواء كما نقل عن جعفر بن أبى طالب ولقمان السرخسى وغيرهما و كلام الجماد والعجماء، أمّا كلام الجماد فكما روى أنّه كان بين يدى سلمان وأبى الدرداء قصعة فسبحت وسمعا تسبيحاً، وأما كلام العجماء فكتكلم الكلب لأصحاب الكهف و كما روى النبى علیہ السلام قال بينما رجل يسوق بقرة قد حمل عليها إذا التفتت البقرة إليه وقالت إنّى لم أخلق لهذا وإنّما خلقت للحرث، فقال الناس:سبحان الله تتكلم البقرة، فقال النبى صلی اللہ علیہ وسلم آمنت بهذا واندفاع المتوجه من البلاء و كفاية المهمّ عن الأعداء وغير ذلك من الأشياء مثل رؤية عمر وهو على المنبر فى "المدينة "جيشه بـ "نهاوند' حتى قال لأمير جيشه:يا سارية الجبل الجبل تحذيراً له من وراء الجبل لمكر العدو هناك وسماع سارية كلامه مع بُعد المسافة و كشرب خالد السمّ من غير تضرر به و كجريان النيل بكتاب عمر، وأمثال هذا أكثر من أن يحصى ''ترجمہ: کرامت خلافِ عادت ولی کے لیے ظاہر ہوتی ہے مثلاً (1) بعید

مسافت کا قلیل وقت میں طے ہو جانا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے صاحب جن کا نام مشہور ترین قول پر حضرت آصف بن برخیا ہے کا مسافت کی دوری کے باوجود ملکہ بلقیس کے تخت کو پلک جھپکنے سے پہلے لے آنا، (2) اسی طرح کھانے، پانی اور لباس کا حاجت کے وقت ظاہر ہو جانا جیسا کہ حضرت مریم کے لیے، قرآن پاک میں ہے: (جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے، اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا، بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے)، (3) اسی طرح پانی پر چلنا جیسا کہ یہ کثیر اولیاء کے بارے میں منقول ہے (4) اسی طرح ہوا میں اڑنا جیسا کہ جعفر بن ابی طالب اور لقمان سرخسی وغیرہما کے بارے میں منقول ہے، (5) اسی طرح بے جان چیزوں اور جانوروں کا کلام کرنا، جہاں تک بے جان چیزوں کے کلام کا تعلق ہے تو مروی ہے کہ حضرت سلمان اور ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے پیالے نے تسبیح کی اور ان دونوں نے سنی، اور جہاں تک جانوروں کے کلام کا معاملہ ہے تو جیسا کہ اصحاب کہف کے کتے کا کلام کرنا اور جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے، ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی گائے پر سوار ہو کر اس کو ہانک کر لے جا رہا تھا، کہ اچانک گائے اس کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی کہ میں اس کام کے لیے پیدا نہیں کی گئی، بلکہ مجھے کھیتی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، لوگوں نے کہا: سبحان اللہ، گائے کلام کرتی ہے، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس پر ایمان لایا، (6) اور اسی طرح آنے والی بلاء کو ٹالنا، شدت کے وقت دشمنوں سے بچانا اور اس کے علاوہ دوسری اشیاء، مثال کے طور پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ منورہ میں منبر پر موجود ہو کر نہاوند میں موجود لشکر کو دیکھ لینا اور امیر لشکر کو پہاڑ کے پیچھے دشمن کے مکر سے بچانے کے لیے فرمانا: اے ساریہ!

پہاڑ پہاڑ، اور حضرت ساریہ کا بعدِ مسافت کے باوجود ان کے کلام کو سن لینا اور جیسا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زہر پی لینا اور کچھ نقصان نہ ہونا، اور جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خط کی وجہ سے دریائے نیل کا جاری ہو جانا، اس کی مثالیں شمار سے زیادہ ہیں۔

(شرح العقائد النسفية، مبحث كرامات الأولياء حق، ص146تا149، باب المدينه كراچی)

سوال: قرآن، حدیث اور خلفاء راشدین سے کچھ کرامات بیان کر دیں۔

جواب: قرآن، حدیث اور خلفاء راشدین سے کچھ کرامات درج ذیل ہیں:

آصف بن برخیا کی کرامت

(1) جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے ارادے سے چلی، اس کا ایک تخت تھا جو اسی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا تھا، جس جگہ تخت رکھا ہوا تھا وہ جگہ سلیمان علیہ السلام سے چھ ماہ کی مسافت پر تھی، ملکہ بلقیس اس تخت کو سات محلات میں بند کر کے آئی تھی، جب ملکہ بلقیس قریب پہنچ گئی تو سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ وہ تخت ملکہ بلقیس کے پہنچنے سے پہلے میرے پاس پہنچ جائے، تو انہوں نے اپنے درباریوں سے کہا کہ وہ تخت کون لائے گا، پہلے ایک طاقتور جن نے کہا کہ میں لے کر آؤں گا، آپ کا دربار برخاست ہونے سے پہلے حاضر کر دوں گا (دربار زوال کے وقت تک لگتا تھا)، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا جن کو اللہ تعالیٰ نے کتاب کا علم دیا تھا، جو اسمِ اعظم جانتے تھے، اللہ تعالیٰ کے ولی تھے، وہ عرض کرنے لگے: حضور میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر دوں گا، (اور صرف دعوی نہیں کیا بلکہ) دیکھا تو تخت سامنے موجود تھا، فرمایا: یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

﴿قَالَ یَا اَیُّھَا الْمَلَأُ اَیُّکُمْ یَاْتِینِی بِعَرْشِھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُونِی مُسْلِمِینَ ۝ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِنَ الْجِنِّ اَنَا آتِیکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِکَ وَاِنِّی عَلَیْہِ لَقَوِیٌّ اَمِینٌ ۝ قَالَ الَّذِی عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِنَ الْکِتَابِ اَنَا آتِیکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ فَلَمَّا رَآہُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَہٗ قَالَ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّی﴾ ترجمہ: سلیمان نے فرمایا: اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس (ملکہ بلقیس) کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو، ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں، اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے (پلک جھپکنے) سے پہلے، پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا، کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

(پ19، سورۃ النمل، آیت 38,39,40)

اصحاب کہف کی کرامت

(2) اصحاب کہف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی تھے، شہر افسوس کے رہنے والے تھے، ان کا بادشاہ بت پرست اور انتہائی ظالم شخص تھا، یہ اس سے ڈر کر بھاگے اور ایک غار میں پناہ لی اور وہاں سو گئے تو تین سو نو برس تک سوتے رہے، ان کو پتا ہی نہ چلا، زمانہ بدلتا رہا، سلطنتیں بدلتی رہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں سے محفوظ رکھا، تین سو نو برس بعد بیدار ہوئے، جیسے سوئے تھے جاگے تو ویسے ہی تھے، جتنی عمریں سوتے وقت تھیں اتنی ہی بیدار ہونے کے وقت تھیں، گویا تمام لوگوں پر تین سو نو برس گزرے مگر اصحاب کہف پر کچھ دیر ہی گزری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا واقعہ تفصیلاً بیان فرمایا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَضَرَبْنَا عَلٰی

آذَانِھِمْ فِی الْکَھْفِ سِنِینَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنَاھُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوا اَمَدًا﴾ ترجمہ: تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا، پھر ہم نے انہیں جگایا کہ دیکھیں دونوں گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے۔

(پ15، سورۃ الکہف، آیت 11,12)

مزید فرماتا ہے ﴿وَلَبِثُوا فِی کَھْفِھِمْ ثَلَاثَ مِائَۃٍ سِنِینَ وَازْدَادُوا تِسْعًا﴾ ترجمہ: اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے نو اوپر۔

(پ15، سورۃ الکہف، آیت 25)

حضرت مریم کی کرامت

(3) حضرت مریم جو کہ اللہ تعالیٰ کی ولیہ تھیں، جب زکریا علیہ السلام ان کے محراب (نماز پڑھنے کی جگہ) میں جاتے تو وہاں سردیوں کے پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کے پھل سردیوں میں پاتے، حضرت زکریا علیہ السلام حیران ہو کر پوچھتے: اے مریم یہ پھل تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ تو حضرت مریم جواب دیتیں کہ یہ پھل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْھَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَھَا رِزْقًا قَالَ یَا مَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا قَالَتْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾ ترجمہ: جب جب زکریا مریم کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے، اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا: اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا، بولیں: وہ اللہ کے پاس سے ہے، بے شک اللہ جسے چاہے بے حساب دے۔

(سورۃ آل عمران، آیت 37)

حضرت جریج کی کرامت

(4) صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((كَانَ رَجُلٌ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ يُصَلِّي، فَجَاءَتْهُ أُمُّهُ، فَدَعَتْهُ، فَأَبَى أَنْ يُجِيبَهَا، فَقَالَ: أُجِيبُهَا أَوْ أُصَلِّي، ثُمَّ أَتَتْهُ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وُجُوهَ الْمُومِسَاتِ، وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: لَأَفْتِنَنَّ جُرَيْجًا، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ، فَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى، فَأَتَتْ رَاعِيًا، فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا، فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ: هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ، فَأَتَوْهُ وَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ، فَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ، فَقَالَ: مَنْ أَبُوكَ يَا غُلَامُ؟ قَالَ: الرَّاعِي، قَالُوا: نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: لَا، إِلَّا مِنْ طِينٍ)) ترجمہ: بنی اسرائیل کے ایک (عبادت گزار) شخص تھے جن کو جریج کہا جاتا تھا، (ایک مرتبہ) وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی والدہ ان کے پاس آئیں اور ان کو آواز دی، انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور (دل میں) کہا: میں جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں (اسی شش وپنج میں کوئی جواب نہ دیا، والدہ چلی گئیں، کچھ عرصہ بعد) ان کی والدہ پھر آئیں اور (بلانے پر جواب نہ آنے کی صورت میں بددعا دیتے ہوئے) کہا: اے اللہ! تو اسے موت نہ دینا جب تک تو اسے کسی فاحشہ کا منہ نہ دکھادے۔ جریج اپنی عبادت گاہ میں تھے، ایک فاحشہ عورت نے کہا کہ میں جریج کو ضرور فتنے میں ڈالوں گی، اس نے اپنے آپ کو جریج پر پیش کیا اور برائی کے بارے میں گفتگو کی، جریج نے انکار کیا، تو وہ فاحشہ ایک چرواہے کے پاس آئی اور اپنے اوپر اسے قدرت دے دی، (اس نے برا کام کیا، جس کے نتیجے میں) اس فاحشہ نے ایک بچہ جنا اور لوگوں سے کہا کہ یہ جریج کا بچہ ہے، لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کی عبادت گاہ گرادی، جریج کو نیچے اتار کر سب وشتم کیا، جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر بچے کے پاس آئے اور بچے سے کہا: تیرا باپ کون ہے؟، بچے نے جواب دیا: چرواہا، (نومولود بچے کی گواہی سے لوگ

سارا معاملہ سمجھ گے، شرمندہ ہوئے) اور جریج سے کہنے لگے: ہم آپ کی عبادت گاہ سونے کی بنادیتے ہیں، جریج نے کہا: نہیں تم مٹی ہی کی بنادو۔

(صحیح بخاری، باب اذا هدم حائطاً فليبن مثله، ج3، ص137، دار طوق النجاة)

حضرت صدیق اکبر کی کرامات

(5) اصحاب صفہ میں تین آدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر مہمان ہوئے، کھانا جب سامنے رکھا تو، راوی کا بیان ہے کہ: ((وَايْمُ اللَّهِ، مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللُّقْمَةِ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا، وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ)) ترجمہ: خدا کی قسم ہم جو بھی لقمہ اٹھاتے، اس کے نیچے سے کھانا اور زیادہ ہو جاتا، یہاں تک کہ ہم سب سیر ہو گئے، اور کھانا پہلے سے زیادہ موجود تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ (کو کھانا دکھا کر ان) سے اس بارے میں پوچھا، تو وہ کہنے لگیں: ((لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي، لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ)) ترجمہ: میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم، اب کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس میں سے کھایا اور پھر یہ کھانا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے، صبح تک کھانا بارگاہ رسالت میں رہا، مسلمانوں اور کفار کی ایک قوم کے درمیان معاہدہ ہوا تھا، جس کی مدت ختم ہو گئی تھی، صبح ایک بڑا لشکر جمع ہوا، جو بارہ آدمیوں (امیروں) کے درمیان تقسیم تھا اور ہر ایک کے ساتھ بہت سارے لوگ تھے، ان کی تعداد اللہ بہتر جانتا ہے، ان سب نے وہ کھانا کھایا۔

(صحیح بخاری، باب علامات النبوة فی الاسلام، ج4، ص194، دار طوق النجاة)

(6) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ((وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ، وَإِنَّمَا هُوَ أَخَوَاتِ

وَأُخْتَاكِ، فَاقْسِمُوْهُ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ تبارك وتعالى)) ترجمہ: آج یہ (میرا) مال وارث کا ہو چکا ہے، اور (میرے مال کے) وارث (تمہارے علاوہ) تمہارے دو بھائی اور تمہاری دو بہنیں ہیں، اس مال کو ان کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق تقسیم کرنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: ((إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ، فَمَنِ الْأُخْرَى؟)) ترجمہ: میری تو ایک ہی بہن اسماء ہے، دوسری کون ہے؟

فرمایا: ((ذُو بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ، أُرَاهَا جَارِيَةً)) ترجمہ: (تمہاری سوتیلی والدہ) بنت خارجہ حاملہ ہے، میرے خیال میں وہ لڑکی ہے۔

(مؤطا امام مالک، باب مالایجوز من النحل والعطیہ، ج2، ص483، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

مؤطا امام محمد کی روایت میں ہے: ((فَوَلَدَتْ جَارِيَةً)) ترجمہ: پس انہوں نے ایک بچی جنی، (جس کا نام ام کلثوم تھا)۔

(مؤطا امام محمد، باب النحلی، ج1، ص286، المکتبۃ العلمیہ، بیروت)

حضرت عمر فاروق کی کرامات

(7) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((اِنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةَ. قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَقْبَلَ يَصِيحُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُولُ الْجَيْشِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُونَا فَإِذَا صَائِحٌ يَصِيحُ: يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَأَسْنَدْنَا بِأَظْهُرِنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ)) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر (ایک مہینہ کی مسافت پر نہاوند) بھیجا، اس پر حضرت ساریہ کو امیر بنایا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورانِ خطبہ منبر پر حضرت ساریہ کو پکارا: اے ساریہ پہاڑ کو لو، اے ساریہ پہاڑ کو لو۔ پھر جب اس لشکر

سے قاصد آیا، اس سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا: اے امیر المؤمنین! دشمن کی ہم سے لڑائی ہوئی، وہ ہمیں شکست دینے لگا کہ اچانک ہم نے آواز سنی: اے ساریہ پہاڑ کو لو، ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی طرف کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، ماظہر علی یدعمر، ج1، ص579، دار النفائس، بیروت ☆ دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج6، ص370، دار الکتب العلمیہ، بیروت ☆ مشکوۃ المصابیح، باب الکرامات، الفصل الثالث، ج3، ص1678، المکتب الاسلامی، بیروت)

(8) امام طبری ''الریاض النضرۃ'' میں اور امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں نقل کرتے ہیں: ((ويروى أن مصر لما فتحت, أتى أهلها عمرو بن العاص وقالوا له: إن هذا النيل يحتاج في كل سنة إلى جارية بكر من أحسن الجوارى فنلقيها فيه وإلا فلا يجرى, وتخرب البلاد وتقحط، فبعث عمرو إلى أمير المؤمنين عمر يخبره بالخبر, فبعث إلى عمرو: الإسلام يجب ما قبله, ثم بعث إليه بطاقة قال فيها: بسم الله الرحمن الرحيم، إلى نيل مصر من عبد الله عمر بن الخطاب, أما بعد فإن كنت تجرى بنفسك فلا حاجة بنا إليك وإن كنت تجرى بالله فاجر على اسم الله, وأمره أن يلقيها فى النيل فجرى فى تلك الليلة ستة عشر ذراعًا، وزاد على كل سنة ستة أذرع. وفى رواية: فلما ألقى كتابه فى النيل جرى ولم يعد يقف)) ترجمہ: مروی ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو اہلِ مصر عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے کہ یہ دریائے نیل ہر سال خوبصورت ترین لڑکیوں میں سے ایک باکرہ لڑکی کا محتاج ہوتا ہے لہٰذا ہم ایک لڑکی اس میں ڈال دیتے ہیں ورنہ یہ جاری نہیں ہوتا اور (اس کے جاری نہ ہونے سے) شہر برباد ہو جاتے ہیں اور قحط پڑ جاتا

ہے،عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قاصد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا کہ وہ ان کو اس خبر سے مطلع کردے، امیر المومنین نے ان کو پیغام بھیجا کہ اسلام پہلے کی جاہلانہ رسوم مٹاتا ہے، پھر آپ نے ان کی طرف ایک خط بھیجا جس میں آپ نے (دریائے نیل کو خطاب کرتے ہوئے) کہا:بسم اللہ الرحمن الرحیم عبد اللہ عمر بن خطاب کی طرف سے دریائے نیل کے نام،امابعد (اے دریائے نیل) اگر تو خود بخود چلتا تھا تو ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے نام پر جاری ہو جا۔اور آپ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اسے دریائے نیل میں ڈال دیں تو وہ اسی رات سولہ ہاتھ تک بلند ہو کر جاری ہو گیا،اور ہر سال چھ ہاتھ زیادہ ہو جاتا،اور ایک روایت میں ہے کہ جب انہوں نے آپ کا خط دریائے نیل میں ڈالا تو وہ جاری ہو گیا اور اس کے بعد کبھی نہ رکا۔"

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ،الباب الثانی،الفصل التاسع،ج 2،ص327،دار الکتب العلمیہ،بیروت ☆تاریخ الخلفاء،الخلیفۃ الثانی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ،ج 1،ص103،مکتبہ نزار مصطفی الباز)

(9) الریاض النضرہ میں ہے:((ولما دخل أبو مسلم الخولانی المدینة من الیمن وکان الأسود بن قیس الذی ادعی النبوة بالیمن عرض علیه أن یشهد أنه رسول الله فأبی، فقال:أتشهد أن محمدًا رسول الله ،قال:نعم قال:فأمر بتأجیج نار عظیمة وألقی فیها أبو مسلم فلم تضره، فأمر بنفیه من بلاده فقدم المدینة، فلما دخل من باب المسجد قال عمر:هذا صاحبکم الذی زعم الأسود الکذاب أنه یحرقه فنجاه الله منه، ولم یکن القوم ولا عمر سمعوا قضیته ولا رأوه ثم قام إلیه واعتنقه وقال:ألست عبد الله بن ثوب،قال:بلی ,فبکی عمر ثم قال:الحمد لله الذی لم یمتنی حتی

أرانی فی أمة محمد صلی اللہ علیہ وسلم شبهًا بإبراهیم الخلیل علیہ السلام)) ترجمہ: جب ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ یمن کے شہر میں داخل ہوئے اور یمن میں موجود اسود بن قیس کہ جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا، اس نے آپ سے کہا کہ وہ گواہی دیں کہ وہ (اسود) اللہ کا رسول ہے،ابو مسلم خولانی نے انکار کیا،تو اس نے کہا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو اس نے بڑی آگ بھڑکانے کا حکم دیا،اور اس کے اندر ابو مسلم خولانی کو ڈال دیا مگر ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا،اس نے ان کو اپنے شہروں سے نکال دیا،ابو مسلم خولانی مدینہ منورہ حاضر ہوگئے، جب مسجد کے دروازے سے داخل ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ تمہارے وہ ساتھی ہیں جن کے بارے میں اسود کذاب کا گمان تھا کہ وہ ان کو جلا دے گا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آگ سے نجات دی۔(حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر بطریق کرامت دی تھی کیونکہ) قوم اور حضرت عمر نے ان کا معاملہ نہ ہی سنا تھا اور نہ ہی دیکھا تھا، پھر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف کھڑے ہوئے اور ان کو گلے لگا لیا اور فرمایا: کیا تم عبد اللہ بن ثوب (یہ ابو مسلم خولانی کا نام ہے) نہیں ہو؟ تو انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور کہا: تمام خوبیاں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے وفات نہ دی یہاں تک کہ اس نے مجھے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے (آگ میں نہ جلنے کے اعتبار سے) مشابہ دکھا دیا۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ،الباب الثانی،الفصل التاسع،ج 2،ص328،دار الکتب العلمیہ،بیروت)

(10) حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((انه رأی فی منامه کأنه صلی الصبح خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم و.استند رسول

الله صلی اللہ علیہ وسلم إلى المحراب، فجاء ت جارية بطبق رطب فوضع بين يدي
رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فأخذ منها رطبة و قال:يا علي ,تأخذ هذه
الرطبة؟فقلت:نعم يا رسول الله، فمد يده وجعله كذا في فمي، ثم أخذ
أخرى وقال لي مثل ذلك فقلت:نعم فجعلها في فمي، فانتبهت وفي قلبي
شوق إلى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وحلاوة الرطب في فمي، فتوضأت وذهبت
إلى المسجد فصليت خلف عمر واستند إلى المحراب، فأردت أن أتكلم
بالرؤيا فمن قبل أن أتكلم جاء ت امرأة و وقفت على باب المسجد ومعها
طبق رطب فوضع بين يدي عمر فأخذ رطبة ,وقال:تأكل من هذا يا
علي،قلت:نعم، فجعلها في فمي،ثم أخذ أخرى وقال لي مثل ذلك فقلت:نعم،
ثم أخذ أخرى كذلك ثم فرق على أصحاب رسول الله -صلی اللہ علیہ وسلم يمنة
ويسرة وكنت أشتهي منه، فقال:يا أخي ,لو زادك رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
ليلتك لزدناك فعجبت و قلت:قد أطلعه الله على ما رأيت البارحة، فنظر
وقال:يا علي المؤمن ينظر بنور الله، قلت:صدقت يا أمير المؤمنين هكذا
رأيته، وكذا رأيت طعمه ولذته من يدك كما وجدت طعمه ولذته من
يد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں نے صبح
کی نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی ہے اور (نماز کے بعد) رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محراب سے ٹیک لگالی، پھر ایک عورت تازہ کھجوروں کا ایک
تھال لے کر حاضر ہوئی اور وہ تھال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے رکھ
دیا گیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک کھجور لی اور فرمایا: اے علی! یہ
کھجور لوگے؟، میں نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تو آپ نے

اپنا ہاتھ بڑھا کر اس طرح وہ کھجور میرے منہ میں ڈال دی، پھر دوسری کھجور اٹھائی اور
پہلے کی مثل مجھ سے ارشاد فرمایا، میں نے عرض کیا: جی ہاں، تو آپ نے وہ بھی میرے
منہ میں ڈال دی، میری آنکھ کھل گئی، حال یہ تھا کہ میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وشوق تھا اور میرے منہ میں کھجور کی لذت تھی، میں نے وضو کیا
اور (فجر کی نماز کے لیے) مسجد کی طرف چلا گیا، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز
پڑھی، حضرت عمر نماز کے بعد محراب سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، میں نے ارادہ کیا کہ میں
انہیں خواب کے بارے میں بتاؤں، میرے بتانے سے پہلے ایک عورت آئی اور مسجد
کے دروازے پر کھڑی ہوگئی، اس کے پاس تازہ کھجوروں کا تھال تھا، وہ حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا گیا، آپ نے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا: اے علی یہ کھاؤ گے؟
میں نے عرض کی: جی ہاں!، آپ نے اسے میرے منہ میں ڈال دیا، پھر آپ نے
دوسری کھجور پکڑی اور مجھے پہلے کی طرح فرمایا، میں نے عرض کی: جی ہاں!، پھر اسی
طرح آپ نے ایک اور کھجور پکڑی اور اپنے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے اصحابِ رسول
پر تقسیم فرمادی، حالانکہ مجھے اس کی خواہش تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا: اے میرے بھائی! اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو تمہیں زیادہ عطا
فرماتے تو ہم بھی زیادہ دے دیتے، مجھے تعجب ہوا اور میں نے (دل میں) کہا کہ اللہ
تعالیٰ نے ان کو اس کی اطلاع دے دی ہے جسے میں نے رات خواب میں دیکھا
ہے، حضرت عمر نے (مجھے) دیکھا اور فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! مومن اللہ تعالیٰ کے نور
سے دیکھتا ہے، میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ نے سچ فرمایا، میں نے اسی
طرح دیکھا ہے اور میں نے اس کا ذائقہ اور لذت آپ کے ہاتھ سے ویسا ہی پایا ہے
جیسا ذائقہ اور لذت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے پایا۔

(الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الثاني، الفصل التاسع، ج 2، ص 332،331، دار الكتب

العلمیہ،بیروت)

(11) حضرت یحیی بن سعید سے مروی ہے،فرماتے ہیں:((انَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّاب رحمۃ اللہ علیہ قَالَ لِرَجُلٍ:مَا اسْمُكَ؟ قَالَ جَمْرَةُ، قَالَ:ابْنُ مَنْ؟ قَالَ:ابْنُ شِهَاب:قَالَ:مِن این ؟ قَالَ:مِنَ الْحُرَقَةِ، قَالَ:أَيْنَ مَسْكَنُكَ؟ قَالَ:بحَرَّةِ النَّارِ، قَالَ:بِأَيِّهَا؟ قَالَ:بِذَاتِ لَظًى، قَالَ عُمَرُ:أَدْرِكْ أَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوا، قَالَ:فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ)) ترجمہ: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک آدمی سے پوچھا:تمہارا نام کیا ہے؟اس نے جواب دیا:انگارہ،آپ نے پوچھا:کس کے بیٹے ہو؟ جواب دیا:شعلے کا بیٹا ہوں،پوچھا:کہاں سے آئے ہو؟جواب دیا:حرارت سے، پوچھا:تمہارا مسکن کہاں ہے؟،جواب دیا:آگ کی گرمی میں،پوچھا:کس کے ساتھ ہو؟جواب دیا:آگ کے ساتھ،حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:اپنے گھر والوں کی خبر لو،وہ سب جل چکے ہیں،راوی کہتے ہیں:جیسا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا تھا،ویسا ہی ہوا۔

(مؤطا امام مالک،باب مایکرہ من الاسماء،ج 2،ص153،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت☆الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ،الباب الثانی،الفصل التاسع،ج2،ص331، دارالکتب العلمیہ،بیروت☆تاریخ الخلفاء،الخلیفۃ الثانی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ،ج 1،ص102،مکتبہ نزار مصطفی الباز)

(12) ابن عساکر نے طارق بن شہاب سے روایت کیا،وہ فرماتے ہیں:

((ان کان الرجل لیحدث عمر الحدیث فیکذبہ الکذبۃ فیقول:احبس ہذہ ثم یحدثہ بالحدیث فیقول:احبس ہذہ فیقول لہ:کل ما حدثتک حق إلا ما أمرتنی أن أحبسہ)) ترجمہ:اگر کوئی شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث بیان کرتا،پس (جب) آپ اس کی تکذیب کرتے تو یوں فرماتے:اسے روک لو(یعنی آگے بیان نہ کرو)،پھر حدیث بیان کرتا تو فرماتے:اسے

روک لو۔(آخر میں)وہ شخص عرض کرتا:میں نے جو آپ سے بیان کیا ہے وہ سب حق ہے سوائے اس کے جس کے بارے میں آپ نے مجھے حکم دیا کہ اسے روک لو۔

(تاریخ الخلفاء،الخلیفۃ الثانی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ،ج 1،ص103،مکتبہ نزار مصطفی الباز)

حضرت عثمان غنی کی کرامات

(13) امام طبری ''الریاض النضرۃ''میں نقل کرتے ہیں:((روی أن رجلا دخل علی عثمان وقد نظر امرأۃ أجنبیۃ ,فلما نظر إلیہ قال:ھاء! أیدخل علی أحدکم وفی عینیہ أثر الزنافقال لہ الرجل:أوحی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،قال:لا!ولکن قول حق وفراسۃ صدق)) ترجمہ:مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا،اس شخص نے راستے میں ایک اجنبیہ کی طرف نظر کی تھی،جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو فرمایا:خبردار،کوئی شخص تمہارے پاس اس حال میں آتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے،تو اس شخص نے آپ سے کہا:کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد (بھی)وحی اتری ہے،حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:نہیں،مگر یہ قول حق ہے اور مومن کی فراست سچ ہے۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ،الباب الثالث،الفصل التاسع،ج3،ص40,41،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(14) حضرت ابوقلابہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((کنت فی رفقۃ بالشام ,إذ سمعت صوت رجل یقول:یا ویلاہ النار !!قال:فقمت إلیہ وإذا رجل مقطوع الیدین والرجلین من الحقوین أعمی العینین منکب لوجہہ فسألتہ عن حالہ فقال:إنی قد کنت ممن دخل علی عثمان الدار فلما دنوت

منه صرخت زوجته فلطمتها، فقال: ما لك قطع الله يديك ورجليك وأعمى عينيك وأدخلك النار، فأخذتني رعدة عظيمة وخرجت هاربًا فأصابني ما ترى ولم يبق من دعائه إلا النار)) ترجمہ: میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملک شام میں تھا کہ میں نے ایک شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ ہائے جہنم کی ہلاکت، میں اس کی طرف گیا تو دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہیں، وہ آنکھوں سے اندھا ہے اور منہ کے بل لیٹا ہوا ہے، میں نے اس کی حالت کے بارے میں اس سے پوچھا تو اس نے بتایا: میں ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت عثمان غنی کے گھر میں داخل ہوئے تھے، جب میں ان کے قریب ہوا تو ان کی زوجہ نے چیخ ماری تو میں نے ان کو تھپڑ مار دیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں قطع فرمادے، تجھے آنکھوں سے اندھا کردے اور تجھے جہنم میں ڈال دے، مجھ پر بہت زیادہ کپکپی طاری ہوگئی اور میں بھاگتے ہوئے نکلا، مجھے پہنچ گیا جو تم دیکھ رہے ہو اور ان کی مانگی ہوئی دعاؤں میں سے سوائے جہنم کے کچھ باقی نہیں رہا۔

(الرياض النضرة فی مناقب العشرة، الباب الثالث، الفصل التاسع، ج3، ص41، دار الکتب العلميه، بيروت)

مولی علی کی کرامات

(15) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے کی ایک رکاب میں پاؤں رکھتے تھے اور دوسری رکاب پر رکھنے کے لئے پاؤں مبارک کو حرکت دیتے، پاؤں کے جاتے جاتے قرآن کریم ختم کردیتے تھے۔ مرقاۃ المفاتیح اور شواہد النبوۃ میں ہے ((حُكِيَ أَنَّ عَلِيًّا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ كَانَ يَبْتَدِئُ الْقُرْآنَ مِنَ ابْتِدَاءِ قَصْدِ رُكُوبِهِ مَعَ تَحَقُّقِ الْمَبَانِي وَتَفَقُّهِ الْمَعَانِي، وَيَخْتِمُهُ حِينَ وَضْعِ قَدَمِهِ فِي رِكَابِهِ الثَّانِي)) ترجمہ: حکایت کیا گیا کہ

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سواری پر سوار ہونے کا قصد کرتے تو قرآن پاک پڑھنا شروع فرماتے اور دوسری رکاب پر پاؤں رکھنے سے پہلے قرآن ختم فرمالیا کرتے حال یہ ہوتا کہ قرآن کے حروف بھی سمجھ آرہے ہوتے اور معانی بھی۔

(مرقاۃ المفاتيح، ج9، ص3654، دار الفکر، بیروت ☆ شواہد النبوۃ، ص212، مکتبۃ الحقیقۃ، استنبول، ترکی)

(16) علی بن زاذان سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ((ان عليا حدث حديثًا فكذبه رجل، فقال علي: أدعو عليك إن كنت صادقًا، قال: نعم! فدعا عليه، فلم ينصرف حتى ذهب بصره)) ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث بیان کی تو ایک آدمی نے آپ کی تکذیب کی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر تم سچے ہو تو میں تمہارے خلاف دعا کرتا ہوں، اس شخص نے کہا کہ ٹھیک ہے، پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف دعا کی تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے اس کی بینائی چلی گئی یعنی وہ اندھا ہوگیا۔

(الرياض النضرة فی مناقب العشرة، الباب الرابع، ج3، ص202، دار الکتب العلميه، بيروت)

فصلِ سوم: اولیاء سے امداد طلب کرنا

سوال: اولیاء سے مدد طلب کرنا کیسا ہے؟

جواب: ان سے استمد اد واستعانت (مدد طلب کرنا) محبوب ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے وہ کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ ان کو دور و نزدیک سے پکارنا سلف صالح کا طریقہ ہے۔ رہا ان کو فاعل مستقل جاننا یہ وہابیہ کا فریب ہے مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے۔

(بہار شریعت، حصہ1، ص271تا274، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اولیاء اللہ اور انبیائے کرام سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو رب تعالیٰ ہی کی ہے، یہ حضرات اس کے مظہر ہیں اور مسلمان کا یہ ہی عقیدہ ہوتا ہے، کوئی جاہل بھی کسی ولی کو خدا نہیں سمجھتا۔''

(جاء الحق، ص464، مکتبۂ غوثیہ، کراچی)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اہل استعانت سے پوچھو تو کہ تم انبیاء واولیاء (علیہم افضل الصلوۃ والسلام والثناء) کو عیاذاً باللہ خدا یا خدا کا ہمسر یا قادر بالذات یا معین مستقل جانتے ہو یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے اس کی سرکار میں عزت ووجاہت والے اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو، دیکھو تو تمھیں کیا جواب ملتا ہے۔

امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رضی اللہ تعالی عنہ کتاب ''شفاء السقام'' میں استمداد واستعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کر کے ارشاد فرماتے ہیں: ''لیس المراد نسبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی الخلق والاستقلال بالأفعال هذا لا يقصده مسلم فصرف

الکلام إلیه ومنعه من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین'' ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور کو خالق اور فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

(شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام، الباب الثامن فی التوسل، ص175، نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

صدقت یا سیدی جزاك اللّٰہ عن الإسلام والمسلمین خیراً، امین! (اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا اللہ تعالی آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔)

فقیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''جوہر منظم'' میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں: ''فالتوجه والاستغاثة به صلی اللہ علیہ وسلم او بغیرہ لیس لهما معنی فی قلوب المسلمین غیر ذلك ولا يقصد بهما أحد منهم سواه فمن لم ينشرح صدره لذلك فليبكِ علی نفسه نسأل اللّٰه العافية والمستغاث به فی الحقيقة هو اللّٰه، والنبی صلی اللہ علیہ وسلم واسطة بينه وبين المستغيث فهو سبحانه مستغاث به والغوث منه خلقاً وإيجاداً والنبی صلی اللہ علیہ وسلم مستغاث والغوث منه سبباً وکسباً'' ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضور اقدس کے سوا اور انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلاۃ والثناء کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے، ہم اللہ تبارک وتعالی سے عافیت مانگتے ہیں حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ و واسطہ ہیں، تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریاد رسی یوں ہے کہ مراد کو

خلق وایجاد کرے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریاد رسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔

(الجوہر المنظم، الفصل السابع، فیما ینبغی للزائر، ص 62، المطبعة الخیریه، مصر ☆ فتاوی رضویه ملخصاً، ج 21، ص 331,332، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: محبوبانِ خدا سے استعانت پر کچھ دلائل بیان فرمادیں۔

جواب: محبوبان خدا سے استعانت کے جواز پر قرآن وسنت اور اقوال ائمہ وفقہاء واولیاء سے کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

قرآن مجید سے دلائل

(1) قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد پاک ہے ﴿فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ﴾ ترجمہ: بے شک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔ (پ28، سورۂ تحریم، آیت نمبر 4)

(2) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾ ترجمہ: اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکاۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ (پ6، سورۃ المائدہ، آیت نمبر55)

(3) ایک اور مقام پر فرماتا ہے ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ﴾ ترجمہ: اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دیئے پر اور

کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔ (پ10، سورہ نمبر9، آیت نمبر 59)

اس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے والا فرمایا ہے۔

(4) قرآن مجید میں ہے ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ ترجمہ: قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔ (پ30، سورۃ النازعات، آیت نمبر5)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں ہے کہ "قال ابن عباس هم الملائكة وكلوا بامور عرفهم الله تعالى العمل بها" ترجمہ: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں ان کاموں پر مقرر کیے گئے جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی۔

(تفسیر خازن، سورۃ النازعات، ج4، ص391، دارالکتب العلمیه، بیروت)

اس کی دوسری تفسیر جسے بیضاوی شریف میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ "او صفات النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع عن الابدان غرقا اى نزعا شديدا من اغراق النازع فى القوس وتنشط الى عالم الملكوت وتسبح فيه فتسبق الى حظائر القدس فتصير لشرفها و قوتها من المدبرات" ترجمہ: یا ان آیات میں اللہ تبارک وتعالی ارواح اولیاء کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی حظیرہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی وطاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں۔ (تفسیر بیضاوی، ج5، ص282، داراحیاء التراث العربی بیروت)

احادیث سے دلائل

(5) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((اُطْلُبُوا الْخَیْرَ وَالْحَوَائِجَ مِنْ حِسَانِ الْوُجُوہِ)) ترجمہ: بھلائی اور اپنی حاجتیں ان لوگوں سے مانگو جن کے چہرے عبادت الٰہی سے روشن ہیں۔

(المعجم الکبیر، مجاہد عن ابن عباس، ج 11، ص 81، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

(6) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ان للہ تعالی عباد اختصھم لحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم اولئک الآمنون من عذاب اللہ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لئے خاص فرمایا ہے، لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذاب الٰہی سے امان میں ہیں۔

(کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عمر، حدیث 16007، جلد 6، صفحہ 350، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

(7) حضرت مالک الدار سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((اَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِی زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ اِلَی قَبْرِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ! اسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوا، فَاَتَی الرَّجُلَ فِی الْمَنَامِ فَقِیلَ لَہُ: ائْتِ عُمَرَ فَاَقْرِئْہُ السَّلَامَ، وَاَخْبِرْہُ اَنَّکُمْ مُسْتَقِیمُونَ وَقُلْ لَہُ: عَلَیْکَ الْکَیْسُ، عَلَیْکَ الْکَیْسُ "، فَاَتَی عُمَرَ فَاَخْبَرَہُ فَبَکَی عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: یَا رَبِّ لَا آلُو اِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْہُ)) ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہو رہے

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی، اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے، اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روئے، پھر کہا: اے میرے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ، جلد 12، صفحہ 32، الدار السلفیۃ، الھندیۃ)

مانگ کیا مانگتا ھے

(8) سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ((کُنْتُ أَبِیتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأَتَیْتُہُ بِوَضُوئِہِ فَقَالَ لِی سَلْ (ولفظ الطبرانی فقال یوماً یا ربیعۃ سلنی فاعطیك رجعنا الی لفظ مسلم) فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّۃِ قَالَ أَوْ غَیْرَ ذٰلِكَ قَالَ قُلْتُ ھُوَ ذَاكَ قَالَ فَأَعِنِّی عَلَی نَفْسِكَ بِکَثْرَۃِ السُّجُودِ)) ترجمہ: میں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے لیے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی: میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض کی: میری مراد تو صرف یہی ہے۔ فرمایا: تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب فضل السجود، ج 1، ص 193، قدیمی کتب خانہ، کراچی ☆ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب وقت قیام النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من اللیل، ج 1، ص 187، آفتاب عالم پریس، لاہور ☆ المعجم الکبیر، ج 5، ص 57,58، المکتبۃ الفیصلیہ، بیروت)

شیخ شیوخ علماء الہند سیدی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ شریف میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں "از اطلاق سوال کہ

فرمودش بخواہ تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد و کرا خواہد باذن پروردگار خود دہد''

ترجمہ: مطلق سوال سے کہ آپ نے فرمایا: مانگ۔ اور کسی خاص شے کو مانگنے کی تخصیص نہیں فرمائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام معاملہ آپ کے دست اقدس میں ہے، جو چاہیں جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرما دیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، باب السجود وفضلہ، الفصل الاول، ج 1، ص396، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں ''الحمدللہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر جملے سے وہابیت کش ہے۔ حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاً بلا قید و بلا تخصیص ارشاد فرمانا: سـل، مانگ کیا مانگتا ہے، جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید ارشاد ہوا: مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔

گر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ میخواہی تمنا کن

ترجمہ: اگر تو دنیا وآخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی بارگاہ میں آ اور جو چاہتا ہے مانگ لے۔

یہ شعر حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ قصیدہ نعتیہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا ہے۔

پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور سے جنت مانگتے ہیں کہا ((أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ!)) میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا عطا ہو۔

وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرک وہابیت ہے جسے حضور مالک جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ قبول فرما رہے ہیں۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج30، ص494,495,496، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ''یؤخذ من اطلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم الامر بسؤال ان اللہ تعالیٰ مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق ''یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرما دیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتب الصلوۃ، باب السجود وفضلہ، الفصل الاول، ج2، ص615، المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ)

بیابان جنگل میں اکیلے مدد کے لئے پکارنا

(9) حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ، فَلْيَقُلْ: يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ)) وَقَدْ جُرِّبَ ذَلِكَ۔ ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کو گم کردے یا اسے مدد کی حاجت ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کرینگے۔ یہ پکار مجرب (تجربہ شدہ) ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ماأسند عتبہ بن غزوان، ج 17، ص 117، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

(10) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ: يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا، يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا، فَإِنَّ لِلَّهِ عزوجل فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا سَيَحْبِسُهُ)) ترجمہ: جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو! روک دو، اے اللہ کے بندو! روک دو، زمین پر اللہ عزوجل کے کچھ بندے حاضر رہتے ہیں، وہ اس جانور کو روک دیں گے۔

(مسند ابویعلی الموصلی، مسند عبد اللہ بن مسعود، ج 9، ص 177، دار المامون للتراث، دمشق ☆ عمل الیوم واللیلة لابن سنی، باب مایقول اذا انفلت الدابة، ج 1، ص 455، دار القبلة للثقافة الاسلامیة ومؤسسة علوم القرآن، بیروت)

(11) حضرت ابان بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِذَا نَفَرَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ أَوْ بَعِيرُهُ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ لَا يَرَى بِهَا أَحَدًا، فَلْيَقُلْ: أَعِينُونِي عِبَادَ اللَّهِ، فَإِنَّهُ سَيُعَانُ)) ترجمہ: جنگل بیابان میں جب تم میں سے کسی کا جانور بھاگ جائے، وہاں وہ کسی مددگار کو نہ دیکھے تو کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، تو اس کی مدد کی جائے گی۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، مایقول الرجل اذا ندت بہ دابتہ او بعیرہ فی سفر، ج 6، ص 103، مکتبة الرشد، الریاض)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان تین احادیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''یہ حدیثیں کہ تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت فرمائیں قدیم سے اکابر علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مقبول و معمول و مجرب ہیں۔''

(فتاوی رضویہ، ج 21، ص 318، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور استمداد

(12) حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ''من استغاث بی فی کربةٍ کشفت عنه و من نادی باسمی فی شدة فرجت عنه من توسّل بی الی اللّٰه عزوجل فی حاجةٍ قضیت له و من صلّی رکعتین یقرأ فی کل رکعةٍ بعد الفاتحة سورة اخلاص احدٰی عشرة مرّةً ثم یصلّی علی رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیه ویذکرنی ثم یخطو الیٰ جهة العراق احدٰی عشرة خطوة یذکرها اسمی ویذکر حاجته فانها تقضٰی باذن اللّٰه '' ترجمہ: جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے۔ اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے تو اس کی وہ حاجت اللہ کے اذن سے روا ہو۔

(بہجة الاسرار، ذکر فضل اصحابه وبشرابهم، ص 102، مصطفی البابی، مصر ☆ زبدة الاسرار، ذکر فضل اصحابه ومریدیه ومحبیه، ص 101، بکسلنگ کمپنی، بمبئی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس فرمانِ غوث اعظم کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثل (1) امام ابو الحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی (2) و امام عبد اللہ بن اسد یافعی مکی (3) مولانا علی قاری مکی صاحبِ مرقاۃ شرح مشکوۃ (4) مولینا ابو المعالی محمد سلمی قادری و (5) شیخ محقق مولانا عبد الحق محدثِ دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ (1) بہجۃ الاسرار

(2) وخلاصۃ المفاخر (3) ونزہۃ الخاطر (4) وتحفہ قادریہ (5) وزبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل وروایت فرماتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج29، ص557، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

امام عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور استمداد

(13) امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ ربانی کتاب "لواقح الانوار فی طبقات الاخیار" میں فرماتے ہیں "سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لیے جاتے تھے ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، با آواز پکارا یا سیدی محمد یا غمری، ادھر ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کیے لیے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا نداء کرنا سنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا میرے شیخ کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں، یا سیدی یا غمری لاحِظنی، اے میرے سردار اے محمد غمری! مجھ پر نظرِ عنایت کرو، ان کا یہ کہنا تھا کہ حضرت سیّدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ الشیخ محمد الغمری، ج2، ص88، مصطفی البابی، مصر)

اسی میں ہے "سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرہ خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہوگئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے، ایک مدت کے بعد ملکِ شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا: یاسیدی محمد یا حنفی، اُسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آ کر اس کے سینہ پر

لگی کہ غش کھا کر الٹا ہوگیا اور مجھے یہ برکتِ حضرت شمس الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجات بخشی۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ سیدنا و مولانا شمس الدین حنفی، ج2، ص95، مصطفی البابی، مصر)

اسی میں ہے "ولیِ ممدوح قدس سرہ کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریبِ مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں: یاسیدی احمد یا بدوی خاطرك معی، اے میرے سردار اے احمد بدوی! حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے۔ ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں، کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحبِ تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے، اور جو کسی ولیِ کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی نداء پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ: یا سیدی محمد یا حنفی، کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔

ان بی بی نے یونہی کہا، صبح کو تندرست اُٹھیں، گویا کبھی مرض نہ تھا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ سیدنا ومولنا شمس الدین الحنفی، ج2، ص96، مصطفی البابی، مصر)

محدثین کا عقیدہ

(14) عظیم محدث امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں "وروی عن أبی بکر بن أبی علی قال كان ابن المقرء يقول كنت أنا والطبرانی وأبوالشيخ بالمدينة فضاق بنا الوقت فواصلنا ذلك اليوم فلما كان وقت العشاء حضرت القبر وقلت يا رسول الله الجوع؛ فقال لی الطبرانی اجلس فإما أن يكون الرزق أو الموت، فقمت أنا وأبو الشيخ فحضر الباب علوی

ففتحنا له فإذا معه غلامان بقفتين فيهما شيء كثير وقال شكوتموني إلى النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأيته في النوم فأمرني بحمل شيء إليكم ''ترجمہ: حضرت ابی بکر بن ابو علی فرماتے ہیں کہ میں طبرانی اور ابو شیخ رحمہم اللہ مدینہ میں رہا کرتے تھے، ہمارا خرچ ختم ہو گیا اور ہم تنگدستی کا شکار ہو گئے، ایک دن عشاء کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک پر حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھوک سے نڈھال ہیں۔ امام طبرانی کہنے لگے بیٹھ جاؤ یا ہمیں کھانا مل جائے گا یا موت آجائے گی۔ میں اور ابو شیخ اٹھ کر دروازے کے پاس آئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک علوی اپنے دو غلاموں کے ساتھ تھا، وہ ٹوکرے میں بہت سی چیزیں لئے کھڑے تھے۔ علوی بولا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت کی ہے اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں آکر تمہیں کچھ دینے کا حکم دیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، جلد3، صفحہ122، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

علامہ رملی کا عقیدہ

(15) امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاوٰی میں ہے ''سُئل عمّا يقعُ من العامّةِ من قولهم عند الشدائد يا شيخ فلان ونحو ذلك من الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والصالحين وهل للمشائخ إغاثة بعد موتهم ام لا؟ فاجاب بما نَصّه، انّ الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والاولياء والعلماء الصّالحين جائزة وللانبياء وللرسل والاولياء والصالحين إغاثة بعد موتهم الخ ''ترجمہ: ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں (یا رسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبد القادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور

اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔

(فتاوی الرملی فی فروع الفقہ الشافعی، مسائل شتّٰی، ج4، ص733، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ بوصیری کا عقیدہ

(16) قصیدہ بردہ شریف میں ہے:

فان من جودك الدنيا وضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر میں سیدی امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوان جود و کرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم (جن میں ما کان و ما یکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے) حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔

(الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ (قصیدہ بردہ)، الفصل العاشر، ص56، مرکز اہلسنت گجرات، الہند)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا عقیدہ

(17) اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''واثبات کردہ اند آن را مشایخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم وبعض فقہاء رحمۃ اللہ علیہم واین امری محقق ومقرر است نزد اہل کشف وکمل ازایشان تا آنکہ بسیاری را فیوض وفتوح از ارواح رسیدہ واین طائفہ را در اصطلاح ایشان اویسی خوانند امام شافعی گفتہ

است قبر موسی کاظم تریاق مجرب ست مراجابت
وعاراو حجۃ الاسلام محمد غزالی گفته هر که استمداد
کرده شود بوی در حیات استمداد کرده میشود بوے بعد
ازوفات ویکی ازمشایخ عظام گفته است دیدم چهار کس
را ازمشایخ که تصرف میکنند درقبور خود مانند تصرفهاے
ایشان در حیات خود یابیشتر وشیخ معروف کرخی وشیخ
عبدالقادر جیلانی ودو کس دیگر راازاولیا شمرده ومقصود
حصر نیست انچه خود دیده یافته است گفته وسیدی احمد
بن مرزوق که از اعاظم فقهاو علماو مشایخ دیار مغرب ست
گفت که روزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید که
امداد حی اقوی است یاامداد میت من بگفتم قوی میگویند
که امداد حی قوی تراست ومن میگویم که امداد میت
قوی ترست پس شیخ گفت نعم زیرا که دی دربساط حق
است ودرحضرت اوست نقل درین معنی ازین طائفه
بیشترازان است که حصرواحصار کرده شودویافته نمیشود
درکتاب وسنت واقوال سلف صالح که منافی ومخالف این
باشد ورد کند این را وبتحقیق ثابت شده است بآیات
واحادیث که روح باقی است واورا علم وشعور بزائران
واحوال ایشان ثابت است وارواح کاملان را قربے ومکانتے
درجناب حق ثابت ست چنانکه در حیات بود یا بیشتر ازان

واولیا را کرامات وتصرف دراکوان حاصل است وآن
نیست مگر ارواح ایشان را وارواح باقی ست وتصرف حقیقی
نیست مگر خدا عز شانه وهمه بقدرت اوست وایشان فانی
اند در جلال حق در حیات وبعد از ممات پس اگر داده
شود مراحدی را چیزے بوساطت یکی از دوستان حق
ومکانتی که نزد خدا دارد ودرنباشد چنانکه در حالت
حیات بود ونیست فعل وتصرف درهر دوحالت مگر حق
را جل جلالہ وعم نوالہ ونیست چیزے که فرق کنند میان هر
دوحالت ویافته نشده است دلیلی بران در شرح شیخ ابن
حجر هیتمی مکی در شرح حدیث **((لعن الله اليهود والنصارى
اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد))** گفته است که این برتقدیرے
ست که نماز گزارد بجانب قبر از جهت تعظیم وے که
آن حرام ست باتفاق واما اتخاذ مسجد در جوار پیغمبرے
یاصالحی ونماز گزاردن نزد قبروے نه بقصد تعظیم قبر
وتوجه بجانب قبر بلکه به نیت حصول مدد ازوے تا کامل
شود ثواب عبادت ببرکت قبر ومجاورت مرآن روح پاک را
حرجے نیست "ترجمہ: مشائخ صوفیہ اور بعض فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے
اولیاء کرام سے مدد حاصل کرنے کو ثابت اور جائز قرار دیا ہے اور یہ عقیدہ اہل کشف
اوران کے کاملین کے ہاں محقق اور طے شدہ عقیدہ ہے یہاں تک کہ بہت سے حضرات
کوان ارواح سے فیض اور فتوح حاصل ہوئے ہیں اوراس گروہ صوفیہ کی اصطلاح

میں انھیں اویسی کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ کاظم کی قبر انور قبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے فرمایا: جس سے اس کی زندگی میں مدد لینا جائز ہے، اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔ مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا: میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بڑھ کر: حضرت شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور دو اور بزرگ شمار کیے اور ان چار میں حصر مقصود نہیں جو کچھ اس بزرگ نے خود دیکھا اور پایا اس کا بیان کر دیا۔

سیدی احمد بن مرزوق رضی اللہ عنہ کہ اعاظم فقہا و علماء اور مشائخ دیار مغرب میں سے ہیں، فرماتے ہیں: کہ ایک دن شیخ ابو العباس حضرمی نے مجھ سے دریافت کیا: کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی؟ میں نے کہا: ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے۔ شیخ نے فرمایا: ہاں! کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالیٰ کی درگاہ میں اسکے سامنے ہے۔ اس بارے میں اس گروہ صوفیہ سے اس قدر روایات منقول ہیں کہ حد شمار سے باہر ہیں۔

پھر کتاب و سنت و اقوال سلف و صالحین میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس عقیدہ کے منافی اور مخالف ہو اور اسکی تردید کرتی ہو بلکہ آیات و احادیث سے تحقیقی طور پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور انکے حالات کا علم وشعور ہوتا ہے اور یہ کہ ارواح کاملین کو جناب حق تعالیٰ میں قرب و مرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انھیں حاصل تھا بلکہ اس سے بڑھ کر، اور اولیاء کرام کی کرامات بر حق ہیں اور انھیں کائنات میں تصرف کی قوت و طاقت حاصل ہے یہ سب کچھ انکی

ارواح کرتی ہیں، اور وہ باقی ہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ عزّ شانہ ہے، یہ سب کچھ حقیقۃً اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے یہ حضرات اپنی زندگی میں اور بعد از وصال جلال حق میں فانی اور مستغرق ہیں، لھذا اگر کسی کو دوستانِ حق کی وساطت سے کوئی چیز اور مرتبہ حاصل ہو جائے تو کوئی بعید نہیں (اور اس کا انکار درست نہیں) جیسا کہ انکی ظاہری زندگی میں تھا اور حقیقۃً تو فعل و تصرف حق جل جلالہ وعم نوالہ کا ہوتا ہے اور ایسی کوئی دلیل اور وجہ موجود نہیں جو زندگی اور موت میں فرق کرے۔

حضرت شیخ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث پاک ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى، اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی ہے کیونکہ انھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا۔

کی شرح میں فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ انکی تعظیم کی خاطر ان کی قبور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے کہ ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے لیکن کسی پیغمبر یا ولی کے پڑوس میں مسجد بنانا اور اسکی تعظیم کے ارادہ اور قبر کی طرف توجہ کیے بغیر نماز ادا کرنا جائز ہے بلکہ حصول مدد کی نیت سے تاکہ اس کی قبر کی برکت سے عبادت کا ثواب کامل ملے اور اسکی روح پاک کا قرب و پڑوس نصیب ہو تو اس میں کوئی حرج و ممانعت نہیں۔

(اشعة اللمعات، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ج1، ص762,763)

شاہ ولی اللہ کا عقیدہ

(18) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم میں لکھتے ہیں:

وصلّى عليك الله يا خير خلقه — ويا خير مأمول ويا خير واهب

ويا خير من يرجى لكشف رزيّة — ومن جوده، قد فاق جود السحائب

میں انھیں اویسی کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت موسی کاظم کی قبر انور قبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے فرمایا: جس سے اس کی زندگی میں مدد لینا جائز ہے، اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔ مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا: میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بڑھ کر: حضرت شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور دو اور بزرگ شمار کیے اور ان چار میں حصر مقصود نہیں جو کچھ اس بزرگ نے خود دیکھا اور پایا اس کا بیان کر دیا۔

سیدی احمد بن مرزوق رضی اللہ عنہ کہ اعاظم فقہا وعلماء اور مشائخ دیار مغرب میں سے ہیں، فرماتے ہیں: کہ ایک دن شیخ ابو العباس حضرمی نے مجھ سے دریافت کیا: کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی؟ میں نے کہا: ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے۔ شیخ نے فرمایا: ہاں! کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالیٰ کی درگاہ میں اسکے سامنے ہے۔ اس بارے میں اس گروہ صوفیہ سے اس قدر روایات منقول ہیں کہ حد شمار سے باہر ہیں۔

پھر کتاب وسنت واقوال سلف وصالحین میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس عقیدہ کے منافی اور مخالف ہو اور اسکی تردید کرتی ہو بلکہ آیات واحادیث سے تحقیقی طور پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور انکے حالات کا علم وشعور ہوتا ہے اور یہ کہ ارواح کاملین کو جناب حق تعالیٰ میں قرب ومرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انھیں حاصل تھا بلکہ اس سے بڑھ کر، اور اولیاء کرام کی کرامات بر حق ہیں اور انھیں کائنات میں تصرف کی قوت وطاقت حاصل ہے یہ سب کچھ انکی

ارواح کرتی ہیں، اور وہ باقی ہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ عزوجل ہے، یہ سب کچھ حقیقۃً اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے یہ حضرات اپنی زندگی میں اور بعد از وصال جلال حق میں فانی اور مستغرق ہیں، لھذا اگر کسی کو دوستانِ حق کی وساطت سے کوئی چیز اور مرتبہ حاصل ہو جائے تو کوئی بعید نہیں (اور اس کا انکار درست نہیں) جیسا کہ انکی ظاہری زندگی میں تھا اور حقیقۃً تو فعل وتصرف حق جل جلالہ وعم نوالہ کا ہوتا ہے اور ایسی کوئی دلیل اور وجہ موجود نہیں جو زندگی اور موت میں فرق کرے۔

حضرت شیخ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث پاک ((لَعَنَ اللّٰہُ الیَھُودَ وَالنَّصَارَیٰ، اتَّخَذُوا قُبُورَ اَنبِیَائِھِم مَسجِدًا)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاری پر لعنت کی ہے کیونکہ انھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا۔

کی شرح میں فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ انکی تعظیم کی خاطر ان کی قبور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے کہ ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے لیکن کسی پیغمبر یا ولی کے پڑوس میں مسجد بنانا اور اسکی تعظیم کے ارادہ اور قبر کی طرف توجہ کیے بغیر نماز ادا کرنا جائز ہے بلکہ حصول مدد کی نیت سے تاکہ اس کی قبر کی برکت سے عبادت کا ثواب کامل ملے اور اسکی روح پاک کا قرب وپڑوس نصیب ہو تو اس میں کوئی حرج وممانعت نہیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ج1، ص762,763)

شاہ ولی اللہ کا عقیدہ

(18) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم میں لکھتے ہیں:

وصلی علیك اللہ یا خیر خلقه　　ویاخیر مامول ویاخیر واھب

ویاخیر من یرجی لکشف رزیة　　ومن جوده، قد فاق جود السحائب

وانت مجیری من ھجوم مُلمّۃ   اذا انشبت فی القلب شرّ المخالب

ترجمہ: اے خلقِ خدا سے بہتر! آپ پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے، اے بہترین شخص جس سے امید کی جاتی ہے اور اے بہترین عطا کرنے والے اور اے بہترین شخص کہ مصیبت کو دور کرنے میں جس سے امید رکھی جاتی ہے، اور جس کی سخاوت بارش پر فوقیت رکھتی ہے۔ آپ ہی مجھے مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں جب وہ میرے دل میں بدترین پنجے گاڑتی ہیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم، فصل یازدہم، ص22، مطبع مجتبائی، دہلی)

فصلِ چہارم: مزارات پر حاضری

سوال: اولیاء کے مزارات پر حاضری دینا کیسا ہے؟

جواب: مزاراتِ اولیاء پر حاضری دینا مستحب اور حصولِ برکات کا ذریعہ ہے اور ہر دور میں امت کا اس پر عمل رہا ہے جس پر کثیر دلائل موجود ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(1) نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((فَزُورُوهَا؛ فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ)) ترجمہ: زیارتِ قبور کیا کرو کہ یہ دنیا سے بے رغبت کرتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی زیارۃ القبور، ج1، ص501، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت)

(2) حضرت مالک الدار سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ"، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ)) ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی، اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے، اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر رو دیئے، پھر کہا: اے میرے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن شیبہ، کتاب الفضائل، ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

جلد 12، صفحہ 32، الدار السلفیۃ، الھندیۃ)

(3) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”انی لاتبرک بابی حنیفۃ واجئ الی قبرہ ،فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین و سألت اللہ تعالی عند قبرہ فتقضی سریعاً “ ترجمہ: میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر مبارک پر آتا ہوں۔ پس جب مجھے کوئی حاجت ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس اللہ سے دعا مانگتا ہوں تو وہ حاجت جلدی پوری ہو جاتی ہے۔ (ردالمحتار علی الدرمختار ، جلد 1، ص135، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ)

(4) شیخ محقق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں: ”امام شافعی گفتہ است قبر موسی کاظم تریاق مجرب ست مراجابت دعا را “ ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت موسی کاظم کی قبر انور قبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ج1، ص762)

(5) اسد الغابہ میں امام ابن الاثیر صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے دور کے لوگوں کا معمول بیان کرتے ہیں ”دفنوہ بالقرب من القسطنطنیۃ وقبرہ بھا یستسقون بہ “ ترجمہ: لوگوں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو قسطنطنیہ کے قریب دفن کیا اب بھی آپ کی قبر وہیں ہے وہاں کے لوگ آپ کی قبر مبارک کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے ہیں۔

(اسد الغابۃ، جلد1، ص653، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

(6) البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے دور کے لوگوں کا عمل لکھتے ہیں ”قبرھا ھنالك یعظمونہ ویستسقون بہ ویقولون قبر المرأۃ الصالحۃ“ ترجمہ:

حضرت ام حرام بنت ملحان کی قبر مبارک قبرص میں ہے وہاں کے لوگ ان کی قبر کی تعظیم کرتے ہیں، ان کی قبر کے وسیلے سے بارش طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نیک عورت کی قبر ہے۔ (البدایہ والنہایہ، جلد4، ص165، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

(7) امام اجل امام ابن الحاج مدخل میں فرماتے ہیں: ”وَمَا زَالَ النَّاسُ مِنَ الْعُلَمَاءِ، وَالْأَكَابِرِ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ مَشْرِقًا وَمَغْرِبًا يَتَبَرَّكُونَ بِزِيَارَةِ قُبُورِهِمْ وَيَجِدُونَ بَرَكَةَ ذَلِكَ حِسًّا وَمَعْنًى“ ہمیشہ سے تمام لوگ علماء اور اکابر مشرق ومغرب میں مزاراتِ اولیاء کی زیارت سے برکت حاصل کرتے رہے ہیں اور حسی اور معنوی طور پر برکت پاتے رہے ہیں۔

(المدخل، فصل فی زیارۃ القبور، ج1، ص255، دارالتراث، بیروت)

(8) پھر شیخ امام ابوعبداللہ بن نعمان کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: ”اِنَّ زِيَارَةَ قُبُورِ الصَّالِحِينَ مَحْبُوبَةٌ لِأَجْلِ التَّبَرُّكِ مَعَ الِاعْتِبَارِ، فَإِنَّ بَرَكَةَ الصَّالِحِينَ جَارِيَةٌ بَعْدَ مَمَاتِهِمْ كَمَا كَانَتْ فِي حَيَاتِهِمْ“ ترجمہ: برکت حاصل کرنے کے لیے مزاراتِ صالحین کی زیارت محبوب ہے کہ صالحین کی برکت ان کے وصال کے بھی جاری ہے جیسا کہ ان کی حیات میں تھی۔

(المدخل، فصل فی زیارۃ القبور، ج1، ص255، دارالتراث، بیروت)

(9) حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ ابوبکر محمد بن مؤمل فرماتے ہیں ”خرجنا مع امام اھل الحدیث ابی بکر بن خزیمۃ وعدیلہ ابی علی الثقفی مع جماعۃ من مشائخنا وھم اذ ذاك متوافرون الی زیارۃ قبر علی بن موسی الرضا بطوس قال فرأیت من تعظیمہ یعنی ابن خزیمۃ لتلك البقعۃ وتواضعہ لھا وتضرعہ عندھا ما تحیرنا “ ترجمہ: ہم محدثین کے

امام ابوبکر بن خزیمہ، انہی کے ہم پلہ ابو علی ثقفی اور اپنے مشائخ کی ایک جماعت کے ساتھ نکلے اس وقت وہ سب طوس میں امام علی بن موسیٰ رضا رحمہ اللہ کی قبر کی زیارت کے لیے جمع ہوئے تھے ابوبکر محمد بن مؤمل فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابن خزیمہ کو اس مزار پر اتنی تعظیم، عاجزی اور گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا جس نے ہمیں حیران کر دیا۔ (تہذیب التہذیب، جلد4، ص656.657، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(10) خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ جو سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بانی ہیں اور جن کی ولایت مسلمہ ہے آپ نے اجمیر شریف جاتے ہوئے راستے میں لاہور حضور داتا علی ہجویری رحمہ اللہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی اور وہ فیض پایا کہ یوں عرض کرتے ہیں:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہ نما

آپ کی چلہ گاہ داتا حضور کی قبر مبارک کی پائنتی کی جانب آج بھی موجود ہے اگر مزارات اولیاء پر جانا شرک ہوتا تو خواجہ اجمیر ایسا عمل نہ کرتے۔

(11) امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''زیارتِ قبور سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((أَلَا فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُكُمْ فِي الدُّنْيَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ)) ترجمہ: سن لو! قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد دلائے گی۔

(سنن ابن ماجہ، ج2، ص252، ☆المستدرک، ج1، ص708,709)

خصوصاً زیارتِ مزاراتِ اولیائے کرام کہ موجبِ ہزاراں ہزار برکت و سعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا مگر وہابی نابکار، ابنِ تیمیہ کا فضلہ خوار۔ وہاں

جاہلوں نے جو بدعات مثل رقص و مزامیر ایجاد کر لئے ہیں وہ ضرور ناجائز ہیں، مگر ان سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہوجائے گی۔ جیسے نماز میں قرآن شریف غلط پڑھنا، رکوع و سجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری و ساری ہے اس سے نماز بُری نہ ہوجائیگی'' (فتاوی رضویہ، ج29، ص282، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فصلِ پنجم: بیعتِ طریقت

بیعت کا ثبوت

سوال: بیعت کا ثبوت کہاں سے ہے؟

جواب: بیعت کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بیعت لی جس کو اللہ جل مجدہ نے قرآن مجید فرقان حمید میں ذکر فرمایا چنانچہ فرمان خداوندی عزوجل ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اوروہ جوتمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (پارہ 26، سورۃالفتح ،آیت10)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت سنت صحابہ ہے خواہ بیعت اسلام ہو یا بیعت تقوی یا بیعت توبہ یا بیعت اعمال وغیرہ۔“

(تفسیر نور العرفان،فی التفسیر،پارہ 26، سورۃالفتح ،آیت10)

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہے: ((عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)) ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے نماز کی پابندی زکوۃ کی ادائیگی اور ہر مسلمان کے ساتھ خیرخواہی کرنے پر بیعت کی۔

(بخاری شریف ، کتاب الایمان،باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔۔،جلد 1، صفحہ 21،دار طوق النجاۃ☆صحیح مسلم،باب بیان ان الدین النصیحہ،ج 1،ص75، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: ((عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ مَجْلِسٍ، فَقَالَ: تُبَايِعُوْنِيْ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَزْنُوْا، وَلَا تَسْرِقُوْا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَعُوْقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ)) ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ مجھ سے اس پر بیعت کروکہ تم اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروگے، اور زنا نہیں کروگے، اور چوری نہیں کروگے، اور جس شخص کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ہے اس کو بے گناہ قتل نہیں کروگے، تم میں سے جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جس نے ان محرمات میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اس کو سزا دے دی گئی وہ اس کا کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کام کو کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا پردہ رکھا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف مفوض ہے، اگر وہ چاہے تو اس کو معاف کردے اور اگر چاہے تو اس کو عذاب دے۔

(صحیح مسلم،باب الحدود کفارات لاھلھا،ج3،ص1333،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”مرید ہونا سنت ہے اور اس سے فائدہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتصال مسلسل۔۔۔صحت عقیدت کے ساتھ سلسلہ صحیحہ متصلہ میں اگر انتساب باقی رہا تو نظر والے تو اس کے برکات ابھی دیکھتے ہیں جنھیں نظر نہیں وہ نزع میں قبر میں حشر میں اس کے فوائد دیکھیں گے۔“ (فتاوی رضویہ، ج26،ص570،رضافائونڈیشن،لاہور)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ”بیعت بیشک سنت محبوبہ ہے، امام اجل شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عوارف شریف سے شاہ ولی

اللہ دہلوی کی القول الجمیل تک اس کی تصریح اور ائمہ واکابر کا اس پر عمل ہے، اور رب العزت عزوجل فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللَّهَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

(پارہ 26، سورۃ الفتح، آیت 10)

اور فرماتا ہے: ﴿يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

(پارہ 26، سورۃ الفتح، آیت 10)

اور فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

(پارہ 26، سورۃ الفتح، آیت 10)

اور بیعت کو خاص بجہاد سمجھنا جہالت ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ اے نبی! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ28، سورۃ الممتحنۃ، آیت 12)(فتاوی رضویہ، ج26، ص586، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کس کی بیعت کی جائے؟

جواب: پیر میں چار شرطیں ہونا ضروری ہے:

(1) اول سنی صحیح العقیدہ ہو، (2) دوم اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے، (3) سوم فاسق نہ ہو، (4) چہارم اس کا سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔

(سبع سنابل، سنبلہ دوم، ص39,40، مکتبہ قادریہ، لاہور ☆فتاوی رضویہ، ج 21، ص 505,506، رضا فاؤنڈیشن، لاہور ☆بہار شریعت، حصہ1، ص278، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تنبیہ: چونکہ عموماً مسلمانوں کو بحمدہ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیازمندی اور مشائخ کے ساتھ انہیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے ان کے سلسلہ میں منسلک ہونے کو اپنے لئے فلاحِ دارین تصور کرے اسی وجہ سے زمانہ حال کے وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری بھی شروع کردی۔ حالانکہ اولیاء کے یہ منکر ہیں لہٰذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کرلیں ورنہ اگر بدمذہب ہو تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

(بہار شریعت، حصہ1، ص277، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ پیر ہونے کے لیے سادات کرام میں سے ہونا شرط ہے۔

جواب: یہ محض باطل ہے، پیر ہونے کے لئے وہی چار شرطیں درکار ہیں، سادات کرام سے ہونا کچھ ضرور نہیں، ہاں ان شرطوں کے ساتھ سید بھی ہو تو نور علیٰ نور۔ باقی اسے شرط ضروری ٹھہرانا تمام سلاسل طریقت کا باطل کرنا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ سلسلۃ الذہب میں سیدنا امام علی رضا اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جتنے حضرات ہیں کوئی سادات کرام سے نہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں تو امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بعد ہی سے امام حسن بصری ہیں کہ نہ سید نہ قریشی نہ عربی، اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا خاص آغاز ہی حضور سیدنا صدیق

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، اسی طرح دیگر سلاسل۔ رضوان اللہ تعالیٰ علی مشائخہا اجمعین۔

(فتاوی رضویہ، ج26، ص576، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

خط کے ذریعے بیعت

سوال: خط، قاصد ووکیل، فون کے ذریعے اور اجتماعی طور پر لاؤڈ سپیکر پر بیعت ہو جاتی ہے؟

جواب: بیعت دل وزبان سے ایجاب وقبول کرنے کا نام ہے لہذا خط، فون، لاؤڈ سپیکر، وکیل یا کسی طرح بھی ایک طرف سے ایجاب ہو اور دوسری طرف سے قبول ہو تو بیعت ہو جائے گی۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت حضور سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”بیعت بذریعہ خط وکتابت بھی ممکن ہے یہ درخواست لکھے وہ قبول کرے اور اپنے قبول کی اس درخواست دہندہ کو اطلاع دے اور اس کے نام کا شجرہ بھی بھیج دے، مرید ہو گیا کہ اصل ارادت فعل قلب ہے والقلم احد اللسانین (قلم دو زبانوں میں سے ایک زبان ہے)۔“

(فتاوی رضویہ، ج26، ص568، رضا فائونڈیشن، لاہور)

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ”زبانی کافی ہے مصافحہ نہ ہونا مانع بیعت نہیں۔“ (فتاوی رضویہ ج24، ص219، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک مقام پر فرماتے ہیں ”بے دلی سے بیعت کی مرید نہ ہوا کہ ارادت قلب سے ہے“ (فتاوی رضویہ، ج26، ص590، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ”بذریعہ قاصد یا خط مرید ہو سکتا ہے۔“ (فتاوی رضویہ ج26 ص585 رضا فائونڈیشن، لاہور)

سوال: کیا بیعت کرنے کے لیے ہاتھوں میں ہاتھ دینا ضروری نہیں ہے؟

جواب: بیعت کے لیے ہاتھوں میں ہاتھ ہونا ضروری نہیں کیونکہ بیعت

اس عمل پر موقوف نہیں بلکہ بیعت میں اصل ارادتِ قلبی اور ایجاب وقبول ہے وہ چاہے خط کے ذریعے سے ہو یا اسپیکر کے ذریعے سے ہو۔ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”بیعت بذریعہ خط وکتابت بھی ممکن ہے، یہ اسے درخواست لکھے وہ قبول کرے اور اپنے قبول کی اس درخواست دہندہ کو اطلاع دے اور اس کے نام کا شجرہ بھی بھیج دے، مرید ہو گیا، کہ اصل ارادت فعل قلب ہے“ والقلم احد اللسانین، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ”(قلم دو زبانوں میں سے ایک زبان ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب جانتا ہے۔)“

(فتاوی رضویہ، جلد26، صفحہ567، رضافائونڈیشن، لاہور)

اگر ہاتھوں میں ہاتھ ہونا ضروری ہوتو عورتوں کی بیعت نہ ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت کرتے تھے۔ حدیث پاک میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَيْرَ أَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللهِ مَا أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى النِّسَاءِ قَطُّ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللهُ تَعَالَى، وَمَا مَسَّتْ كَفُّ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَفَّ امْرَأَةٍ قَطُّ، وَكَانَ يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ: قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا“ ترجمہ: اللہ عزوجل کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت فرمالیتے اور اللہ عزوجل کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے صرف انہیں احکام پر بیعت لیتے جن احکام کا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کی ہتھیلی کو نہیں چھوا اور عورتوں سے بیعت لینے کے بعد فرمایا کرتے بے شک زبانی ہی تمہاری بیعت ہو چکی۔

(صحیح مسلم، باب کیفیۃ بیعۃ، ج3، ص1489، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

سنن ابن ماجہ میں بسند صحیح حدیث پاک ہے کہ جب وفد ثقیف حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور دست انور پر بیعتیں کیں اُن میں ایک صاحب کو جذام کا عارضہ تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرما بھیجا: ((ارْجِعْ فَقَدْ بَايَعْنَاكَ)) ترجمہ: واپس جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی۔

(ابن ماجہ، کتاب الطب، باب الجذام، جلد2، صفحہ1172، دار إحیا، الکتب العربیۃ، بیروت)

اس حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یعنی زبانی کافی ہے مصافحہ نہ ہونا مانع بیعت نہیں۔''

(فتاوی رضویہ ج24، ص219، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: پہلے مرشد کا انتقال ہوجائے تو کیا کسی دوسرے سے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! جب پہلے مرشد کا انتقال ہوجائے تو دوسرے مرشد سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ مرشد پیری کی چاروں شرائط کا جامع ہو۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے پیر کے انتقال کے بعد دوسرے پیر سے استفادہ کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو جواباً ارشاد فرمایا'' جائز ہے، اس پر شرع سے کوئی ممانعت نہیں جب کہ وہ عالم چاروں شرائط پیری کا جامع ہو اگر ایک شرط بھی کم ہے تو اس سے بیعت جائز نہیں۔ سب سے اہم و اعظم شرط مذہب کا سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علماء حرمین شریفین ہونا، دوسری شرط فقہ کا اتنا علم کہ اپنی حاجت کے سب مسائل جانتا ہو اور حاجت جدید پیش آئے تو اس کا حکم کتاب سے نکال سکے، بغیر اس کے اور فنون کا کتنا ہی بڑا عالم ہو عالم نہیں، تیسری شرط اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح و متصل ہو، چوتھی شرط علانیہ کسی کبیرہ کا مرتکب یا کسی صغیرہ پر مصر نہ ہو۔

ان شرائط کے ساتھ اس سے ارادت کرسکتا ہے، مگر یہ ارادت ارادت استفاضہ ہوگی نہ کہ ارادت استعاضہ، یعنی پیر کو چھوڑ کر اس کے عوض پیر بنانا کہ جو ایسا کرے گا دونوں طرف سے محروم رہے گا بشرطیکہ اس کا پہلا پیر ان چاروں شرائط کا جامع تھا، اور اگر اس میں وہ شرطیں نہ تھیں تو وہ پیر بنانے کے قابل ہی نہ تھا آپ ہی کسی دوسرے جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت چاہیے۔''

(فتاوی رضویہ، ج26، ص575، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ''شیخ جب نہ رہا اور اس کا سلوک ناقص ہو اس کی تکمیل بطور خود نہ کرے کہ یہ راہ تنہا چلنے کی نہیں۔۔ بلکہ کسی لائق تکمیل سے استمداد (مدد طلب) کرے اس میں حتی الامکان لحاظ قرب رکھے اپنے شیخ کے خلفاء میں سے کوئی اس قابل ہو تو وہ اولیٰ ہے ورنہ اپنے سلسلے سے اقرب فالاقرب اور نہ ملے تو جو ملے۔ (فتاوی رضویہ، ج26، ص580، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی نوریہ میں ہے'' ہاں جب پہلے مرشد کا انتقال ہوجائے تو کوئی حرج نہیں کہ دوسرے مرشد سے استفادہ کیا جائے مگر یہ ضروری ہے کہ مرشد وہی ہوسکتا ہے جو عالم دین، سنی صحیح العقیدہ، پابند شریعت ہو، یہ شرط ضروری ہے پہلا مرشد ہو یا دوسرا یا تیسرا۔'' (فتاوی نوریہ، ج1، ص663، شعبہ تصنیف وتالیف دارالعلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور)

سوال: کیا کسی پیر کا بیعت ہونا صرف مردوں کے لئے ہے یا عورتوں کو بھی کسی پیر کامل کی بیعت کرنی چاہیے؟

جواب: عورتوں کو بھی کسی پیر کامل کی بیعت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ

فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ اے نبی! جب تمھارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمھاری نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ28،سورۃ الممتحنۃ، آیت12)

حدیث پاک میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَیْرَ اَنَّهُ یُبَایِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللّٰهِ، مَا اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَی النِّسَاءِ قَطُّ اِلَّا بِمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی، وَمَا مَسَّتْ كَفُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَفَّ امْرَأَةٍ قَطُّ، وَكَانَ یَقُوْلُ لَهُنَّ اِذَا اَخَذَ عَلَیْهِنَّ: قَدْ بَایَعْتُكُنَّ كَلَامًا'' ترجمہ: اللہ عزوجل کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت فرما لیتے اور اللہ عزوجل کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے صرف انہیں احکام پر بیعت لیتے جن احکام کا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کی ہتھیلی کو نہیں چھوا اور عورتوں سے بیعت لینے کے بعد فرمایا کرتے بے شک زبانی ہی تمھاری بیعت ہو چکی۔

(صحیح مسلم،باب کیفیۃ بیعۃ،ج3،ص1489،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

سوال: کیا عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کسی جامع شرائط پیر کی بیعت کر سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر جامع شرائط پیر کی

بیعت کر سکتی ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جو پیر سنی صحیح العقیدہ عالم غیر فاسق ہو اور اس کا سلسلہ آخر تک متصل ہو اس کے ہاتھ پر بیعت کے لئے والدین خواہ شوہر کسی سے اجازت کی حاجت نہیں۔''

(فتاوی رضویہ ج26ص584رضا فائونڈیشن،لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ''عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر بغیر اجازت ہوگی تو کیا حکم ہے''تو جواباً ارشاد فرمایا''ہو سکتی ہے۔''

(فتاوی رضویہ ج26ص589رضا فائونڈیشن،لاہور)

سوال: کیا عورت پیر بن کر دوسروں کو بیعت کر سکتی ہے؟

جواب: عورت پیر بن کر دوسروں کو بیعت نہیں کر سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمُ امْرَاَةً)) ہرگز وہ قوم فلاح نہیں پا سکتی جنہوں نے کسی عورت کو والی بنایا۔

(صحیح البخاری،باب کتاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج6،ص8،دارطوق النجاۃ)

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''قد اجمع اھل الکشف علی اشتراط الذکورۃ فی کل داع الی اللہ تعالیٰ'' اہل کشف نے داعی الی اللہ کے لئے مرد ہونے کے شرط ہونے پر اجماع کیا ہے۔

(میزان الشریعۃ الکبری، ج2،ص189،مصطفی البابی، مصر)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''اولیائے کرام کا اجماع ہے کہ داعی الی اللہ کا مرد ہونا ضرور ہے لہذا سلف صالحین سے آج تک کوئی عورت نہ پیر بنی نہ بیعت کیا۔''

(فتاوی رضویہ، ج21،ص494، رضافاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: انسان جن پیر صاحب کا مرید ہے ان کے علاوہ کسی اور پیر

صاحب سے خلافت لے سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! لے سکتا ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت حضور سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے سوال ہوا کہ ''زید شیخِ وقت نے اپنے بیٹے عمرو کو امور فقر میں اپنا خلیفہ نہیں کیا اور نہ اجازت مرید کرنے کی دی، عمرو نے امور فقر میں بعد وفات اپنے والد زید کے بوجہ نہ پانے خرقۂ فقر واجازت کے ان کے ایک خلیفہ نصیر سے اجازت خلافت حاصل کی تھی مگر جب کسی کو مرید کیا تو اپنے باپ زید کے نام سے کیا، اپنے پیر اجازت کا نام شجرہ لکھنا نہیں معمول رکھا، یہ طریقہ عمرو کا مطابق کتب اہل طریقت وطریقہ مشائخ عظام جائز ہوا یا نہیں؟'' تو جواباً ارشاد فرمایا ''عمرو اگرچہ نصیر کی جانب سے ماذون ہو کر اس کی خلافت ضرور صحیح اور اسے مرید کرنے کی اجازت ہوگی، مگر محل نظر یہ ہے کہ اس نے اپنے والد زید کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تھی یا مرید بھی نصیر ہی کا ہے، صورت ثانیہ میں بہت سخت ہے، اور اصل الزامات کا ورود اولی میں نقد وقت ہے، شجرہ کہ مریدین کو دیا جاتا ہے اس میں اتصال سلسلہ اجازت ہی متعارف اور یہی اس کا مفہوم ہے تو اس میں تدلیس ہوئی تلبیس ہوئی پیر اجازت کی نعمت کا کفران ہوا مریدین کو فریب دینا ہوا بلا واسطے جانب پدر سے مجاز وماذون ہونے کا اظہار ہوا۔''
(فتاوی رضویہ، ج26، ص573، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا ایک شخص دو پیروں کا مرید ہو سکتا ہے؟

جواب: ایک شخص دو کا مرید نہیں ہو سکتا، ہاں دوسرے کا طالب ہو سکتا ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جو شخص کسی جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت ہو چکا ہو تو دوسرے کے ہاتھ پر بیعت نہ چاہئے۔ اکابرِ طریقت فرماتے ہیں: لا یفلح مرید بین شیخین۔ جو مرید دو پیروں کے

درمیان مشترک ہو وہ فلاح نہیں پاتا۔ خصوصاً جبکہ اس سے کشود کار بھی ہو چکا ہو، حدیث میں ارشاد ہوا: ((مَنْ رُزِقَ فِی شَیْءٍ فَلْیَلْزَمْہُ)) جسے اللہ تعالیٰ کسی شئ میں رزق دے وہ اس کو لازم پکڑے۔
(شعب الایمان، ج2، ص89، دار الکتب العلمیہ، بیروت ☆ فتاوی رضویہ، ج26، ص579، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ ''اولیائے کرام فرماتے ہیں: ایک شخص کے دو باپ نہیں ہو سکتے، ایک عورت کے دو شوہر نہیں ہو سکتے، ایک مرید کے دو شیخ نہیں ہو سکتے۔''
(فتاوی رضویہ، ج26، ص580، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''مرید تو ایک کا ہو چکا، ایک مرید کے دو پیر نہیں ہوتے، ہاں دوسرے سے طالب ہو سکتا ہے۔''
(فتاوی امجدیہ، ج4، ص352، مکتبہ رضویہ، کراچی)

سوال: مرید اور طالب میں کیا فرق ہے؟

جواب: مرید غلام ہے، اور طالب وہ کہ غیبتِ شیخ (شیخ کی غیر موجودگی) میں بضرورت یا باوجودِ شیخ کسی مصلحت سے، جسے شیخ جانتا ہے یا مریدِ شیخ غیر شیخ سے استفادہ کرے۔ اسے جو کچھ اس سے حاصل ہو وہ بھی فیضِ شیخ ہی جانے، ورنہ دو دَر کبھی فلاح نہیں پاتا۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں: لا یفلح مرید بین شیخین۔ جو مرید دو پیروں کے درمیان ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا۔
(فتاوی رضویہ، ج26، ص558، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: مرشد پاک کا مرتبہ زیادہ ہے یا والدین کا؟

جواب: جامع شرائط پیر کا مرتبہ والدین سے زیادہ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اساتذہ وشیوخِ علوم شرعیہ بلا شبہہ

آبائے معنوی و آبائے روح ہیں جن کی حرمت وعظمت آبائے جسم سے زائد ہے کہ وہ پدرِ آب وگل اور یہ پدرِ جان ودل۔'' (فتاوی رضویہ،ج19،ص451،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ''پیر واجبی ہو چاروں شرائط کا جامع ہو وہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے اس کے حقوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے پرتو ہیں جس سے پورے طور پر عہدہ برا ہونا محال ہے۔ ائمۂ دین نے تصریح فرمائی کہ مرشد کے حق باپ کے حق سے زائد ہیں اور فرمایا ہے کہ باپ مٹی کے جسم کا باپ ہے اور پیر روح کا باپ ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی کام اس کے خلافِ مرضی کرنا مرید کو جائز نہیں۔
(فتاوی رضویہ،ج26،ص563،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''پیر واستاد کا مرتبہ والدین سے زیادہ ہے اس لئے کہ والدین مربی جسم اور شیخ مربی روح۔''
(فتاوی امجدیہ،حصہ 4،ص357،مکتبہ رضویہ،کراچی)

پیر کے وکیل سے بیعت

سوال: کیا پیر کے وکیل کے ذریعہ بیعت ہو جاتی ہے؟

جواب: جی ہاں! پیر کے وکیل کے ذریعہ بیعت ہو جاتی ہے، جیسا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ کی طرف حضرت مسلم بن عقیل کو اپنا وکیل بنا کر بھیجا اور کوفہ والوں نے حضرت مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تابعداری کی بیعت کی۔ البدایہ والنہایہ میں ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اہل کوفہ کے خطوط پہنچے جن میں یہ مذکور تھا کہ وہ یزید کی بیعت نہیں کرنا چاہتے اور وہ آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں: ((فعند ذلك بعث ابن عمه مسلم بن عقيل بن أبي طالب إلى العراق ...... فتسامع أهل الكوفة بقدومه فجاء وا إليه فبايعوه على إمرة الحسين)) ترجمہ: تو اس وقت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

حضرت مسلم بن عقیل کو عراق بھیجا پس جب اہل کوفہ نے ان کی تشریف آوری کی خبر سنی تو آپ کے پاس آئے اور حضرت امام حسین کی امارت پر ان کی بیعت کی۔
(البدایہ والنھایہ،سنة ستين من الهجرة النبوية،قصة الحسين بن علي الخ،جلد 8،صفحہ152، دار الفکر،بیروت)

سوال: دودھ پیتے بچے کو والد کسی کا مرید کروائے تو کیا وہ مرید ہو جائے گا؟

جواب: جی ہاں! دودھ پیتے بچے کو والد کسی کا مرید کروائے تو وہ مرید ہو جائے گا۔ سبع سنابل میں ہے: ''ایک طالب صادق ایک رات ایک بزرگ پیر کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ کل تمہیں کلاہ دوں گا اور بیعت کروں گا۔ وہ شخص اسی رات مر گیا، اس بزرگ نے بہت افسوس کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص بیعت کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اہل معرفت تاخیر گوارا نہیں کرتے۔ برادرم! نماز جو افضل العبادات ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سات برس کے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں تو انہیں مار کر نماز پڑھواؤ تا کہ کوئی نماز نہ چھوڑیں۔ لیکن مرید کرنا دودھ پیتے بچوں کا بھی مستحسن ہے۔ ماں باپ کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو کسی پیر اور بزرگ کی بیعت میں دے دیں۔
(سبع سنابل، صفحہ403،فرید بک سٹال،اردو بازار،لاہور)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ایک دن کا بچہ بھی اپنے والی کی اجازت سے مرید ہو سکتا ہے۔''
(فتاوی رضویہ،ج26،ص578،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

پیرو مرشد کے حقوق

سوال: پیرو مرشد کے حقوق کیا ہیں؟

جواب :امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح کا سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا:

پیر واجبی پیر ہو، چاروں شرائط کا جامع ہو، وہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔ اس کے حقوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے پرتو ہیں جس سے پورے طور پر عہدہ برا ہونا محال ہے، مگر اتنا فرض و لازم ہے کہ اپنی حدِ قدرت تک ان کے ادا کرنے میں عمر بھر سائی (کوشش کرتا) رہے۔ پیر کی جو تقصیر رہے گی اللہ و رسول معاف فرماتے ہیں پیر صادق کہ ان کا نائب ہے یہ بھی معاف کرے گا کہ یہ تو ان کی رحمت کے ساتھ ہے۔ ائمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ مرشد کے حق باپ کے حق سے زائد ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ باپ مٹی کے جسم کا باپ ہے اور پیر روح کا باپ ہے، اور فرمایا ہے کہ کوئی کام اس کے خلاف مرضی کرنا مرید کو جائز نہیں۔ اس کے سامنے ہنسنا منع ہے، اس کی غیبت (غیر موجودگی) میں اس کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھنا منع ہے، اس کی اولاد کی تعظیم فرض ہے اگرچہ بے جا حال پر ہوں، اس کے کپڑوں کی تعظیم فرض ہے ، اس کے بچھونے کی تعظیم فرض ہے، اس کی چوکھٹ کی تعظیم فرض ہے، اس سے اپنا کوئی حال چھپانے کی اجازت نہیں، اپنے جان و مال کو اسی کا سمجھے۔

پیر کو نہ چاہیے کہ بلاضرورت شرعی مریدوں کو مالی تکلیف دے، انہیں جائز نہیں کہ اگر اسے حاجت میں دیکھیں تو اس سے اپنا مال دریغ رکھیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس کی ملک اور بندہ بے دام سمجھے، اس کے احکام کو جہاں تک بلا تاویل صریح خلاف حکم خدا نہ ہوں حکم خدا و رسول جانے۔

(فتاوی رضویہ، ج26، ص562,563، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی رضویہ میں ایک مقام پر سائل نے مرشد کے حقوق لکھ کر ان کے بارے میں سوال کیا، وہ حقوق اور اعلیٰ حضرت کا جواب درج ذیل ہے:

(1) یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف توجہ کرے گا تو مرشد کے فیوض و برکات سے محروم رہے گا۔

(2) ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اس کی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔

(3) مرشد جو کچھ کہے اس کو فوراً بجالائے اور بغیر اجازت اس کے فعل کی اقتدا نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال و مقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اس کا کرنا زہر قاتل ہے۔

(4) جو وِرد و وظیفہ مرشد تعلیم کرے اس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو۔

(5) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اسی کی طرف متوجہ رہنا چاہئے یہاں تک کہ سوائے فرض و سنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ اس کی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔

(6) حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اس کے کپڑے پر پڑے۔

(7) اس کے مصلے پر پیر نہ رکھے۔

(8) اس کی طہارت یا وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے۔

(9) مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لائے۔

(10) اس کے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے، ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔

(11) اس کے روبرو کسی سے بات نہ کرے، بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔

(12) جس جگہ مرشد بیٹھتا ہو اس طرف پیر نہ پھیلائے اگر چہ سامنے نہ ہو۔

(13) اور اس طرف تھوکے بھی نہیں۔

(14) جو کچھ مرشد کہے اور کرے اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرے۔

(15) اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔

(16) اگر کوئی شبہہ دل میں گزرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شبہہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر اس کا کچھ جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اس کے جواب کے لائق نہ تھا۔

(17) خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اس کی تعبیر ذہن میں آئے تو اسے بھی عرض کر دے۔

(18) بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو۔

(19) مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور بآواز اس سے بات نہ کرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔

(20) اور مرشد کے کلام کو دوسرے سے اس قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں اور جس بات کو یہ سمجھے کہ لوگ نہ سمجھیں گے تو اسے بیان نہ کرے۔

(21) اور مرشد کے کلام کو رَد نہ کرے اگر چہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔

(22) اور کسی دوسرے کا سلام و پیام شیخ سے نہ کہے۔

(23) جو کچھ اس کا حال ہو برا یا بھلا اسے مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کرے گا مرشد کے کشف پر اعتماد کر کے سکوت نہ کرے۔

(24) اس کے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہو اگر کچھ پڑھنا ہو تو اس کی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔

(25) جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اسے مرشد کا طفیل سمجھے اگر چہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے تب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

امام اہل سنت نے جواباً ارشاد فرمایا: ''یہ تمام حقوق صحیح ہیں، ان میں بعض قرآن عظیم اور بعض احادیث شریفہ اور بعض کلمات علماء اور بعض ارشادات اولیاء سے ثابت ہیں اور اس پر خود واضح ہیں جو معنی بیعت سمجھا ہوا ہے، اکابر نے اس سے بھی زیادہ آداب لکھے ہیں، اتنوں پر عمل نہ کریں گے مگر بڑی توفیق والے، اور نمبر 17 سے شیطانی خواب پریشان مہمل مستثنیٰ ہے کہ اسے بیان کرنے کو حدیث میں منع فرمایا ہے۔ اور نمبر 22 عوام مریدین کے لئے ہے جن کو بارگاہ شیخ میں بھی منصب عرض معروض دیگران حاصل نہ ہو، ایسوں سے اگر کوئی عرض سلام کے لئے کہے عذر کر دے کہ میں حضور شیخ میں دوسرے کی بات عرض کرنے کے ابھی قابل نہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج26، ص581تا584، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا شوہر اپنی زوجہ کو مرید کر سکتا ہے؟ زید کہتا ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ مرید بمنزلہ اولاد کے ہوتا ہے۔

جواب: زوجہ کو مرید کرنا جائز ہے، تمام امت انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مرید ہی ہوتی ہے پھر وہ انہیں میں سے تزوج فرماتے ہیں۔ مرید حقیقۃً

اولا نہیں ہوتا، وہ ایک دینی علاقہ ہے جو صرف پیر بلکہ استاذ علم دین کو بھی شاگرد پر حاصل ہے۔ (فتاوی رضویہ،ج26،ص564،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: کسی کو جبراً مرید کرنا اور نابالغوں کو بغیر ان کے والدین کی اجازت کے مرید کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: مرید اور جبر دونوں متبائن ہیں جمع نہیں ہوسکتے۔ مریدی اپنے دل کی ارادت سے ہے نہ کہ دوسرے کے جبر سے۔ ایسا جبر وہ کرتے ہیں جنہیں مریدوں سے کچھ تحصیل کرنا ہوتا ہے یا کثرت مریدین سے اپنی شہرت۔ نابالغ اگر ناسمجھ ہے تو بے اجازت ولی اسے مرید کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ ہاں تعلیق ارادت ممکن ہے جس کا قبول اس کے عقل وبلوغ پر موقوف رہے گا۔ اگر کسی میں رشد کے آثار پائے اور گمان کرے کہ اس کے زمانہ عقل تک شاید اپنی عمر وفانہ کرے اور اسے شیخ کی حاجت ہو۔ اور زمانہ کی حالت یہ ہے کہ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

ترجمہ: بہت سے شیطان انسانی شکلوں میں ہیں لہذا ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔

والہذا اسے اپنا کرلے، اور وہ زمانہ عقل تک پہنچ کر اسے قبول کرلے تو بیعت کی تکمیل ہوجائے گی اور اگر عاقل ہے اور اس کی رغبت دیکھے تو مرید کرسکتا ہے، اجازت والدین کی حاجت نہیں۔ (فتاوی رضویہ،ج26،ص567،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: زید کہتا ہے کہ خاندانِ قادری سب خاندانوں سے افضل ہے، لہذا اس کے علاوہ سلاسل سے بیعت ناجائز ہے۔

جواب: امام اہل سنت اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''بلاشبہ خاندان اقدس قادری تمام خاندانوں سے افضل ہے کہ حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الاولیاء وامام العرفاء وسید الافراد وقطب ارشاد ہیں۔ مگر حاشاللہ کہ دیگر سلاسل حقہ راشدہ باطل ہوں یا ان میں بیعت ناجائز وحرام ہو۔ اس کی نظیر بعینہٖ مذاہب اربعہ اہل حق ہیں۔ ہمارے نزدیک مذہب مہذب حنفی افضل المذاہب واصح المذاہب واولہا بالحق ہے مگر حاشا کہ متبعان مذہب ثلثہ باقیہ عیاذاباللہ ضال ومضل ہیں۔ ایسا کہنا خود صریح باطل وغلو ہے۔

(فتاوی رضویہ،ج26،ص568،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

مرید کیوں ہوں؟

سوال: مرید ہونا واجب ہے یا سنت؟ نیز مرید کیوں ہوا کرتے ہیں؟ مرید ہونے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: مرید ہونا سنت ہے اور اس سے فائدہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتصالِ مسلسل۔ تفسیر عزیزی دیکھو آیہ کریمہ: ﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ (راستہ ان کا جن پر تو نے انعام کیا) میں اس کی طرف ہدایت ہے۔ (پ1، سورہ فاتحہ، آیت6)

یہاں تک فرمایا گیا: من لاشیخ له فشیخه الشیطن۔ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔

(عوارف المعارف، الباب الثانی عشرة، ص78، مطبعة الحسینی ☆الرسالة القشیریة، باب الوصیة للمریدین، ص181)

صحت عقیدت کے ساتھ سلسلہ صحیح متصلہ میں اگر انتساب باقی رہا تو نظر والے تو اس کے برکات ابھی دیکھتے ہیں جنہیں نظر نہیں وہ نزع میں قبر میں حشر میں اس

کے فوائد دیکھیں گے۔ (فتاوی رضویہ، ج 26، ص 570، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: پیر کامل میسر نہ ہو تو طالب خدا کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: درود شریف کی کثرت کرے یہاں تک کہ درود کے رنگ میں رنگ جائے۔ (فتاوی رضویہ، ج 26، ص 574، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے؟

جواب: ایک حدیث روایت کی جاتی ہے: ((من لاشیخ لہ فشیخہ الشیطٰن)) ترجمہ: جس کا کوئی پیر نہیں شیطان اس کا پیر ہے۔

(عوارف المعارف، الباب الثانی عشرۃ، ص 78، مطبعۃ الحسینی ☆ الرسالۃ القشیریۃ، باب الوصیۃ للمریدین، ص 181)

اس کے پورے مصداق وہ لوگ ہیں کہ مشائخ کرام کے قائل ہی نہیں، جیسے روافض و وہابیہ و غیر مقلدین۔

اور شرف و برکت اتصال بمحبوب ذوالجلال علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت سنت متوارثہ مسلمین ہے، اور اس میں بے شمار منافع و برکت دین و دنیا و آخرت ہیں بلکہ وہ ﴿وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ﴾ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) کے طرقِ جلیلہ سے ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج 26، ص 575، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: جامع شرائط پیر کی بیعت توڑ کر دوسرے کی بیعت کرنا کیسا ہے؟

جواب: تبدیل شیخ بلاضرورت شرعیہ جائز نہیں۔ حدیث میں ارشاد ہوا: ((من رزق فی شیء فلیلزمہ)) ترجمہ: جسے کسی شے میں رزق دیا جائے تو وہ اس کو لازم پکڑے۔

(شعب الایمان، ج 2، ص 89، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ فتاوی رضویہ، ج 26، ص 577، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: بکر جس کا ملازم ہے اس کے کہنے سے ایک شخص کا مرید ہو گیا، بکر مرید ہونے کی شرائط سے بھی واقف نہیں، صرف اس کے کہنے سے مرید ہو گیا، اب بکر ملازم بھی نہیں رہا ہے، اب بکر کا خیال ہے کہ میں مرید صادق ہوں یا مریدین سے خارج ہوں، کیونکہ پیر کی طرف دل رجوع نہیں کرتا، میں چاہتا ہوں کوئی پیر اور کروں۔

جواب: اگر پیر سنی صحیح العقیدہ عالم ہے اور اس کا سلسلہ متصل ہے اور فاسق نہیں تو اس سے دل رجوع نہ ہونا شیطانی وسوسہ ہے توبہ کرے اور اس کے ساتھ اپنا اعتقاد درست کرے، اور اگر پیر میں ان چاروں باتوں سے کوئی بات کم ہے تو وہ پیر نہیں، کوئی اور پیر کہ ان چاروں باتوں کا جامع ہو اس کے ہاتھ پر بیعت کرے۔

(فتاوی رضویہ، ج 26، ص 577، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کیا ہیں؟

سوال: شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کیا ہیں؟

جواب: امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی تخالف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ، بددین۔ شریعت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں اور طریقت حضور کے افعال، اور حقیقت حضور کے احوال اور معرفت حضور کے علوم بے مثال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ الیٰ ما لا یزال" (فتاوی رضویہ، ج 21، ص 460، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

سوال: کیا ولی اللہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس سے سلسلہ بیعت جاری ہو؟

جواب: ولی ہونے کو یہ ضرور نہیں کہ اس سے سلسلہ بیعت بھی جاری ہو۔

ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں صرف چند صاحبوں سے سلسلہ بیعت ہے، باقی کسی صحابی سے نہیں۔ پھر ان کی ولایت کو کس کی ولایت پہنچ سکتی ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج26، ص557، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کرامت اور فیض میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

جواب: کرامت خرق عادت ہے کہ ولی سے صادر ہو، اور فیض برکات اور نورانیت کا دوسرے پر القا فرمانا ہے۔ یہ القاء اگر برخلاف عادت ہو تو فیض بھی ہے اور کرامت بھی۔ جیسے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نصرانی کے گھر تشریف لے جا کر اسے سوتے سے جگا کر کلمہ پڑھنے کا حکم دیا اس نے فوراً پڑھ لیا۔ فرمایا: فلاں جگہ کا قطب مر گیا ہے ہم نے تجھے قطب کیا۔ نیز ایک بار ایک نصرانی کو کلمہ پڑھا کر اسی وقت ابدال میں سے کر دیا۔ اور اگر موافق عادت تربیت و ریاضات و مجاہدات سے ہو تو فیض ہے، کرامت نہیں۔ اور اگر خلاف عادت غیر القائے مذکور ہو جیسے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا مردے کو زندہ، زندہ کو مردہ فرما دیا۔ تو کرامت ہے فیض نہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج26، ص564، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: شجرہ پڑھنے کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: شجرہ خوانی سے متعدد فوائد ہیں:

(1) اوّل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ۔

(2) دوم صالحین کا ذکر کہ موجب نزول رحمت ہے۔

(3) سوم نام بنام اپنے آقایان نعمت کو ایصال ثواب کہ ان کی بارگاہ سے موجب نظر عنایت ہے۔

(4) چہارم جب یہ اوقات سلامت میں ان کا نام لیوا رہے گا وہ اوقات مصیبت میں اس کے دستگیر ہوں گے۔ (فتاوی رضویہ، ج26، ص591، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: زید کی مختلف حالتیں ہوئیں، کبھی فسق و فجور کی طرف مائل رہتا تھا اور کبھی عبادت الٰہی میں مستغرق ہو جاتا تھا، آخر میں وہ کئی پیروں سے بیعت ہو کر مختلف قسم کی ریاضتیں اور بہت سی عبادتیں کیں اور چلّے کئے، اب وہ ولایت کا مدعی ہے اور کہتا ہے میں قطب ارشاد ہوں، اب وہ فسق و فجور کی طرف مائل ہونے کی یہ وجہ بتاتا ہے کہ پہلے میں اس لئے کرتا تھا کہ لوگ مجھ پر بدگمان رہیں اور میری ولایت ظاہر نہ ہو اور اب چونکہ خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس لئے اپنی ولایت ظاہر کرتا ہوں۔ اور لوگوں سے بیعت بھی لیتا ہے حالانکہ اس کو کسی ظاہری پیر سے اجازت نہیں ملی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ خدا کی طرف سے بذریعہ الہام مجھے اجازت ملی ہے اور اب کسی بندہ کی طرف رجوع کرنا میرے لئے ناجائز ہے، اس کے آثار یہ ہیں کہ اس کی توجہ میں بڑا زبردست اثر ہے اس سے بیعت کرنے کے تھوڑے دنوں بعد لطیفۂ قلب روشن ہو کر ذکر جاری ہو جاتا ہے اس کا مجلس پر بھی اثر ہو جاتا ہے اور اس سے بیعت کرنے پر بہت سے گمراہ آدمی پابند صوم وصلوٰۃ ہو جاتے ہیں اور ان کے دل میں عشق الٰہی بھر جاتا ہے اور دیوانہ وار پھرتے ہیں اس کی سرّی نماز میں بہت شور وغل ہوتا ہے اور کبھی جذبہ آتا ہے رقص بھی کرتے ہیں، کیا مذکورہ بالا صفات کے ساتھ موصوف شخص سے جو کسی ظاہری پیر سے اجازت یافتہ نہ ہو بیعت کرنا اور اسے بیعت لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال ہوا تو جواباً ارشاد فرمایا:

ایسے شخص کو بیعت لینا جائز نہیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت ناجائز۔

اے پسر شرط صحت بیعت　　در طریقت اجازت سلف ست

بدغل سکہ نہ بہرہ مزن　　کان رہ کاسدان ناخلف ست

ترجمہ: اے بیٹے! بیعت کے صحیح ہونے کی شرط، طریقت میں اسلاف کی اجازت ہے۔ فریب کے ساتھ مٹی کے برتن پر مہر مت لگا کہ یہ طریقہ کھوٹے نااہلوں کا ہے۔

(سبع سنابل، سنبلہ دوم، دربیان پیری ومریدی، ص40، مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ، لاہور)

حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگر اکابر کرام قدست اسرارہم فرماتے ہیں: ”من لاشیخ لہ فشیخہ الشیطان“ ترجمہ: بے پیرے کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

(عوارف المعارف، الباب الثانی عشرة، ص 78، مطبعة الحسینی ☆الرسالة القشیریة، باب الوصیة للمریدین، ص181)

یہ جو ظاہری ذوق وشوق لوگوں میں دیکھا جاتا ہے قابل اعتبار نہیں شیطان کی طرف سے بھی ہوتا ہے اور اس پر واضح دلیل نماز میں شور وغل مچانا، اور رقص کرنا یہ نہیں مگر شیطان کی طرف سے کہ نماز فاسد کرے، صحابہ کرام و اکابر اولیاء عظام سے ایسا کبھی منقول نہ ہوا ان سے زیادہ تاثیر وبرکت کسی کی ہوسکتی ہے مگر صادقین سے برکت ہوتی ہے اور کاذبین سے حرکت۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمٰلَكُمْ﴾ اپنے عمل باطل نہ کرو۔

(پ26، سورہ محمد، آیت33)

وقال تعالیٰ ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ﴾ اللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو۔

(پ2، سورۃ البقرۃ، آیت238)

اس کا اقرار کرنا کہ فسق وفجور کرتا تھا اور اس کا عذر بیان کرنا کہ اخفاء ولایت کے لئے تھا، عذر بدتر از گناہ ہے۔ حضرات ملامتیہ قدست اسرارہم کی ریس کرتا ہے، وہ کبھی

مستحب بھی ترک نہیں کرتے معاذ اللہ فسق وفجور کیا معنی!

او گمان بردہ کہ من کردم چو او　　فرق را کہ بیند آں استیزہ جو

ترجمہ: اس نے گمان کیا کہ میں نے بھی اس کی مثل کیا، وہ جنگجو فرق کو کب دیکھتا ہے۔

شیطان کے دھوکے اس سے بہت زیادہ سخت ہوتے ہیں، حضرت سیدی ابوالحسن جوسقی خلیفہ حضرت سیدی علی بن ہیتی فیض یافتہ بارگاہ سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مرید کو اعتکاف میں بٹھایا ایک شب حجرہ سے زار زار رونے کی آواز آئی، دروازہ پر تشریف لے گئے، حال پوچھا، عرض کی شب قدر میرے پیش نظر ہے آفاق نور سے روشن ہیں در و دیوار حجر وشجر سجدے میں گرے ہیں میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں سینے میں ایک لوہے کی سلاخ ہے کہ جھکنے نہیں دیتی اس پر روتا ہوں۔ فرمایا: اے فرزند! یہ لوہے کی سلاخ وہ سر ہے جو میں نے تیرے سینے میں القا کیا ہے وہ تجھے جھکنے نہیں دیتا یہ شب قدر نہیں شیطان کا شعبدہ ہے۔ یہ فرما کر دونوں دست مبارک پھیلائے اور آہستہ آہستہ انہیں قریب لاتے گئے جتنا ہاتھ سمٹتے وہ نور تاریکی سے مبدل ہوتا تھا جب دونوں ہاتھ مل گئے واویلا اور فریاد کی آواز آئی۔ فرمایا: اب تو میرے مریدوں کو اغوا نہ کرے گا۔ یہ فرما کر چھوڑ دیا۔ وہ جھوٹا کرشمہ سب باطل ہوگیا۔ اس کے دھوکے اس سے بھی سخت ہیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اس کا وہ کلمہ کہ ”اب کسی بندہ کی طرف رجوع میرے لئے ناجائز ہے“ اگر اپنے ظاہر عموم پر رکھا جائے تو صریح کلمہ کفر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بندے ہیں اور ان سے کسی وقت بے نیازی کسی نبی مرسل کو بھی نہیں ہوسکتی نہ کہ این وآن۔

(فتاوی رضویہ، ج26، ص591تا593، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نعلین کی حفاظت

سوال: سبع سنابل میں ایک حکایت میں اس طرح لکھا ہے کہ حضرت خضر سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آکر حاضرین کے جوتوں کی نگہبانی کرتے ہیں ،اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس حکایت میں حضرت خضر کی (جو ایک قول پر نبی ہیں) توہین کی گئی ہے کہ انہیں حضرت سلطان المشائخ کا خدمت گار اور وہ بھی ایسا کہ ان کی مجلس کے حاضرین کی نعلین (جوتیوں) کا نگہبان بتایا گیا ہے۔

جواب: اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اول: اولیائے کرام قدس اسرارہم کو اس میں اختلاف ہے کہ یہ حضرت خضر جو اکثر اکابر سے ملاقی ہوتے ہیں آیا وہ خضرِ موسیٰ علیہما الصلوۃ والسلام ہیں جن کی نبوت میں اختلاف ہے اور صحابیت میں شبہہ نہیں یا ہر دور میں ایک ولی بنام خضر ہوتا ہے یعنی مناصب ولایت سے ایک عہدے کا نام "خضر" ہے کہ جو اس عہدے پر قائم ہوگا اسی نام سے پکارا جائے گا، جیسے غوث کا نام عبداللہ وعبدالجامع اور اس کے دونوں وزیرِ دست چپ وراست کا نام عبدالملک وعبدالرب جن کو امامین کہتے ہیں اور اوتاد اربعہ کا نام عبدالرحیم وعبدالکریم وعبدالرشید وعبدالجلیل ،یونہی جو عہدہ نقابت پر ہوا اسے "خضر" کہا جائے گا اس کا اپنا نام کچھ ہو۔ایک جماعت عظیم صوفیہ کرام اسی قول پر ہے اور بہت حکایات سے اس کا پتہ ملتا ہے۔حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کی تائید کی، اصابہ فی تمییز الصحابہ میں فرماتے ہیں ''قول بعضھم ان لکل زمان خضرا وانہ نقیب الاولیاء وکلما مات نقیب اقیم نقیب بعدہ مکانہ ویسمّی الخضر وھذا قول تداولتہ جماعۃ من الصوفیۃ من غیر نکیر

بینھم ولا یقطع مع ھذا بان الذی ینقل عنہ انہ الخضر ھو صاحب موسٰی علیہما الصلوۃ والسلام بل ھو خضر ذلک الزمان ویؤیدہ اختلافھم فی صفتہ فمنھم من یراہ شیخا او کھلا او شابا وھو محمول علی تغایر المرئی وزمانہ واللہ تعالیٰ اعلم'' ترجمہ: بعض اولیاء کا قول کہ ہر زمانے کے لیے ایک خضر ہوتا ہے اور وہ نقیب اولیاء ہوتا ہے، جب ایک نقیب کا وصال ہو جائے تو اس کی جگہ کوئی اور نقیب مقرر کر دیا جاتا ہے جس کو خضر کہا جاتا ہے۔ میں نے یہ قول صوفیاء کی ایک جماعت سے حاصل کیا۔ اس کے بارے میں ان سے کوئی اختلاف منقول نہیں اس قول کی موجودگی میں اس پر یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اعتراض میں منقول خضر سے مراد وہی خضر ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی ہیں بلکہ اس سے مراد اس زمانے کا خضر ہے اور صفت خضر کے بارے میں دیکھنے والوں کا اختلاف بھی اس قول کا مؤید ہے۔ چنانچہ کسی نے ان کو بوڑھا، کسی نے ادھیڑ عمر والا اور کسی نے جوان دیکھا یہ دکھائی دینے والے اور اس کے زمانے کے تغایر پر محمول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ذکر خضر صاحب موسی علیہ السلام، ج1، ص433، دار صادر، بیروت)

اس ولی مسمّٰی بخضر (اس ولی جس کو خضر کا نام دیا جاتا ہے) کا جمیع اولیاء در کنار اپنے دورے کے اولیاء سے بھی افضل ہونا ضرور نہیں بلکہ افضل نہ ہونا ضرور ہے۔غوث بالیقین اس سے افضل ہوتا ہے کہ وہ اپنے دورے میں سلطان کل اولیاء ہے۔ یونہی امامین ، یونہی افراد، یونہی اوتاد، یونہی بُدلا ، یونہی ابدال کہ یہ سب یکے بعد دیگرے باقی اولیائے دورہ سے افضل ہوتے ہیں ۔ امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں ''ان اکبر الاولیاء بعد الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم القطب ثم الافراد علی خلاف فی

ذلک ثم الامامان ثم الاوتاد ثم الابدال ''ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد سب سے بڑا ولی قطب ہوتا ہے، پھر افراد، اس میں اختلاف ہے، پھر امامان، پھر اوتاد، پھر ابدال۔

(الیواقیت والجواہر، المبحث الخامس والاربعون، ج2، ص446، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اقول: والمراد بالابدال البدلاء السبعة لما ذکر بعده ان الابدال السبعة لایزیدون ولاینقصون وھؤلاء ھم البدلاء اما الابدال فاربعون بل سبعون کما فی الاحادیث۔ ترجمہ: میں کہتا ہوں ابدال سے مراد سات بدلاء ہیں اس دلیل کی وجہ سے جو اس کے بعد مذکور ہے کہ بے شک ابدال سات ہیں نہ زیادہ ہوتے ہیں نہ کم اور یہی بُدلاء ہیں۔ رہے ابدال تو وہ چالیس (40) بلکہ ستر (70) ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے۔

تو کیا ضرور ہے کہ عہد کرامت مہد حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خضر حضور سے افضل ہو بلکہ ممکن ہے کہ حضور کا خادم ہو۔ حضور کا لقب ساقِ عرش پر "قطب الدین" لکھا ہے اور یہ قطب اور غوث شیء واحد ہے نہ وہ قطب کہ ہر شہر ہر قریہ ہر لشکر کا جدا ہوتا ہے۔ غالباً اس لئے حضور کا نام سلطان المشائخ ہوا کہ قطب سلطان اولیائے دورہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور خادم کہ اپنے مخدوم کے مہمانوں کی خدمت کرے وہ درحقیقت مخدوم ہی کی خدمت ہے اور اس سے خادم کی کوئی اہانت نہیں ہوتی کہ ممکن ہے کہ اس دورے کا خضر خود حضرت سلطانی کا مرید ہو اور مرید تو کوچہ شیخ کے کتوں کی بھی تعظیم کرتا ہے اور اس کی اہانت نہیں بلکہ اور ترقی عزت و بلندی مرتبت ہے۔ ((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہ)) ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی کرے اللہ تعالیٰ اس کو رفعت عطا فرماتا ہے۔

اللھم ارزقنا حسن الادب من اولیاء ک بجاھھم عندک امین وانت مجیب السائلین۔ اے اللہ ہم کو اپنے ولیوں سے حسن ادب عطا فرما اس مرتبے کے صدقے جو ان کا تیرے ہاں ہے۔ ہماری دعا قبول فرما اور تو مانگنے والوں سے محبت فرمانیوالا ہے۔

دوم: حکایت مذکورہ میں صرف ذکر نگہبانی ہے یہ بیان نہیں کہ وہ حفاظت بطور خدمت تھی نہ حفاظت معنی خدمتگاری میں متعین، باپ اپنے بچوں یا استاد اپنے شاگروں کو تعلیم شناوری (تیراکی) کے لیے کہ سنت ہے اگر دریا میں بھیجے اور خود کنارے بیٹھا ان کے لباس و نعال (لباس اور جوتوں) کی حفاظت کرے کوئی عاقل اسے خدمتگار نہ کہے گا بلکہ رحمت و شفقت و نوازش پرورش۔ حکایت میں یہ صورت ہونا کس نے محال کیا فان واقعة عین یتطرق الیھا کل احتمال کما نص علیه العلماء فی غیر مامقال۔ ترجمہ: کیونکہ معین واقعہ میں ہر احتمال راہ پاتا ہے جیسا کہ علماء نے اس پر نص فرمائی ہے۔ بغیر کسی قیل وقال کے۔

سوم: یہ دونوں جواب اہلِ ظاہر کے مدارک پر تھے ورنہ لسانِ حقائق (حقائق کی زبان) کے طور پر معاملہ بالکل معکوس (الٹ) ہے۔ وہم کرنے والا اصطلاح قوم سے ناواقفی کے باعث کمالِ عظمت کو معاذ اللہ موجبِ اہانت (اہانت کا سبب) گمان کرتا ہے اور اہل ظاہر پر انکارِ کلمات اہل اللہ میں اکثر بلا اسی دروازے سے آتی ہے ان کی اصطلاح کو اپنے مفہوم پر حمل کرتے اور خطا میں گرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ

ھندیاں را اصطلاح ھند مدح　　سندیاں را اصطلاح سندہ مدح

درحق او مدح درحق توذم　　درحق او شھد ودرحق توسم

درحق او درد ودرحق تو خار   درحق او نور ودرحق تو نار

تو چہ دانی زبان مرغان را   کہ نہ دیدی گہ سلیمان را

ترجمہ: ہندیوں کے ہند کی اصطلاح مدح ہے، سندھیوں کے لیے سندھ کی اصطلاح مدح ہے، اس کے حق میں مدح اور تیرے حق میں مذمت، اس کے حق میں شہد اور تیرے حق میں زہر، اس کے حق میں گلاب کا پھول اور تیرے حق میں کانٹا، اس کے حق میں نور اور تیرے حق میں نار، تو کیا جانے پرندوں کے نقصان کو، کہ تو نے سلیمان کے زمانے کو نہیں دیکھا۔

محمد شاہ بادشاہ دہلی کے حضور مجمع علماء تھا بعض کلمات منسوبہ باولیاء پر رائے زنی ہورہی تھی، ہر ایک اپنی سی کہتا اور اعتراض کرتا ایک صاحب کہ اس جماعت میں سب سے اعلم تھے خاموش تھے، بادشاہ نے عرض کی: آپ کچھ نہیں فرماتے، فرمایا: یہ سب صاحب میرے ایک سوال کا جواب دیں تو میں کچھ کہوں۔ سب ان عالم کی طرف متوجہ ہوئے، انہوں نے فرمایا: آپ حضرات بولی کتے کی سمجھتے ہیں؟ سب نے کہا: نہ، کہا: بلی کی؟ کہا: نہ۔ کہا: سبحان اللہ تم مقر ہو کہ ارذل خلق اللہ (کم تر مخلوق) کی بولی تم نہیں سمجھتے اولیاء کہ افضل خلق ہیں ان کا کلام کیونکر سمجھ لوگے۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "علمائے مصر جمع ہو کر ایک مجذوب کی زیارت کو گئے، انہوں نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا: مرحبا بعبید عبدی۔ مرحبا میرے بندے کے بندوں کو۔ سب پریشان ہو کر لوٹ آئے، ایک صاحب جامع ظاہر و باطن سے ملے اور شکایت کی، انہوں نے فرمایا: ٹھیک تو ہے تم سمجھتے نہیں، تم خواہش نفس کے بندے ہو رہے ہو اور انہوں نے خواہش نفس کو اپنا بندہ کرلیا ہے تو انکے بندے کے بندے ہوئے۔

اب سنئے اصطلاح قوم میں "نعلین" "کونین" کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ عزوجل

نے اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ ترجمہ: اپنے دونوں جوتے اتار ڈالو کہ تم پاکیزہ جنگل طویٰ میں ہو۔

(پ16، سورۃ طہ، آیت12)

مفسر علام نظام الدین حسن بن محمد قمی غرائب القرآن ورغائب الفرقان معروف بتفسیر نیشاپوری میں اس آیہ کریمہ کی تاویل یعنی بطور اہل اشارات وحقائق میں فرماتے ہیں "اترك الالتفات الى الكونين انك واصل الى جناب القدس"، یعنی نعلین سے "دونوں جہان" مراد ہیں انہیں اتار ڈالو یعنی ان کی طرف التفات نہ کرو کہ تم بارگاہ قدس میں پہنچ گئے۔

(غرائب القرآن، تحت سورہ طہ آیۃ12 ،ج16، ص119، مصطفی البابی، مصر)

اقول (میں کہتا ہوں): نعل قطع راہ میں معین ہوتی ہے اور مقصد اولیاء وصول بحضرت کبریا ہے اور دنیا آخرت دونوں اس راہ کی قطع میں معین۔ دنیا یوں کہ اس میں اعمال سبب وصول جنت ہیں، اور آخرت یوں کہ وہیں وعدہ دیدار ہے معہذا (اس کے ساتھ یہ بھی کہ) طالبانِ مولیٰ لذات کونین کو زیرِ قدم رکھتے ہیں، جوزیر قدم ہوا سے نعل کہنا مناسب ہے۔ حدیث میں ہے: ((الدنيا حرام على اهل الأخرة والأخرة حرام على اهل الدنيا، والدنيا والأخرة حرام على اهل الله)) ترجمہ: دنیا حرام ہے آخرت والوں پر اور آخرت حرام ہے دنیا والوں پر، اور دنیا وآخرت دونوں حرام ہیں اللہ والوں پر۔

(الفردوس بما ثور الخطاب، ج2، ص230، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

نیز نعل "زوجہ" کو کہتے ہیں، كما فى القاموس وغیرہ (جیسا کہ قاموس وغیرہ میں ہے)۔

(القاموس المحیط، فصل النون، ج4، ص59، مصطفی البابی، مصر)

اور دنیا وآخرت دونوں سوتنیں ہیں۔

فان من جودك الدنيا وضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

ترجمہ: دنیا اور اس کی سوتن یعنی آخرت آپ کی بخششوں میں سے ہے اور لوح وقلم آپ کے علموں میں سے ہیں۔ (قصیدہ بردہ شریف، ص79، مطبع انصار، دہلی)

اسی طرف اشارہ ہے۔ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے فرماتے ہیں: ((مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ، وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَآثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى)) ترجمہ: جو اپنی دنیا کو پیار کرے گا اس کی آخرت کو نقصان ہوگا اور جو اپنی آخرت کو پیارا رکھے اس کی دنیا کو ضرر ہوگا تو باقی کو فانی پر ترجیح دو۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، ج 4، ص412، المکتب الاسلامی، بیروت)

اور مدارِ دنیا بنیہ بشری (ظاہری جسم) پر ہے اور مدارِ مثوبات آخرت (آخرت کے ثواب کا مدار) عقل تکلیفی پر اور وجد وسماع کے غلبے میں ان کے زوال کا اندیشہ، خصوصاً جب قوت ضعف ہو اور برکت صاحبِ مجلس سے تجلی اشد واقوی واقع ہو تو بدن فنا یا عقل زائل ہو جانا کچھ بعید نہیں۔

حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے جب سجدے میں گئے مقتدیوں میں سے ایک مرید کا جسم گھلنا شروع ہوا یہاں تک کہ گوشت، پوست، استخواں (ہڈیاں) کسی کا نام ونشان نہ رہا صرف ایک قطرہ پانی رہ گیا۔ حضور نے بعد سلام روئی کے پھوئے میں اٹھا کر دفن فرمایا اور فرمایا: سبحان اللہ! ایک تجلی میں اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا۔

لہذا سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوت ومدد سے انکی دنیا وآخرت کی یعنی بنیہ بشری وعقل تکلیفی کی حفاظت فرماتے تھے، کہئے یہ کمالِ عظمت ہے یا معاذ اللہ اہانت! (فتاوی رضویہ ملخصاً، ج30، ص85تا91، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

الباب الثانی: حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فصلِ اول: سیرت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تعارف

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک ''عبد القادر'' ہے، والد صاحب کا نام ابو صالح موسیٰ جنگی دوست ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت بغداد شریف کے قریب قصبہ جیلان میں ہوئی، ایک قول پر آپ کی ولادت 470ھ میں اور ایک قول پر 471ھ میں ہوئی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر نسبہ وصفتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص171، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت **ابو محمد** اور القاب **محی الدین**، **غوث اعظم**، پیران پیر، محبوب سبحانی وغیرہ ہیں۔

آپ کا نسب مبارک

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجیب الطرفین سید ہیں، آپ کا شجرہ نسب والد صاحب کی طرف سے گیارہویں پشت میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور والدہ صاحبہ کی طرف سے چودہویں پشت میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ (بہجۃ الاسرار، ذکر نسبہ وصفتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص171، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبوی مینھ، علوی فصل، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

مبارک خاندان

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا خاندان اولیاء کا خاندان تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت ابو صالح جنگی دوست، والدہ حضرت فاطمہ، نانا جان

آپ کی زوجہ محترمہ

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے شیخ عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ جب بھی کسی اندھیرے مکان میں تشریف لے جاتیں تو وہاں چراغ کی مثل روشنی ہوجاتی تھی، ایک مرتبہ میرے والد صاحب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے، جیسے ہی اس روشنی پر آپ کی نظر پڑی تو وہ روشنی فوراً ہی غائب ہوگئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ شیطان تھا جو تمہاری خدمت کیا کرتا تھا، اسی لیے میں نے اسے ختم کردیا، اب میں اس روشنی کو رحمانی نور میں تبدیل کیے دیتا ہوں، اس کے بعد والدہ صاحبہ جب بھی کسی اندھیرے مکان میں تشریف لے جاتیں تو وہاں چاند کی مثل نور اور روشنی ہوجاتی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ، ص196، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

آپ کی اولاد

آپ کے شہزادوں میں سے دس کا تذکرہ بہجۃ الاسرار اور زبدۃ الآثار میں بڑی تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے، آپ کے یہ شہزادے علم میں پختہ، فقہ میں ماہر، متقی، پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے تھے، محقق علی الاطلاق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الآثار میں فرماتے ہیں: ”صاحبِ بہجۃ الاسرار نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک کے علمی کمالات اور دینی خدمات پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، مؤلف نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ آپ کی اولاد پاک سے لوگوں کو کس قدر علمی فیض حاصل ہوا اور کس قدر علماء کبار وفضلاءِ زمانہ نے ان سے تلمذ کیا، اس قسم کے کمالات علمیہ اور فیضانِ روحانیہ کسی بزرگ کی اولاد سے دیکھنے میں نہیں آئے۔“

(زبدۃ الآثار، ص51، مکتبہ نبویہ، لاہور)

مبارک بچپن

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت رمضان المبارک میں ہوئی، آپ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ آپ رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتے تھے، ایک بار رمضان کے چاند کی رؤیت میں اختلاف پڑ گیا تو لوگ میرے پاس آئے اور دریافت کیا تو میں نے انہیں بتایا کہ میرے بیٹے نے آج دودھ نہیں پیا، جس سے وہ سمجھ گئے کہ چاند ہوگیا، اس واقعہ سے میرے بیٹے کی فضیلت وشرافت کا شہرہ ہوگیا، میرے بیٹے نے کبھی بھی رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر نسبہ وصفتہ رضی اللہ تعالی عنہ، ص172، مؤسسۃ الشرف، لاہور ☆ زبدۃ الآثار، ص44، مکتبہ نبویہ، لاہور)

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں بچپن میں کبھی بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو کسی کہنے والے کی آواز سنتا: الی این یامبارک، یعنی اے برکت والے! کہاں جاتے ہیں؟ میں سہم کر اپنی والدہ کی گود میں چلا جاتا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخبربہا عن نفسہ، ص48، موسسۃ الشرف، لاہور)

☆ محبوب سبحانی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو ولی کب سے جانا؟ ارشاد فرمایا کہ میری عمر دس برس کی تھی میں مکتب میں پڑھنے جاتا تو فرشتے مجھ کو پہنچانے کے لئے میرے ساتھ جاتے اور جب میں مکتب میں پہنچتا تو وہ فرشتے لڑکوں سے فرماتے کہ اللہ عزوجل کے ولی کے بیٹھنے کے لیے جگہ کشادہ کردو۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخبربہا عن نفسہ، ص48، موسسۃ الشرف، لاہور)

☆ شیخ محمد بن قائد الاوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے فرمایا: حج کے دن بچپن میں مجھے ایک مرتبہ جنگل کی

طرف جانے کا اتفاق ہوا اور میں ایک بیل کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا کہ اس بیل نے میری طرف دیکھ کر کہا: یَا عَبْدَ الْقَادِرِ مَا لِھٰذَا خُلِقْتَ یعنی اے عبدالقادر! تم کو اس قسم کے کاموں کے لئے تو پیدا نہیں کیا گیا۔ میں گھبرا کر گھر لوٹا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میدان عرفات میں لوگ کھڑے ہیں، اس کے بعد میں نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ مجھے بغداد جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں وہاں جا کر علم دین حاصل کروں۔

والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا نے مجھ سے اس کا سبب دریافت کیا میں نے بیل والا واقعہ عرض کر دیا تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی والدہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ 80 دینار جو میرے والد ماجد کی وراثت تھے میرے پاس لے آئیں تو میں نے ان میں سے 40 دینار لے لئے اور 40 دینار اپنے بھائی سید ابو احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے لئے چھوڑ دیئے، والدہ ماجدہ نے میرے چالیس دینار میری گدڑی میں سی دیئے اور مجھے بغداد جانے کی اجازت عنایت فرما دی۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے مجھے ہر حال میں راست گوئی اور سچائی کو اپنانے کی تاکید فرمائی اور جیلان کے باہر تک مجھے الوداع کہنے کے لئے تشریف لائیں اور فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! میں تجھے اللہ عزوجل کی رضا اور خوشنودی کی خاطر اپنے پاس سے جدا کرتی ہوں اور اب مجھے تمہارا منہ قیامت کو ہی دیکھنا نصیب ہوگا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر طریقہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ، ص 167، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ اسی سفر میں ڈاکوؤں کی توبہ والا مشہور و معروف واقعہ پیش آیا، آپ کے سچ بتانے (کہ میرے پاس 40 دینار ہیں) سے متاثر ہو کر ڈاکوؤں کے سردار اور دیگر ڈاکوؤں نے آپ کے مبارک ہاتھ پر توبہ کی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر طریقہ رضی اللہ عنہ، ص 168، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

علم مبارک

اللہ تعالیٰ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بے شمار ظاہری اور باطنی علوم سے نوازا تھا۔

علم تفسیر

بہجۃ الاسرار کے مصنف فرماتے ہیں کہ مجھے حافظ ابوالعباس احمد نے بتایا کہ میں اور تمہارا والد ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ایک قاری نے قرآن مجید کی چند آیات تلاوت کیں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک آیت کی تفسیر میں ایک معنی بیان فرمائے، میں نے آپ کے والد سے دریافت کیا کہ کیا آپ اس معنی کو جانتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک اور معنی بیان کیے، میں نے پھر پوچھا تو آپ کے والد نے بتایا کہ ہاں یہ بھی جانتا ہوں، پھر اسی طرح حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کے گیارہ معانی بیان کیے، آپ کے والد سب کے بارے میں کہتے رہے کہ میں جانتا ہوں، پھر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مزید معانی بیان کیے، یہاں تک کہ چالیس معنی بیان کیے، گیارہویں معنی کے بعد سے میں آپ کے والد کے پوچھتا تو وہ نفی میں جواب دیتے کہ میں ان معانی کو نہیں جانتا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ہر تفسیری معنی کی نسبت اس کے قائل کی طرف ملاتے رہے کہ یہ فلاں کا قول ہے، آپ کے والد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے علمی تبحر پر حیرت زدہ ہوئے۔ آخر میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: اب ہم قال سے حال کی طرف آتے ہیں لا الٰہ الا اللہ، یہ کہنا تھا کہ سارے اہل مجلس مضطرب ہو گئے، اور چند لمحوں میں آپ کے والد نے اپنے کپڑے پارہ پارہ کر دیئے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ رضی اللہ تعالی عنہ، ص 226، مؤسسۃ الشرف،

لاہور☆زبدۃ الآثار،ص53،مکتبہ نبویہ،لاہور)

علم فتوی

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دنیائے اسلام کے ہر شہر سے استفتاء(سوالات) آتے تھے،جن پر آپ کی آخری رائے طلب کی جاتی تھی،(جب سے آپ نے فتوی دینا شروع کیا)ایک رات بھی ایسی نہ گزری ہوگی کہ جس رات آپ کے پاس دینی سوالات نہ آئے ہوں اور آپ نے ان پر غور نہ کیا ہواور پھران پر اپنی رائے نہ ثبت کی ہو۔

(زبدۃ الآثار،ص53،مکتبہ نبویہ،لاہور)

آپ کی فقاہت

ایک مرتبہ بلادِ عجم سے فتوی طلب کیا گیا،ایک شخص نے تین طلاقوں کی قسم اس طور پر کھائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرے گا کہ اس وقت کوئی دوسرا شخص وہ عبادت نہ کررہا ہو،اگر وہ ایسا نہ کرسکا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں،تو اس صورت میں وہ شخص کیا کرے؟اس سوال سے علماء وفقہاء حیران رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے،جب یہی سوال حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ نے فوراً اس سوال کا جواب ارشادفرمایا کہ وہ شخص مکۃ المکرّمہ چلا جائے اور طواف کی جگہ اپنے لیے خالی کرائے اور تنہا طواف کرکے اپنی قسم کو پورا کرلے،اس کی بیوی کو طلاقیں نہیں ہوں گی۔اس جواب سے علماء حیران رہ گئے۔

(بہجۃ الاسرار،ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،ص 226،مؤسسۃ الشرف، لاہور☆زبدۃ الآثار،ص54،مکتبہ نبویہ،لاہور)

مفتیِ شرع بھی ہے قاضیِ ملت بھی ہے
علمِ اسرار سے ماہر بھی ہے عبدالقادر

تیرہ علوم

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرہ علوم میں کلام فرماتے تھے،حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے میں درسِ تفسیر،درسِ حدیث،درسِ علمِ الکلام،اوردرسِ مناظرہ ہوا کرتا۔حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن کے دونوں حصوں میں تفسیر،علومِ حدیث،علم الکلام،علمِ مناظرہ،علمِ اصول،علمِ نحو پڑھاتے اوردوپہر کے بعدقراءتیں پڑھاتے تھے۔

(بہجۃ الاسرار،ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ رضی اللہ تعالی عنہ،ص 225،مؤسسۃ الشرف، لاہور)

علمِ لدنی

ایک دفعہ شیخ بزاز رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے،آپ اس وقت دودھ نوش فرمارہے تھے،تھوڑا سا آرام کیا اور چپ رہے،پھر فرمانے لگے:اللہ تعالیٰ نے علمِ لدنی کے ستر دروازے میرے لیے کھول دیئے ہیں اور ہر دروازہ زمین وآسمان کی پہنائیوں سے بھی زیادہ وسیع ہے۔پھر آپ نے معارف وخواص پر گفتگو شروع کی جس سے اہلِ مجلس مدہوش ہوگئے۔

(زبدۃ الآثار،غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ظاہری وباطنی علوم،ص53،مکتبہ نبویہ،لاہور)

علمِ حقیقت

سیدنا احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں کہ شریعت کا سمندران کے دائیں ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندران کے بائیں ہاتھ،جس میں سے چاہیں پانی لیں،ہمارے اس وقت میں سیدعبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی ثانی نہیں۔

(بہجۃ الاسرار،ذکراحترام المشائخ والعلماء لہ وثنائہم علیہ،ص444)

عبادت وریاضت

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اربعین سنۃ اصلی الصبح بوضوء العشاء'' میں چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتا رہا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ موصعاً بشئ من عجائب، ص 118، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ مزید فرماتے ہیں: پندرہ سال تک یہ حالت رہی کہ عشاء کی نماز پڑھتا، ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور قرآن پڑھنا شروع کرتا یہاں تک کہ سحری کے وقت قرآن پاک مکمل ہو جاتا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ موصعاً بشئ من عجائب، ص 118، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابوالفتح ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی، قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیس سال تک خدمت کی، اس مدت میں آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے (یعنی ساری رات عبادت میں گزارتے) اور آپ کا معمول تھا کہ جب بے وضو ہوتے تھے تو اسی وقت وضو فرما کر دو رکعت نمازِ نفل پڑھ لیتے تھے۔ آپ عشاء پڑھ کر خلوت میں تشریف لے جاتے اور طلوع فجر تک عبادت میں مصروف رہتے، اس دوران کوئی آپ سے ملاقات نہ کر سکتا، اس دوران بعض اوقات خلیفۂ بغداد بھی ملنے آیا مگر آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر طریقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 164، مؤسسۃ الشرف، لاہور ☆ زبدۃ الآثار، ص 57، مکتبہ نبویہ، لاہور)

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں پچیس سال عراق کے جنگلوں میں ریاضت کرتا رہا، میں لوگوں کو پہچانتا تھا مگر لوگ مجھے نہیں پہچانتے

تھے، میرے پاس رجال الغیب اور جنوں کی جماعتیں آتیں اور میں انہیں خدا شناسی کا راستہ دکھایا کرتا، چالیس سال تک میں نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی، پندرہ سال تک نمازِ عشاء کے بعد ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر قرآن پاک ختم کرتا رہا، میرا ہاتھ دیوار میں گڑے ہوئے کیل کی طرح رہتا تاکہ مجھے نیند نہ آئے حتی کہ سحری کے وقت تک سارا قرآن پاک ختم کر لیتا، کبھی کبھی تین دن سے چالیس دن تک صرف گری پڑی چیزوں پر گزارا کرتا، میں بسلسلۂ ریاضت گیارہ سال تک برجِ عجمی پر قیام پذیر رہا، میری اقامت کی وجہ سے ہی اس برج کا نام برجِ عجمی پڑ گیا، بسا اوقات یوں ہوتا کہ میں اپنے اللہ سے عہد کر لیتا کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے کھلایا پلایا نہیں جائے گا، چنانچہ میں اسی حالت میں چالیس روز تک رہا، چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا، میرے سامنے اس نے کھانا لگا دیا، اور خود چلا گیا، شدتِ بھوک کے عالم میں یہ کوئی بڑی بات نہ تھی کہ میں کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتا مگر مجھے اپنی قسم یاد آ گئی اور میں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا، بھوک کی بیتابی سے میرے پیٹ سے ایک آواز آئی جو الجوع الجوع (بھوک بھوک) پکار رہی تھی، میں نے اس آواز کی بھی کچھ پروا نہ کی، پھر میرے پاس شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور میری اس آواز کو سنتے ہی فرمانے لگے: عبد القادر! یہ کیسی آواز ہے؟ میں نے عرض کیا: یا حضرت! یہ میرے نفس کے قلق و اضطراب کی شورش ہے لیکن میری روح میرے اللہ کے پاس پر سکون ہے، پھر آپ نے فرمایا: آؤ بابِ ازج کی طرف چلیں، آپ نے وہاں پہنچ کر مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دیا اور خود چلے گئے، اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اٹھو اور ابو سعید المخزومی کی طرف چلیں، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے سامنے کھانا رکھا تھا، میں نے

پوچھا: یا حضرت! مجھے کھانا کون دے رہا ہے، آپ نے بتایا: یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، آپ مجھے کھلاتے گئے حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا، پھر آپ نے مجھے اپنے ہاتھ خرقہ پہنایا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ موصعاً بشیٔ من عجائب، ص 118,119، مؤسسۃ الشرف، لاہور ☆ زبدۃ الآثار، ص 58,59، مکتبہ نبویہ، لاہور)

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے

پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

تبلیغ و ارشاد

☆ حضرت بزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرسی پر بیٹھے فرما رہے تھے کہ میں نے حضور سیدِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: بیٹا تم بیان کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: اے میرے نانا جان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! میں ایک عجمی مرد ہوں، بغداد میں فصحاء کے سامنے بیان کیسے کروں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: بیٹا! اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھولا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے منہ میں سات دفعہ لعاب مبارک ڈالا اور مجھ سے فرمایا کہ "لوگوں کے سامنے بیان کیا کرو اور انہیں اپنے رب عزوجل کی طرف عمدہ حکمت اور نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔

پھر میں نے نمازِ ظہر ادا کی اور بیٹھ گیا، میرے پاس بہت سے لوگ آئے اور مجھ پر چلائے، اس کے بعد میں نے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی زیارت کی کہ میرے سامنے مجلس میں کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے بیٹے تم بیان کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: اے میرے والد! لوگ مجھ پر چلاتے ہیں۔ پھر

آپ نے فرمایا: اے میرے فرزند! اپنا منہ کھولو۔

میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ نے میرے منہ میں چھ دفعہ لعاب ڈالا، میں نے عرض کیا کہ آپ نے سات دفعہ کیوں نہیں ڈالا؟ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کی وجہ سے۔ پھر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعا بشیٔ من عجائب، ص 58، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ پھر کیا تھا دور و نزدیک سے لوگ آپ کا وعظ سننے کے لیے حاضر ہونے لگے، بڑے بڑے اجتماعات ہونے لگے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس مبارک میں باوجود یہ کہ شرکاء اجتماع بہت زیادہ ہوتے تھے لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز مبارک جیسی نزدیک والوں کو سنائی دیتی تھی ویسی ہی دُور والوں کو سنائی دیتی تھی یعنی دور اور نزدیک والوں کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز مبارک یکساں تھی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر وعظہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 181، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس شریف میں کل اولیاء علیہم الرحمۃ اور انبیاء کرام علیہم السلام جسمانی حیات اور ارواح کے ساتھ نیز جن اور ملائکہ تشریف فرما ہوتے تھے اور حبیبِ ربُّ العالمین عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی تربیت و تائید فرمانے کے لئے جلوہ افروز ہوتے تھے اور حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تو اکثر اوقات مجلس شریف کے حاضرین میں شامل ہوتے تھے اور نہ صرف خود آتے بلکہ مشائخ زمانہ میں سے جس سے بھی آپ علیہ السلام کی ملاقات ہوتی تو ان کو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہونے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے کہ "جس کو بھی فلاح و کامرانی کی خواہش ہو اس کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس شریف کی ہمیشہ حاضری ضروری ہے۔

(اخبار الاخیار، ص 13)

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

☆حضورغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرے ہاتھ پر پانچ سو سے زائد یہودیوں اور عیسائیوں نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکو، چور، فساق وفجار، فسادی اور بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر وعظہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص184، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

غوث پاک اور ماقبل و مابعد کے مشائخ

☆حضرت شیخ امام ابوالحسن علی بن الہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضورغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیخ بقا بن بطو کے ساتھ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ اقدس کی زیارت کی، میں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر سے باہر تشریف لائے اور حضورغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سینے سے لگالیا اور انہیں خلعت پہنا کر ارشاد فرمایا: اے شیخ عبدالقادر! بے شک میں تمہارے علم شریعت، علم حقیقت، علم حال اور فعل حال میں محتاج ہوں۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص226، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

☆شیخ ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روز اپنے مریدین سے فرمایا کہ عنقریب عراق میں ایک عجمی شخص جو کہ اللہ عزوجل اور لوگوں کے نزدیک عالی مرتبت ہوگا اُس کا نام عبدالقادر ہوگا اور بغداد شریف میں سکونت اختیار کریگا، قَدَمِیْ ھٰذِہٖ

عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ (یعنی میرا یہ قدم ہرولی کی گردن پر ہے) کا اعلان فرمائے گا اور زمانہ کے تمام اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس کے فرمانبردار ہوں گے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر اخبار المشایخ عنہ بذالک، ص14، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆حضرت عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضورغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی نوجوان ہی تھے کہ ہمارے شیخ ابوالوفاء رحمۃ اللہ علیہ ان کی زیادت کے لیے آیا کرتے تھے، ایک دن شیخ ابوالوفاء نے حضورغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ جب آپ مرتبۂ کمال کو پہنچیں تو مجھے ضرور یاد رکھئے گا، پھر کہا: اے عبدالقادر! ہر پرندہ چہچہا کر خاموش ہوجاتا ہے مگر آپ کا طائرِ روحانیت قیامت تک چہچہاتا رہے گا۔

مرغ سب بولتے ہیں، بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نواسنج رہے گا تیرا

محی الدین

حضورغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے القاب میں سے محی الدین بھی ہے جس کا مطلب ہے دین کو زندہ کرنے والا، حضورغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس لقب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعۃ المبارک کے دن سفر سے بغداد کی طرف واپس آرہا تھا کہ ایک نہایت ہی کمزور اور لاغر شخص پر میرا گزر ہوا، اس نے سلام کیا، میں نے جواب دیا، پھر وہ کہنے لگا مجھے اٹھاؤ، میں نے اسے اٹھا کر بٹھایا تو اچانک اس کا چہرہ بارونق اور جسم موٹا اور تروتازہ ہوگیا، میں حیران ہوا تو وہ کہنے لگا: حیرت وتعجب کی بات نہیں، میں آپ کے جدپاک محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین ہوں، جو مردہ ہورہا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے سے مجھے نئی زندگی عطا فرمائی ہے، آپ محی الدین ہیں۔ حضورغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ جب میں جامع مسجد کی حدود میں داخل ہوا تو ایک شخص نے اپنا جوتا اتار کر مجھے پہننے کو دیا اور

مجھے "یا سیدی محی الدین" کہہ کر مخاطب کیا، جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد لوگ دوڑتے ہوئے میری طرف آئے اور "یا محی الدین، یا محی الدین" پکارتے ہوئے میرے ہاتھوں کو بوسے دینے لگے، حالانکہ اس سے پہلے کبھی کسی نے مجھے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔

(بہجۃ الاسرار☆زبدۃ الآثار، ص55، مکتبہ نبویہ، لاہور)

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع البحرین ہے چشمہ تیرا

کرامات

☆ابوالسعود الحریمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے مروی ہے کہ ابوالمظفر حسن بن نجم تاجر نے شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: حضور والا! میرا ملک شام کی طرف سفر کرنے کا ارادہ ہے اور میرا قافلہ بھی تیار ہے، سات سو دینار کا مالِ تجارت ہمراہ لے جاؤں گا۔ تو شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: اگر تم اس سال سفر کرو گے تو تم سفر میں ہی قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا مال واسباب لوٹ لیا جائے گا۔

وہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ارشاد سن کر مغموم حالت میں باہر نکلا تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملاقات ہوگئی اس نے شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ارشاد سنایا تو آپ نے فرمایا اگر تم سفر کرنا چاہتے ہو تو جاؤ تم اپنے سفر سے صحیح وتندرست واپس آؤ گے، میں اس کا ضامن ہوں۔" آپ کی بشارت سن کر وہ تاجر سفر پر چلا گیا اور ملک شام میں جا کر ایک ہزار دینار کا اس نے اپنا مال فروخت کیا اس کے بعد وہ تاجر اپنے کسی کام کے لئے حلب چلا گیا، وہاں ایک مقام پر اس نے اپنے ہزار دینار رکھ دیئے اور رکھ کر دیناروں کو بھول گیا اور حلب میں اپنی قیام گاہ پر آ گیا، نیند کا غلبہ تھا کہ آتے

ہی سو گیا، خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ عرب بدوؤں نے اس کا قافلہ لوٹ لیا ہے اور قافلے کے کافی آدمیوں کو قتل بھی کر دیا ہے اور خود اس پر بھی حملہ کر کے اس کو مار ڈالا ہے، گھبرا کر بیدار ہوا تو اسے اپنے دینار یاد آ گئے فوراً دوڑتا ہوا اس جگہ پر پہنچا تو دینار وہاں ویسے ہی پڑے ہوئے مل گئے، دینار لے کر اپنی قیام گاہ پر پہنچا اور واپسی کی تیاری کر کے بغداد لوٹ آیا۔

جب بغداد شریف پہنچا تو اس نے سوچا کہ پہلے حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں کہ وہ عمر میں بڑے ہیں یا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے میرے سفر کے متعلق جو فرمایا تھا بالکل درست ہوا ہے اسی سوچ و بچار میں تھا کہ حسنِ اتفاق سے شاہی بازار میں حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے اس کی ملاقات ہوگئی تو آپ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ "پہلے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت اقدس میں حاضری دو کیوں کہ وہ محبوب سبحانی ہیں انہوں نے تمہارے حق میں سَتَّر (70) مرتبہ دعا مانگی ہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل فرما دیا اور مال کے ضائع ہونے کو بھول جانے سے بدل دیا۔ جب تاجر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے شاہی بازار میں تجھ سے بیان فرمایا ہے بالکل ٹھیک ہے کہ میں نے سَتَّر (70) مرتبہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تمہارے لئے دعا کی کہ وہ تمہارے قتل کے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل فرما دے اور تمہارے مال کے ضائع ہونے کو صرف تھوڑی دیر کے لئے بھول جانے سے بدل دے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعا بشی من عجائب، ص64، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ایک بی بی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں اپنا بیٹا چھوڑ

گئیں کہ اس کا دل حضور سے گرویدہ ہے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے لئے اس کی تربیت فرمائیں۔ آپ نے اسے قبول فرما کر مجاہدے پر لگا دیا اور ایک روز ان کی ماں آئیں دیکھا لڑکا بھوک اور شب بیداری سے بہت کمزور اور زرد رنگ ہوگیا ہے اور اسے جو کی روٹی کھاتے دیکھا جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں تو دیکھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں جسے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تناول فرمایا تھا، عرض کی: اے میرے مولیٰ! حضور تو مرغی کھائیں اور میرا بچہ جو کی روٹی۔ یہ سن کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دست اقدس ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا: قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِی الْعِظَامَ وَ ھِیَ رَمِیْم۔ یعنی جی اٹھ اس اللہ عزوجل کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً زندہ صحیح سالم کھڑی ہو کر آواز کرنے لگی، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب تیرا بیٹا اس درجہ تک پہنچ جائے گا تو جو چاہے کھائے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعابشی من عجائب، ص128، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن ابو العباس موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک رات اپنے شیخ عبد القادر جیلانی، غوث صمدانی، قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ بغداد میں تھے اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بادشاہ المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف حاضر ہوا اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا اور نصیحت کا خواست گار ہوا اور آپ کی خدمت میں دس تھیلیاں پیش کیں جو دس غلام اٹھائے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: میں ان کی حاجت نہیں رکھتا۔ اور قبول کرنے سے انکار فرمادیا اس نے بڑی عاجزی کی، تب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک تھیلی اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑی اور دوسری تھیلی بائیں

ہاتھ میں پکڑی اور دونوں تھیلیوں کو ہاتھ سے دبا کر نچوڑا کہ وہ دونوں تھیلیاں خون ہو کر بہہ گئیں، آپ نے فرمایا: اے ابو المظفر! کیا تمہیں اللہ عزوجل کا خوف نہیں کہ لوگوں کا خون لیتے ہو اور میرے سامنے لاتے ہو۔ وہ آپ کی یہ بات سن کر حیرانی کے عالم میں بے ہوش ہوگیا۔

پھر حضرت سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! اگر اس کے حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے رشتے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں خون کو اس طرح چھوڑتا کہ اس کے مکان تک پہنچتا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعابشی من عجائب، ص120، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ راوی کا قول ہے کہ میں نے خلیفہ کو ایک دن حضرت سیدنا محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی، قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دیکھا کہ عرض کر رہا ہے کہ حضور میں آپ سے کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ میرا دل اطمینان پائے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں غیب سے سیب چاہتا ہوں۔ اور پورے عراق میں اس وقت سیب نہیں ہوتے تھے، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہوا میں ہاتھ بڑھایا تو دو سیب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے ایک اس کو دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ والے سیب کو کاٹا تو نہایت سفید تھا، اس سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی اور المستنجد نے اپنے ہاتھ والے سیب کو کاٹا تو اس میں کیڑے تھے وہ کہنے لگا: یہ کیا بات ہے میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں نہایت عمدہ سیب دیکھا؟ آپ نے فرمایا: ابو المظفر! تمہارے سیب کو ظلم کے ہاتھ لگے تو اس میں کیڑے پڑ گئے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعابشی من عجائب، ص121، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ راوی کہتے ہیں: حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ابو غالب فضل اللہ بن اسمٰعیل بغدادی ازجی سوداگر حاضر ہوا وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرنے لگا: اے میرے سردار! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جدامجد حضور پرنور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے کہ جو شخص دعوت میں بلایا جائے اس کو دعوت قبول کرنی چاہیے۔ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے گھر دعوت پر تشریف لائیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے اجازت ملی تو میں آؤں گا۔ پھر کچھ دیر بعد آپ نے مراقبہ کر کے فرمایا: ہاں آؤں گا۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خچر پر سوار ہوئے، شیخ علی نے آپ کی دائیں رکاب پکڑی اور میں نے بائیں رکاب تھامی اور جب اس کے گھر میں ہم آئے دیکھا تو اس میں بغداد کے مشائخ، علماء اور معززین جمع ہیں، دسترخوان بچھایا گیا جس میں تمام شیریں اور ترش چیزیں کھانے کے لئے موجود تھیں اور ایک بڑا صندوق لایا گیا جو سربمہر تھا دو آدمی اسے اٹھائے ہوئے تھے اسے دسترخوان کے ایک طرف رکھ دیا گیا، تو ابو غالب نے کہا: شروع فرمایئے۔ اس وقت حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراقبہ میں تھے اور آپ نے کھانا نہ کھایا اور نہ ہی کھانے کی اجازت دی تو کسی نے بھی نہ کھایا، آپ کی ہیبت کے سبب مجلس والوں کا حال ایسا تھا کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، پھر آپ نے شیخ علی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ صندوق اٹھا لایئے۔ ہم اٹھے اور اسے اٹھایا تو وہ وزنی تھا ہم نے صندوق کو آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا آپ نے حکم دیا کہ صندوق کو کھولا جائے۔

ہم نے کھولا تو اس میں ابو غالب کا لڑکا موجود تھا جو مادرزاد اندھا تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا: کھڑا ہو جا۔ ہم نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

کہنے کی دیر تھی کہ لڑکا دوڑنے لگا اور بینا بھی ہوگیا اور ایسا ہوگیا کہ کبھی بیماری میں مبتلا نہیں تھا، یہ حال دیکھ کر مجلس میں شور برپا ہوگیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حالت میں باہر نکل آئے اور کچھ نہ کھایا۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں شیخ ابوسعد قیلوی کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا تو انہوں نے کہا: حضرت سیدمحی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی، قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادرزاد اندھے اور برص والوں کو اچھا کرتے ہیں اور خدا عزوجل کے حکم سے مردے زندہ کرتے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعابشی من عجائب، ص123، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن منبر پر بیٹھے بیان فرما رہے تھے کہ بارش شروع ہوگئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بادل کو مخاطب کر کے) فرمایا: میں تو جمع کرتا ہوں اور (اے بادل) تو متفرق کر دیتا ہے۔ تو بادل مجلس سے ہٹ گیا اور مجلس سے باہر برسنے لگا، راوی کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی قسم! شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام ابھی پورا نہیں ہوا تھا کہ بارش ہم سے بند ہوگئی اور ہم سے دائیں بائیں برستی تھی اور ہم پر نہیں برستی تھی۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعابشی من عجائب، ص147، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ حضرت عبدالملک ذیال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک رات حضور پرنور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے میں کھڑا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر سے ایک عصا دست اقدس میں لئے ہوئے تشریف فرما ہوئے میرے دل میں خیال آیا کہ کاش حضور اپنے اس عصا سے کوئی کرامت دکھلائیں۔ ادھر میرے دل میں یہ خیال گزرا اور ادھر حضور نے عصا کو زمین پر گاڑ دیا تو وہ عصا مثل چراغ کے روشن ہوگیا اور بہت دیر تک روشن رہا پھر حضور پرنور نے اسے اکھیڑ لیا تو وہ عصا جیسا تھا ویسا

ہی ہو گیا، اس کے بعد حضور نے فرمایا: بس اے ذیال! تم یہی چاہتے تھے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعابشی من عجائب، ص150، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ ایک دفعہ دریائے دجلہ میں زوردار سیلاب آ گیا، دریا کی طغیانی کی شدت کی وجہ سے لوگ ہراساں اور پریشان ہو گئے اور حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد طلب کرنے لگے حضرت نے اپنا عصاء مبارک پکڑا اور دریا کی طرف چل پڑے اور دریا کے کنارے پر پہنچ کر آپ نے عصاء مبارک کو دریا کی اصلی حد پر نصب کر دیا اور دریا کو فرمایا کہ بس یہیں تک۔ آپ کا فرمانا ہی تھا کہ اسی وقت پانی کم ہونا شروع ہو گیا اور آپ کے عصاء مبارک تک آ گیا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعابشی من عجائب، ص153، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک جوان حاضر ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرنے لگا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے میں نے آج رات ان کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ عذاب قبر میں مبتلا ہیں انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں جاؤ اور میرے لئے ان سے دعا کا کہو۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نوجوان سے فرمایا: کیا وہ میرے مدرسہ کے قریب سے گزرا تھا؟ نوجوان نے کہا: جی ہاں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاموشی اختیار فرمائی۔

پھر دوسرے روز اس کا بیٹا آیا اور کہنے لگا کہ میں نے آج رات اپنے والد کو سبز حلہ زیب تن کیے ہوئے خوش وخرم دیکھا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں عذاب قبر سے محفوظ ہو گیا ہوں اور جو لباس تو دیکھ رہا ہے وہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی برکت سے مجھے پہنچایا گیا ہے پس اے میرے بیٹے! تم ان کی

بارگاہ میں حاضری کو لازم کر لو۔

پھر حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا: میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس مسلمان کے عذاب میں تخفیف کروں گا جس کا گزر (تمہارے) مدرسہ پر ہو گا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر اصحابہ وبشرابہم، ص194، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

☆ حضرت عبداللہ جبائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہمدان میں ایک شخص سے ملا جو دمشق کا رہنے والا تھا اس کا نام "ظریف" تھا ان کا کہنا ہے کہ میں بشر قرظی کو نیشاپور کے راستے میں ملا یا یہ کہا کہ خوارزم کے راستے میں ملا، اس کے ساتھ شکر کے چودہ اونٹ تھے اس نے مجھے بتایا کہ ہم ایسے جنگل میں اترے جو اس قدر خوفناک تھا کہ اس میں خوف کے مارے بھائی بھائی کے ساتھ نہیں ٹھہر سکتا تھا جب ہم نے شب کی ابتداء میں گٹھڑیوں کو اٹھایا تو ہم نے چار اونٹوں کو گم پایا جو سامان سے لدے ہوئے تھے میں نے انہیں تلاش کیا مگر نہ پایا قافلہ تو چل دیا اور میں اپنے اونٹوں کو تلاش کرنے کے لئے قافلے سے جدا ہو گیا، ساربان نے میری امداد کی اور میرے ساتھ ٹھہر گیا، ہم نے ان کو تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے حضرت سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کا فرمان یاد آیا کہ اگر تو سختی میں پڑے تو مجھ کو پکارنا تو تجھ سے مصیبت دور ہو جائے گی۔

میں نے یوں پکارا اے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے اونٹ گم ہو گئے، اے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میرے اونٹ گم ہو گئے۔ پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو صبح ہو چکی تھی جب روشنی ہو گئی تو میں نے ایک شخص کو ٹیلے پر دیکھا جس کے کپڑے انتہائی سفید تھے اس نے مجھ کو اپنی آستین سے اشارہ کیا کہ اوپر آؤ۔ جب ہم ٹیلے پر چڑھے تو کوئی شخص نظر نہ آیا مگر وہ چاروں اونٹ ٹیلے کے نیچے

جنگل میں بیٹھے تھے ہم نے ان کو پکڑلیا اور قافلے سے جاملے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر اصحابہ وبشرابہم، ص196،197، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمارہے تھے اور شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کو نیند آ گئی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مجلس سے فرمایا خاموش رہو اور آپ منبر سے نیچے اتر آئے اور شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے باادب کھڑے ہوگئے اور ان کی طرف دیکھتے رہے۔

جب شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب سے بیدار ہوئے تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ نے خواب میں تاجدار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا": میں اسی لئے باادب کھڑا ہوگیا تھا پھر آپ نے پوچھا کہ نبی پاک، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو کیا نصیحت فرمائی؟ تو کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضری کو لازم کرلو۔

بعدازیں لوگوں نے شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کا کیا مطلب تھا کہ میں اسی لئے باادب کھڑا ہوگیا تھا۔ تو شیخ علی بن ہیتی علیہ رحمۃ اللہ الباری نے فرمایا: میں جو کچھ خواب میں دیکھ رہا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو بیداری میں دیکھ رہے تھے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعابشی من عجائب، ص58، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

غوث پاک کی سیرت پر کتب

سوال: غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر لکھی گئی کچھ مستند کتب کے

نام بیان کردیں؟

جواب: چند مستند کتب درج ذیل ہیں:

☆ ''بہجۃ الاسرار'' اس کے مصنف امام علی بن یوسف شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ ☆ ''نورالنظر فی اخبار شیخ عبد القادر'' اس کے مصنف علامہ ابوبکر عبداللہ تمیمی عراقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ☆ ''اسنی المفاخر'' اس کے مصنف امام عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ☆ ''درر الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر'' اس کے مصنف علامہ سراج الدین ابوحفص عمر ابن علی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ☆ الروض الزاہر فی مناقب عبد القادر اس کے مصنف علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ☆ ''نزہۃ النواظر'' اس کے مصنف علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ☆ ''زبدۃ الآثار'' اس کے مصنف شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ ☆ ''تحفۂ قادریہ'' اس کے مصنف مولانا ابولمعالی محمد مسلمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

سوال: بہجۃ الاسرار اور اس کے مصنف کا کچھ تعارف کروادیں۔

جواب: ''بہجۃ الاسرار'' حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر مستند ترین کتاب ہے، اس کے مصنف امام علی بن یوسف شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، یہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صرف دوواسطہ سے مرید ہیں۔

(1) امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں'' امام اجل، سید العلماء، شیخ القراء، عمدۃ العرفاء، نورالملۃ والدین، ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز صرف دوواسطہ سے حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج21، ص384، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) امام ابن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ ''حصن حصین شریف'' کے

مصنف ہیں، ان کے شاگرد ہیں۔

(3) امام ذہبی ان کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے، اور طبقات القراء میں ان کی مدح ستائش کی اور ان کو امام اوحد (یکتا امام) لکھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں "علی بن یوسف بن جریر اللخمی شَطنُوفی الامام الاوحد المقری نورالدین شیخ القراء بالدیار المصریة "ترجمہ: علی بن یوسف بن جریری لخمی شطنوفی نورالدین امام یکتا، مدرسِ قراءت اور بلاد مصری کے شیخ القراء ہیں۔

(زبدۃ الآثاربحوالہ طبقات المقرئین ،ص3،مطبع بکسلنگ کمپنی، جزیرہ)

(4) امام اجل عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی یمنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مرآۃ الجنان" میں اس جناب کو ان مناقبِ جلیلہ سے یاد فرمایا "روی الشیخ الامام الفقیہ العالم المقری ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد الشافی اللخمی فی مناب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسندہ "ترجمہ: شیخ امام زبردست فقیہ مدرس قراءت علی ابن یوسف بن جریر بن معضاد شافی لخمی نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی۔

(5) اور امام اجل امام ابن الجزری نے "نہایۃ الدراآت فی اسماء الرجال القراآت" میں فرمایا "علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاد نورالدین ابوالحسن اللخمی الشطنوفی الشافعی الاستاذ المحقق البارع شیخ الدیار المصریة ولد بالقاهرة سنة اربع و اربعین وستمائة وتصدر للاقراء بالجامع الازهر من القاهرة وتكاثر عليه الناس لاجل الفوائد والتحقيق وبلغنى انه عمل على الشاطبية شرحا فلو كان ظهر لكان من اجود شروحها توفى يوم السبت اوان الظهر دفن يوم الاحد العشرين من ذى الحجة سنة ثلث عشرة وسبع مائة رحمہ اللہ تعالیٰ "ترجمہ: یعنی علی بن یوسف نورالدین ابوالحسن شافعی

استاد محقق اتنے کمال والے جو عقلوں کو حیران کردے، بلاد مصر کے شیخ قاہرہ میں 644ھ کو پیدا ہوئے اور مصر کی جامع ازہر میں صدر تعلیم پر جلوس فرمایا، ان کے فوائد و تحقیق کے سبب خلائق کا ان پر ہجوم ہوا، میں نے سنا کہ شاطبیہ پر بھی اس جناب نے شرح لکھی، یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو ان کی تمام شرحوں سے بہتر شروح میں ہوتی، روز ہفتہ بوقت ظہر وفات پائی اور بروز یک شنبہ 20 ذی الحجہ 713ھ میں دفن ہوئے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(زبدۃ الآثار بحوالہ نہایۃ الدرایات فی اسماء الرجال والقرأت ،ص 5،مطبع بکسلنگ کمپنی، جزیرہ)

(6) امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "حُسن المَحاضرة بِاَخبارِ مصر والقاهرة" میں فرمایا "على بن يوسف بن جرير اللخمى الشطنوفى الامام الاوحد نور الدين ابوالحسن شيخ القراء بالديار المصرية تصد للاقراء بالجامع الازهر وتكاثر عليه الطلبة "ترجمہ: علی بن یوسف ابوالحسن نورالدین امام یکتا ہیں، اور بلاد مصر میں شیخ القراء پھر ان کا مسند تعلیم پر جلوس اور طلبہ کا ہجوم اور تاریخ ولادت و وفات اسی طرح ذکر فرمائی۔

(7) نیز امام سیوطی نے اس جناب کا تذکرہ اپنی کتاب "بغیۃ الوعاۃ" میں لکھا اور اس میں نقل فرمایا کہ "له اليد الطولى فى علم التفسير "ترجمہ: علم تفسیر میں اس جناب کو ید طولیٰ تھا۔

(8) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "زبدۃ الاسرار" میں اس جناب کے فضائل عالیہ یوں بیان فرمائے "بهجة الاسرار من تصنيف الشيخ الامام الاجل الفقيه العالم المقرى، الاوحد البارع نورالدين ابى الحسن على بن يوسف الشافعى اللخمى وبينه وبين الشيخ رضى

رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مقصدنا وهو داخل فی بشارة قوله رضی اللہ تعالیٰ عنہ طوبی لمن رانی ولمن رای من رانی ولمن رای من رانی ''ترجمہ: بہجۃ الاسرار امام اجل، فقیہ، عالم، مدرس قراءت، یکتا، عجب صاحبِ کمال نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شافعی لخمی کی تصنیف ہے، ان میں اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صرف دو واسطے ہیں اور وہ حضور پر نور سرکار غوثیت کی اس بشارت میں داخل ہیں کہ شاد مانی ہے اسے جس نے مجھ کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔

(زبدۃ الاسرار، خطبۃ الکتاب، ص5، مطبع بکسلنگ کمپنی، جزیرہ)

بہجۃ الاسرار

(9) حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار شریف میں فرمایا ''ایں کتاب بہجۃ الاسرار کتابے عظیم و شریف و مشہور است''

ترجمہ: یہ کتاب بہجۃ الاسرار ایک عظیم، شریف اور مشہور کتاب ہے۔

(زبدۃ الآثار مع زبدۃ الاسرار، خطبہ الکتاب، ص2، مطبع بکسلنگ کمپنی، جزیرہ)

(10) امام اجل یافعی وغیرہ اکابر اس کتاب بہجۃ الاسرار سے سند لیتے آئے۔

(11) امام اجل ابن الجزری مصنف حصن حصین نے یہ کتاب حضرت شیخ محی الدین عبد القادر حنفی وشطوطی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھی، اور حدیث کی طرح اس کی سند حاصل کی۔

(12) اور علامہ عمر بن عبد الوہاب حلبی نے اس کی روایات معتمد ہونے کی تصریح کی۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج21، ص384 تا 387، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فصلِ دوم: دلوں پر قبضہ

سوال: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ نعت کے ایک شعر کا مصرع جو کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے

بندہ مجبور ہے خاطر (دل) پہ ہے قبضہ تیرا

حالانکہ صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دل خداوند کریم کے قبضہ قدرت میں ہیں، اور وہی ذات مقلب القلوب (دلوں کو پھیرنے والی) ہے، تو غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ کا دل پر قبضہ ہے، کیسا ہے؟

جواب: دلوں پر حقیقی قبضہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے مخلوق دلوں پر تصرف کر سکتی ہے اور بعض مخلوق کا اللہ تعالیٰ کی عطا سے دلوں پر قبضہ و تصرف ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ''الحق اللہ عزوجل ہی مقلب القلوب (دلوں کا پھیرنے والا) ہے سب کے دلوں، نہ صرف دل بلکہ عالم کے ذرے ذرے پر حقیقی قبضہ اسی کا ہے۔ مگر نہ اس کی قدرت محدود، نہ اس کی عطاء کا بابِ وسیع مسدود (اس کی عطا کا وسیع دروازہ بند نہیں ہے) ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (پ1، سورۃ البقرۃ، آیت20)

﴿وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا﴾ ترجمہ: اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔ (پ15، سورہ بنی اسرائیل، آیت20)

(فتاوی رضویہ، ج21، ص379، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مخلوق کا دلوں پر تصرف

مخلوق کے لیے دلوں پر قبضہ و تصرف ثابت کرنے کے لیے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل دلائل دیئے:

(1) اللہ تعالیٰ علی الاطلاق فرماتا ہے ﴿وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ﴾ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے قبضہ وقابو دیتا ہے۔

(پ28، سورۃ الحشر، آیت6)

اس کا اطلاق اجسام وابصار واسماع وقلوب سب کو شامل ہے وہ اپنے محبوبوں کو جس کے چاہے دست وپا پر قدرت دے، چاہے چشم وگوش (آنکھ اور کان) پر، چاہے دل وہوش پر، اس کی قدرت میں کمی نہ عطا میں تنگی، کیا ملائکہ دلوں میں القائے خیر نہیں کرتے، نیک ارادے نہیں ڈالتے، برے خطروں سے نہیں پھیرتے؟ ضرور سب کچھ باذن اللہ کرتے ہیں پھر دلوں میں تصرف کے اور کیا معنی۔

(2) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ ترجمہ: جب وحی فرماتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم دل قائم رکھو مسلمانوں کے۔ (پ9، سورۃ الانفال، آیت12)

(3) سیرت ابن اسحاق وسیرت ابن ہشام میں ہے بنی قریظہ کو جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راہ میں اپنے کچھ اصحاب پر گزرے، ان سے دریافت فرمایا: تم نے ادھر جاتے ہوئے کوئی شخص دیکھا؟ عرض کی: دحیہ بن خلیفہ کو نقرہ جنگ پر سوار جاتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا: ((ذاک جبریل بعث الی بنی قریضۃ یزلزل بھم حصونھم ویقذف الرعب فی قلوبھم)) ترجمہ: وہ جبریل تھا کہ بنی قریظہ کی طرف بھیجا گیا کہ ان کے قلعوں میں زلزلے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام مع الروض الانف، غزوہ بنی قریظہ، ج2، ص195، مکتبہ فاروقیہ، ملتان)

(4) امام بیہقی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا جَلَسَ الْقَاضِیْ مَجْلِسَہٗ ھَبَطَ

عَلَیْہِ مَلَکَانِ یُسَدِّدَانِہٖ وَیُوَفِّقَانِہٖ وَیُرْشِدَانِہٖ مَا لَمْ یَجُرْ فَاِذَا جَارَ عَرَجَا وَتَرَکَاہُ)) ترجمہ: جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے تو دو فرشتے اترتے ہیں کہ اس کی رائے کو درستی دیتے ہیں اور اسے ٹھیک بات سمجھنے کی توفیق دیتے ہیں اور اسے نیک راستہ سمجھاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کرے، جہاں اس نے میل کیا فرشتوں نے اسے چھوڑا اور آسمان پر چڑھ گئے۔

(السنن الکبری، کتاب آداب القاضی باب من ابتلی بشی، ج10، ص88، دار صادر، بیروت)

(5) دیلمی مسند الفردوس میں صدیق اکبر وابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، دونوں سے راوی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((لَوْ لَمْ اُبْعَثْ فِیْکُمْ لَبُعِثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ایداللہ عمر بملکین یوفقانہ ویسددانہ فاذا اخطأ صرفاہ حتی یکون صوابا)) ترجمہ: اگر میں تم میں ظہور نہ فرماتا تو بیشک عمر نبی کیا جاتا۔ اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر بات میں اسے راہ پر رکھتے، اگر عمر کی رائے لغزش کرنے کو ہوتی ہے وہ پھیر دیتے ہیں یہاں تک کہ عمر سے حق ہی صادر ہوتا ہے۔

(الفردوس بمأثور الخطاب، ج3، ص372، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(6) ملائکہ کی شان تو بلند ہے۔ شیاطین کو قلوب عوام میں تصرف دیا ہے۔ جس سے فقط اپنے چنے ہوئے بندوں کو مستثنی کیا ہے کہ ﴿اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ﴾ ترجمہ: میرے خاص بندوں پر تیرا قابو نہیں۔

(پ14، سورۃ الحجر، آیت42)

(7) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّۃِ وَ النَّاسِ﴾ ترجمہ: شیطان جن اور لوگ، لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔

(پ30، سورۃ الناس، آیت5،6)

(8) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ ترجمہ: شیطان آدمی اور جن ایک دوسرے کے دل میں ڈالتے ہیں بناوٹ کی بات دھوکے کی۔

(پ8، سورۃ الانعام، آیت 112)

(9) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِی مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ)) ترجمہ: بے شک شیطان انسان کی رگ رگ میں خون کی طرح جاری و ساری ہے۔

(صحیح البخاری، باب الاعتکاف، ج1، ص272، قدیمی کتب خانہ، کراچی ☆ سنن ابی داؤد، کتاب الصوم، باب المعتکف یدخل البیت لحاجتہ، ج1، ص335، آفتاب عالم پریس، لاہور)

(10) صحیحین وغیرہما میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب اذان ہوتی ہے شیطان گوز مارتے ہوئے بھاگ جاتا ہے کہ اذان کی آواز نہ سنے، جب اذان ہوچکتی ہے پھر آتا ہے۔ جب تکبیر ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے، جب تکبیر ہوچکتی ہے پھر آتا ہے ((حَتّٰی یَخْطِرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِہٖ یَقُوْلُ: اُذْکُرْ کَذَا وَکَذَا، مَا لَمْ یَکُنْ یَذْکُرُ، حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی)) ترجمہ: یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے اندر حائل ہوکر خطرے ڈالتا ہے کہتا ہے کہ یہ بات یاد کر وہ بات یاد کر، ان باتوں کے لئے جو آدمی کے خیال میں بھی نہ تھیں، یہاں تک کہ انسان کو یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ کتنی پڑھی۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل التاذین، ج1، ص85، قدیمی کتب خانہ، کراچی ☆ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل الاذان وھرب الشیطان، ج1، ص168، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(11) حدیث پاک میں ہے ((اِنَّ الشَّیْطَانَ وَاضِعٌ خَطْمَہٗ عَلٰی قَلْبِ

اِبْنِ اٰدَمَ، فَاِنْ ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ، وَاِنْ نَسِیَ الْتَقَمَ قَلْبَہٗ فَذٰلِکَ الْوَسْوَاسُ الْخَنَّاسُ)) ترجمہ: بیشک شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے ہے، جب آدمی خدا تعالیٰ کو یاد کرتا ہے شیطان دبک جاتا ہے اور جب آدمی (ذکر سے) غفلت کرتا ہے تو شیطان اس کا دل اپنے منہ میں لے لیتا ہے تو یہ ہے وسوسہ ڈالنے والا دبک جانے والا۔

(شعب الایمان، ج1، ص403، دار الکتب العلمیہ، بیروت ☆ نوادر الاصول، الاصل التاسع والخمسون والمائتان، ص354، دار صادر، بیروت ☆ فتاوی رضویہ ملخصاً، ج21، ص380تا382، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

جب فرشتوں بلکہ شیاطین کے لیے قبضہ وتصرف ثابت ہے تو اولیاء اللہ کے لیے ثابت ماننے میں کیا استحالہ ہے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو سمجھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''لمہ شیطان ولمہ ملک دونوں مشہور اور حدیثوں میں مذکور ہیں پھر اولیاء کرام کو قلوب میں تصرف کی قدرت عطا ہونی کیا محلِ انکار ہے۔ حضرت علامہ سلجماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب ابریز میں اپنے شیخ حضرت سیدی عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عوام جو اپنے حاجات میں اولیاء کرام مثل حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت کرتے ہیں نہ کہ اللہ عزوجل سے، حضرات اولیاء نے ان کو قصداً ادھر لگا لیا ہے کہ دعا میں مراد ملنی نہ ملنی دونوں پہلو ہیں، عوام (مراد) نہ ملنے کی حکمتوں پر مطلع نہیں کئے جاتے، تو اگر بالکلیہ خالص اللہ عزوجل ہی سے مانگتے پھر مراد ملتی نہ دیکھتے تو احتمال تھا کہ خدا کے وجود ہی سے منکر ہوجاتے، اس لئے اولیاء نے ان کے دلوں کو اپنی طرف پھیر لیا کہ اب اگر (مراد) نہ ملنے پر بے اعتقادی کا وسوسہ آیا بھی تو اس ولی کی نسبت آئے گا جس سے مدد چاہی تھی، اس میں ایمان تو سلامت رہے گا۔

(فتاوی رضویہ، ج21، ص383، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دلوں پر تصرف

اس کے بعد امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے مستند کتب (بہجۃ الاسرار جس کا تعارف ماقبل میں ہو چکا، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی نزھۃ الخاطر) سے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلوں پر تصرف کے واقعات مکمل سندوں کے ساتھ نقل کیے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

(1) مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اپنی کتاب ''نُزْهَةُ الخَاطِرِ الفَاتِرِ فی ترجمة سیدی الشریف عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' میں فرماتے ہیں ''روی الشیخ الجلیل ابو صالح المغربی رحمه الله تعالیٰ انه قال قال لی سیدی الشیخ ابو مدین قدس سره، یا ابا صالح سافر الی بغداد وأت الشیخ محی الدین عبدالقادر لیعلمك الفقر، فسافرت الی بغداد فلما رأیته رأیت رجلا مارأیت اكثرهیبة منه (فساق الحدیث الی اخره الی ان قال) قلت یا سیدی ارید ان تمدنی ملك بهذا الوصف فنظر نظرة فتفرقت عن قلبی جواذب الارادات كما یتفرق الظلام بهجوم النهار وانا الآن انفق من تلك النظرة'' ترجمہ: یعنی شیخ جلیل ابوصالح مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے روایت کی، مجھ کو میرے شیخ حضرت ابوشعیب مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے ابوصالح! سفر کر کے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر کے حضور حاضر ہو کہ وہ تجھ کو فقر تعلیم فرمائیں، میں بغداد گیا جب حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا میں نے اس ہیبت وجلال کا کوئی بندہ خدا نہ دیکھا تھا حضور نے مجھ کو ایک سو بیس دن یعنی تین چلے خلوت میں بٹھایا پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اے ابوصالح! ادھر کو دیکھو تجھ کو کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی۔ کعبہ معظمہ، پھر مغرب کی طرف اشارہ

کر کے فرمایا: ادھر دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے۔ میں نے عرض کی: میرے پیر ابو مدین۔ فرمایا: کدھر جانا چاہتا ہے کعبہ کو یا اپنے پیر کے پاس؟ میں نے عرض کی: اپنے پیر کے پاس۔ فرمایا: ایک قدم میں جانا چاہتا ہے یا جس طرح آیا تھا؟ میں نے عرض کی: بلکہ جس طرح آیا تھا، فرمایا: یہ افضل ہے۔ پھر فرمایا: اے ابوصالح! اگر تو فقر چاہتا ہے تو ہرگز بے زینہ اس تک نہ پہنچے گا اور اس کا زینہ توحید ہے اور توحید کا مدار یہ ہے کہ عین السر کے ساتھ دل سے ہر خطرہ مٹا دے لوح دل بالکل پاک وصاف کر لے، میں نے عرض کی: اے میرے آقا! میں چاہتا ہوں کہ حضور اپنی مدد سے یہ صفت مجھ کو عطا فرمائیں، یہ سن کر حضور نے ایک نگاہ کرم مجھ پر فرمائی کہ ارادوں کی تمام کششیں میرے دل سے ایسی کافور ہوگئیں جیسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری، اور میں آج تک حضور کی اسی ایک نگاہ سے کام چلا رہا ہوں۔

دیکھئے خاطر (دل) پر اس سے بڑھ کر اور کیا قبضہ ہوگا کہ ایک نگاہ میں دل کو تمام خطرات سے پاک فرما دیا اور نہ فقط اسی وقت بلکہ ہمیشہ کے لئے۔

بہجۃ الاسرار میں امام شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس واقعہ کو یوں بسند صحیح روایت فرمایا کہ ''حدثنا الفقیه ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج بن یعلی الفاسی المالكی المحدث بالقاهرة 671ھ قال اخبرنا جدی حجاج بفاس 623ھ قال حججت مع الشیخ ابی محمد صالح بن ویرجان الدكالی رضی الله تعالیٰ عنه 588ھ فلما كنا بعرفات وافینا بها الشیخ اباالقاسم عمر بن مسعود المعروف بالبزار فتسما لما وجلسا یتذكران ایام الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی الله تعالیٰ عنه فقال الشیخ ابومحمد قال لی سیدی الشیخ ابو مدین رضی الله تعالیٰ عنه یاصالح سافر الی بغداد الحدیث''

یعنی فقیہ محدث ابوالحجاج نے ہم سے حدیث بیان کی کہ میرے جد امجد حجاج بن یعلی بن عیسٰی فاسی نے مجھے خبر دی کہ میں نے شیخ ابومحمد صالح کے ساتھ میں حج کیا، عرفات میں ہم کو حضرت شیخ ابوالقاسم عمر بزار ملے، دونوں شیخ بعد سلام بیٹھ کر حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ذکر فرمانے لگے، ابومحمد صالح نے فرمایا مجھ سے میرے شیخ حضرت شعیب ابومدین نے فرمایا: اے صالح! سفر کرکے بغداد حاضر ہو۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعابشیء، ص52، مصطفی البابی، مصر)

تنبیہ: یہاں سے معلوم ہوا کہ ان شیخ کا نام گرامی صالح ہے اور کنیت ابو محمد ''نزہۃ الخاطر'' میں ابوصالح واقع ہوا سہو قلم ہے۔

(2) اسی بہجۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت صالح یہ روایت فرما چکے تو حضرت سید عمر بزار قدس سرہ نے فرمایا ''وانا ایضا کنت جالسا بین یدیہ فی خلوتہ فضرب بیدہ فی صدری فاشرق فی قبلہ نور علی قدر دائرۃ الشمس ووجدت الحق من وقتی وانا الی الاٰن فی زیادۃ من ذلک النور '' یعنی یونہی میں بھی ایک روز حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سامنے خلوت میں حاضر تھا حضور نے اپنے دست مبارک کو میرے سینے پر مارا، فوراً ایک نور قرص آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا، اور اس وقت سے میں نے حق کو پایا، اور آج تک وہ نور ترقی کر رہا ہے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعابشیء، ص53، مصطفی البابی، مصر)

(3) اسی بہجۃ الاسرار شریف میں اس سند کے ساتھ ہے: حدثنا الشیخ ابوالفتوح محمد ابن الشیخ ابی المحاسن یوسف بن اسمٰعیل التیمی البکری البغدادی قال اخبرنا الشیخ الشریف ابوجعفر محمد بن ابی القاسم العلوی قال اخبرنا الشیخ العارف ابوالخیر بشربن محفوظ ببغداد

بمنزلہ الحدیث یعنی ہم سے شیخ ابوالفتوح محمد صدیق بغدادی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو سید ابوجعفر محمد علوی نے خبر دی کہ ہم سے شیخ عارف باللہ ابوالخیر بشر بن محفوظ بغدادی نے اپنے دولت خانے پر بیان فرمایا کہ ایک روز میں اور بارہ صاحب اور (جن کے نام حدیث میں مفصل مذکور ہیں) خدمت اقدس حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں حاضر تھے کہ حضور نے فرمایا ''لِیَطْلُبْ کُلٌّ مِنْکُمْ حَاجَۃً اُعْطِیْھَا لَہٗ '' ترجمہ: تم میں سے ہر ایک ایک مراد مانگے کہ ہم عطا فرمائیں (اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلق علم ومعرفت اور تین شخصوں نے دنیوی عہدہ ومنصب کی مرادیں مانگیں جو تفصیل مذکور ہیں)

حضور پرنور رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا ''کلا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا '' ترجمہ: ہم ان اہل دین اور اہل دنیا سب کی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے، اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔

خدا کی قسم! جس نے جو مانگا تھا پایا، میں نے یہ مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کہ واردات قلبی میں مجھے تمیز ہو جائے کہ یہ وارد اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے اور یہ نہیں (اوروں کو ان کی مرادیں ملنے کی تفصیل بیان کرکے فرماتے ہیں): ''واما انا فان الشیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ وضع یدہ علی صدری وانا جالس بین یدیہ فی مجلسہ ذلک فوجدت فی الوقت العاجل نورا فی صدری وانا الی الاٰن افرق بہ بین مواردا الحق والباطل وامیز بہ بین احوال الھدی والضلال وکنت قبل ذلک شدید القلق لالتباسھا علق '' ترجمہ: اور میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور کے سامنے حاضر تھا، حضور نے اسی مجلس میں اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا کہ فوراً ایک نور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک میں اسی نور سے تمیز کر لیتا

ہوں کہ یہ وارد حق ہے اور یہ باطل، یہ حال ہدایت ہے اور یہ گمراہی اور اس سے پہلے مجھے تمیز نہ ہوسکنے کے باعث سخت قلق رہا کرتا تھا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعابشیء، ص30,31، مصطفی البابی، مصر)

(4) بہجۃ الاسرار میں ہی اس سند کے ساتھ مذکور ہے: اخبرنا ابو محمدن الحسن ابن ابی عمران القرشی و ابومحمد سالم بن علیا الدمیاطی قال اخبرنا الشیخ العالم الربانی شہاب الدین عمر السہروردی الحدیث یعنی ہمیں ابومحمد قرشی و ابومحمد دمیاطی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہمیں شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار سلسلہ سہروردیہ نے خبر دی کہ مجھے علم کلام کا بہت شوق تھا، میں نے اس کی کتابیں از بر حفظ کرلی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہوگیا تھا میرے عم مکرم پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ کو منع فرماتے تھے اور میں باز نہ آتا تھا ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے، راہ میں مجھ سے فرمایا: اے عمر! ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے دیکھو ان کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے برکت پاؤ۔

جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علم کلام میں آلودہ ہے میں منع کرتا ہوں، نہیں مانتا، حضور نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تم نے علم کلام میں کون سی کتاب حفظ کی ہے؟ میں نے عرض کی: فلاں فلاں کتابیں۔ فامر یدہ علی صدری فواللہ مانزعھا وانا احفظ من تلک الکتب لفظۃ وانسانی اللّٰہ جمیع مسائلھا ولکن وفر اللّٰہ فی صدری العلم اللدنی فی الوقت العاجل فقمت من بین یدیہ و انا انطق بالحکمۃ وقال لی یاعمر انت اخر المشھورین

بالعراق، قال و کان الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان الطریق والتصرف فی الوجود علی التحقیق۔ ترجمہ: حضور نے دست مبارک میرے سینے پر پھیرا، خدا تعالیٰ کی قسم! ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا، اور ان کے تمام مطالب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلا دیے، ہاں! اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا، تو میں حضور کے پاس سے علم الٰہی کا گویا ہوکر (کلام کرتے ہوئے) اٹھا، اور حضور نے مجھ سے فرمایا ملک عراق میں سب سے پہلے نامور تم ہوگے یعنی تمھارے بعد عراق بھر میں کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا، اس کے بعد امام شیخ الشیوخ سہروردی فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ طریق ہیں اور تمام عالم میں یقیناً تصرف فرمانے والے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پھر امام مذکور بسند خود حضرت شیخ نجم الدین تفلیسی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں میرے شیخ حضرت شیخ الشیوخ سہروردی نے مجھے بغداد مقدس میں چلے میں بٹھایا تھا، میں چالیسویں روز میں کیا واقعہ دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں اور پہاڑ کے نیچے انبوہ کثیر جمع ہے حضرت شیخ پیمانے بھر بھر کر جواہر خلق پر پھینکتے ہیں اور لوگ ٹوٹ رہے ہیں جب جواہر کمی پر آتے ہیں خود بخود بڑھ جاتے ہیں گویا چشمے سے ابل رہے ہیں، دن ختم کرکے میں خلوت سے باہر نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جو دیکھا تھا عرض کروں۔ میں کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا: جو تم نے دیکھا وہ حق ہے۔ اور اس جیسے کتنے ہی، یعنی صرف اتنے ہی جواہر نہیں جو تم نے دیکھے، بلکہ اتنے اتنے اور بہت سے ہیں، یہ وہ جواہر ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دئے ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعابشیء، ص32,33، مصطفی البابی، مصر)

اس سے بڑھ کر دلوں پر قابو اور کیا ہوگا کہ ایک ہاتھ مار کر تمام حفظ کی ہوئی کتابیں یکسر محو فرمادیں کہ نہ ان کا ایک لفظ یاد رہے اور نہ اس علم کا کوئی مسئلہ اور ساتھ ہی علم لدنی سے سینہ بھر دیں۔

(5) بہجۃ الاسرار میں اس سند کے ساتھ موجود ہے: حدثنا الشیخ الصالح ابوعبداللہ محمد بن کامل بن ابی المعالی الحسینی قال سمعت الشیخ العارف ابا محمد مفرج بن بنهان بن رکاف الشیبانی ، یعنی ہم سے شیخ صالح ابوعبداللہ محمد حسینی نے حدیث بیان کی کہ میں نے بے شیخ عارف ابومحمد مفرج کو فرماتے سنا کہ جب حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ ہوا فقہائے بغداد سے سو فقیہ کہ فقاہت میں سب سے اعلیٰ اور ذہین تھے، اس بات پر متفق ہوئے کہ انواع علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں، ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کرے تا کہ انھیں جواب سے بند کردیں، یہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضور اقدس کی مجلس وعظ میں آئے، حضرت شیخ مفرج فرماتے ہیں میں اس وقت مجلس وعظ میں حاضر تھا جب وہ فقہاء آکر بیٹھ لئے حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینہ انور سے ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی مگر جسے خدا نے چاہا اس بجلی نے ان سب فقیہوں کے سینوں پر دورہ کیا۔ جس جس کے سینے پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے لگتا ہے۔ پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر ننگے ہو کر منبر اقدس پر گئے اور اپنے سر حضور پرنور کے قدموں پر رکھے، تمام مجلس سے ایک شور اٹھا جس سے میں نے سمجھا کہ بغداد پھر ہل گیا، حضور پرنور ان فقیہوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، یونہی ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرمادئے۔

جب مجلس مبارک ختم ہوئی تو میں ان فقیہوں کے پاس گیا اور ان سے کہا: یہ تمھارا حال کیا ہوا تھا؟ بولے "لما جلسنا فقدنا جميع مانعرفه من العلم حتى كانه نسخ منا فلم يمربنا قط فلما ضمنا الى صدره رجع الى كل منا مانزع عنه من العلم ولقد ذكرنا مسائلنا التى هيأنا حاله وذكر فيها اجوبته" جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا دفعۃ سب ہم سے گم ہو گیا ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہو کر نہ گزرا تھا، جب حضور نے ہمیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس اس کا چھینا ہوا علم پلٹ آیا، ہمیں وہ اپنے مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کیلئے تیار کر کے لے گئے تھے۔ حضور نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلائے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

(بہجۃ الاسرار ،ذکر وعظہ رضی اللہ تعالی عنہ،ص96،مصطفی البابی ،مصر)

اس سے زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا سب بھلا دیں اور پھر ایک آن میں عطا فرمادیں۔

(6) بہجۃ الاسرار میں اس سند کے ساتھ مذکور ہے: اخبرنا الشیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ الابھری وابومحمد سالم الدمیاطی الصوفی قالا سمعنا الشیخ شہاب الدین السھروردی الحدیث ۔یعنی ہمیں ابوالحسن ابہری وابومحمد سالم الدمیاطی الصوفی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کو فرماتے سنا کہ میں اپنے شیخ معظم وعم مکرم سیدی نجیب الدین عبدالقادر سہروردی کے ہمراہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوا، میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب برتا، اور حضور کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زبان ہو کر بیٹھے جب ہم مدرسہ نظامیہ کو واپس آئے میں نے اس ادب کا حال پوچھا۔ فرمایا "كيف لا اتادب مع من صرفه مالكى فى قلبى وحالى وقلوب

الاولياء واحوالهم ان شاء امسكها وان شاء ارسلها ''ترجمہ: میں کیونکر ان کا ادب نہ کروں جن کو میرے مالک نے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب و احوال پر تصرف بخشا ہے۔ چاہیں روک لیں چاہیں چھوڑ دیں۔

(بهجة الاسرار، ذكر الشيخ ابوالنجيب عبدالقاهر السهروردى، ص235، مصطفى البابى، مصر)

کہئے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے۔

(7) اور سب سے اجل و اعلیٰ سنیئے، بہجۃ الاسرار میں اس سندِ صحیح کے ساتھ موجود ہے: حدثنا الشيخ ابومحمد القاسم بن احمد الهاشمی الحرمی، الحنبلی قال اخبرنا الشيخ ابوالحسن علی الخباز قال اخبرنا الشيخ ابوالقاسم عمر بن مسعود البزار ،یعنی شیخ ابومحمد ہاشمی ساکن حرم محترم نے ہم سے حدیث بیان کی کہ انھیں عارف حضرت ابوالحسن علی خباز نے خبر دی کہ انھیں امام اجل عارف اکمل سیدی عمر بزار نے خبر دی کہ میں روزہ جمعہ کو حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ جامع مسجد کو جاتا تھا، راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا، میں نے اپنے جی میں کہا سخت تعجب ہے، ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر وہ اژدحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا، یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور معا لوگ تسلیم و مجرا کے لئے چاروں طرف سے دوڑ پڑے، یہاں تک کہ میرے اور حضور کے بیچ میں حائل ہوگئے، میں اس ہجوم میں حضور سے دور رہ گیا، میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس حالت سے تو وہی پہلا حال اچھا تھا یعنی دولت قرب تو نصیب تھی، یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معا حضور نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسم فرمایا: اور ارشاد فرمایا: اے عمر! تم ہی نے اس کی خواہش کی تھی، اوما علمت ان قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتها عنی و ان شئت

اقبلت بها الی ،یعنی کیا تمھیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں۔

(بهجة الاسرار، فصول من كلامه مرصعا بشئ من عجائب احواله، ص76، مصطفى البابى، مصر)

یہ حدیث کریم (مذکورہ بالا) بعینہٖ انھیں الفاظ سے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے نزہۃ الخاطر الفاتر شریف میں ذکر کی، عارف باللہ سیدی نور الملۃ والدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں اس حدیث کو لاکر ارشاد اقدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں ''نادانستی کہ دلہائے مردماں بدست من است اگر خواہم دلہائے ایشاں راز خود بگردانم و اگر خواہم روئے درخود کنم ''ترجمہ: تو نہیں جانتا کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہے اگر چاہوں تو ان لوگوں کے قلوب از خود پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں۔

(نفحات الانس من حضرات القدس، ترجمہ شیخ ابوعمرو یفینی، ص521، از انتشارات کتاب فروشی محمودی)

یہی تو اس سگ کوئے قادری عفرلہ بمولاہ نے عرض کیا تھا، ع

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد میں عرض کیا تھا،

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر   کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

اس قصیدہ مبارک کے وصل چہارم میں ان اشقیاء کا رد تھا جو حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص شان کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان کے ناپاک کلموں سے غلامان بارگاہ کے قلب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہنچتا اپنے اور اپنے خواجہ تاشوں کی تسکین کو وہ مصرع تھا جس طرح دوسری جگہ عرض کیا ہے،

رنج اعدا کا رضا چارہ ہی کیا ہے جب انھیں
آپ گستاخ رکھے حلم وشکیبائی دوست

اب اس کلام کو ایک حدیث مفیدِ مسلمین ومحافظ ایمان ودین پر ختم کریں، امام ممدوح قدس سرہ، فرماتے ہیں "حدثنا الشیخ الفقیه ابوالحسن علی بن الشیخ ابوالعباس احمد بن المبارك البغدادی الحریمی قال اخبرناا الفقیه الشیخ محمد بن عبداللطیف الترمسی البغدادی الصوفی قال کان شیخنا الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ اذا تکلم بالکلام العظیم یقول عقیبه باللّٰه قولوا صدقت وانما اتکلم عن یقین لاشك فیه انما انطق فانطق واعطی فافرق واومر فافعل والعهدة علی من امرنی ولدیة علی العاقلة تکذیبکم لی سم ساعة لادیانکم وسبب لاذهاب دنیاکم واخرکم اناسیاف اناقتال ویحذرکم اللّٰه نفسه لو لالجام الشریعة علی لسانی لاخبرتکم بما تاکلون وماتدخرون فی بیوتکم انتم بین یدیّ کالقواریر یری مافی بطونکم وظواهر کم لولالجام الحکم علی لسانی لنطق صاع یوسف بما فیه لکن العلم مستجیر بذیل العالم کیلا یبدء مکنونة"

ترجمہ: حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے اس کے بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عزوجل کا عہد ہے کہ کہو حضور نے سچ کہا میں اس یقین سے کلام فرماتا ہوں جس میں اصلا کوئی شک نہیں میں کہلوایا جاتا ہوں تو کہتا ہوں اور مجھے عطا کرتے ہیں تو تقسیم فرماتا ہوں اور مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں، اور ذمہ داری اس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا، اور خون بہا مددگاروں پر، تمھارا میری بات کو جھٹلانا تمھارے دین کے حق میں زہر ہلاہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کردے اور اس

میں تمھاری دنیا وآخرت کی بربادی ہے۔ میں تیغ زن ہوں، میں سخت کش ہوں، اور اللہ تعالٰی تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تمھیں بتادیتا جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو، تم سب میرے سامنے شیشے کی طرح ہو، تمھارے فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمھارے دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے پیش نظر ہے اگر حکم الٰہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو یوسف کا پیمانہ خود بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے، مگر ہے یہ کہ علم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائے۔

(بہجة الاسرار، کلمات اخبر بها عن نفسه، ص24، مصطفی البابی، مصر)

صدقت یاسیدی واللّٰه انت الصادق المصدوق من عند اللّٰه وجلی لسان رسول اللّٰه صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیک وبارک وسلم ذی شرف ومجد وعظم ذکر۔ ترجمہ: اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا۔ قسم خدا کی اللہ عزوجل کے نزدیک اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ بڑے سچے ہیں، آپ پر بھی اللہ کی رحمت وبرکت اور سلام۔ (فتاوی رضویه ملخصاً، ج21، ص383تا395، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

فصل سوم: افضلیتِ غوث پاک رضی اللہ عنہ

سوال: فتاوی رضویہ میں امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا:

زید کہتا ہے کہ جناب محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت میں غوث الثقلین یا قطب الاقطاب نہیں تھے بلکہ سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب اور غوث الثقلین تھے اور جناب سید عبدالقادر جیلانی نے جناب سید احمد کبیر رفاعی سے مدینہ منورہ میں چند اولیاء کے ہمراہ بیعت کی ہے، یہ بیعت اس وقت ہوئی کہ جب سید احمد کبیر رفاعی کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار انور سے دست مبارک نکلا تھا، اور اکثر عرب میں سید عبدالقادر جیلانی کو مذکورہ بالا صفتوں سے کوئی نہیں مانتا، ہاں سید احمد کبیر رفاعی کو مانتے ہیں۔ عمرو کہتا ہے کہ سیدنا احمد کبیر رفاعی کی ولایت اور قطبیت میں ہمیں بالکل کلام نہیں، مگر ان کی فضیلت سیدنا جناب سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر نہیں ہوسکتی، اور مدینہ منورہ کی بیعت کا کسی جگہ ثبوت نہیں ملتا، اور اکثر عرب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی بہت قدر ومنزلت کرتے ہیں اور قطب الاقطاب وغوث الثقلین کی صفتیں حضرت پیران پیر صاحب ہی پر بولی جاتی ہیں۔ یہ بات پیشِ نظر رہے کہ زید کے پیر صاحب سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔

جواب: سب سے پہلے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فضیلت دینے کا معیار اور طریقہ ارشاد فرمایا کہ فضیلت کسے اور کس طرح دینی چاہیے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

فضیلت دینے کا معیار:

اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ تم

فرمادو کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔

(پ3، سورہ آل عمران، آیت73)

اس آیہ کریمہ سے مسلمان کو دو ہدایتیں ہوئیں:

ایک یہ کہ مقبولات بارگاہ احدیت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل دوسرے کو مفضول نہ بتائے کہ فضل تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

دوسرے یہ کہ جب دلیلِ مقبول سے ایک کی افضلیت ثابت ہو تو نفس کی خواہش اپنے ذاتی علاقہ نسب یا نسبت شاگردی یا مریدی وغیرہ کو اصلاً دخل نہ دے کہ فضل ہمارے ہاتھ نہیں کہ اپنے آباو اساتذہ ومشائخ کو اوروں سے افضل ہی کریں جسے خدا نے افضل کیا وہی افضل ہے اگرچہ ہمارا ذاتی علاقہ اس سے کچھ نہ ہو اور جسے مفضول کیا وہی مفضول ہے اگرچہ ہمارے سب علاقے اس سے ہوں، یہ اسلامی شان ہے مسلمان کو اسی پر عمل چاہیے، اکابر خود رضائے الٰہی میں فنا تھے جسے اللہ عزوجل نے ان سے افضل کیا، کیا وہ اس پر خوش ہوں گے کہ ہمارے متوسل ہمیں اس سے افضل بتائیں۔ حاش للہ! وہ سب سے پہلے اس پر ناراض اور سخت غضبناک ہوں گے تو اس سے کیا فائدہ کہ اللہ عزوجل کی عطا کا بھی خلاف کیا جائے اور اپنے اکابر کو بھی ناراض کیا جائے۔

حضرت رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل

حضرت عظیم البرکۃ سیدنا سید احمد کبیر رفاعی قدس اللہ سرہ الکریم بیشک اکابر اولیاء واعاظم محبوبان خدا سے ہیں، امام اجل اوحد سیدی ابو الحسن علی بن یوسف نور الملۃ والدین لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتے ہیں

"الشیخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ هذا الشیخ من اعیان مشائخ العراق واجلاء العارفین وعظماء المحققین وصدار المقربین

صاحب المقامات العلية والجلالة العظيمة والكرامات الجليلة والاحوال السنية والافعال الخارقة والانفاس الصادقة صاحب الفتح الموفق والكشف المشرق والقلب الانوار والسر الاظهر والقدر الاكبر ‘‘ترجمہ: حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرداران مشائخ و اکابر عارفین و اعاظم محققین وافسران مقربین سے ہیں جن کے مقامات بلند اور عظمت رفیع اور کرامتیں جلیل اور احوال روشن اور افعال خارق عادات اور انفاس سچے عجیب فتح اور چمکا دینے والے کشف اور نہایت نورانی دل اور ظاہر تر سر اور بزرگ تر مرتبہ والے۔

(بہجۃ الاسرار و معدن الانوار، الشیخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی، ص235، مصطفی البابی، مصر)

یوں ہی دو ورق میں اس جناب رفعت قباب کے مراتب عالیہ و مناقب سامیہ و کرامات بدیعہ و فضائل رفیعہ ذکر فرماتے ہیں۔

حضرت ممدوح قدس سرہ الشریف کا روضہ انور سید اطہر صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہونا اور یہ اشعار عرض کرنا ہے:

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها تقبل الارض عنی وهی نائبتی
وهذه دولة الاشباح قد حضرت فامدد يمينك کی تحظی بها شفتی

ترجمہ: زمانہ دوری میں میں اپنی روح کو حاضر کرتا تھا وہ میری طرف سے زمین بوسی کرتی، اب جسم کی نوبت ہے کہ حاضر بارگاہ ہے حضور دست مبارک بڑھائیں کہ میرے لب سعادت پائیں۔

(الحاوی للفتاوی، تنویر الحلک فی امکان رؤیة النبی والملک، ج 2، ص261، دار الکتب العلمیة، بیروت)

اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک روضہ انور سے باہر کرنا

اور حضرت احمد رفاعی کا اس کے بوسہ سے مشرف ہونا مشہور و ماثور ہے۔

تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک للامام الجلیل السیوطی میں ہے ’’لما وقف سید احمد الرفاعی تجاہ الحجرة الشریفة قال:

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها تقبل الارض عنی وهی نائبتی
وهذه دولة الاشباح قد حضرت فامدد يمينك کی تحظی بها شفتی
فخرجت اليه اليد الشريفة فقبلها‘‘

ترجمہ: جب میرے سردار احمد رفاعی حجرہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہوئے تو یوں کہا: جب میں دور ہوتا تو اپنی روح کو بھیجتا تھا جو میری نائب ہو کر میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی، یہ زیارت کا وقت ہے میں خود حاضر ہوا ہوں اپنا دست اقدس بڑھائیں تا کہ میرے ہونٹ دست بوسی کی سعادت پائیں۔ چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک آپ کی طرف نکلا جس کو آپ نے چوما۔

(الحاوی للفتاوی، تنویر الحلک فی امکان رؤیة النبی والملک، ج 2، ص261، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اور بعینہٖ یہی کرامت جلیلہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی مذکور و مزبور ہے۔ کتاب تفریح الخاطر مناقب الشیخ عبد القادر میں ہے ’’ذکروا ان الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاء مرة الی المدینة المنوره وقرأبقرب الحجرة الشریفه هذین البیتین (فذکرهما کما مر وقال)فظهرت یده صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصافحها ووضعها علی رأسه رضی اللہ تعالیٰ عنہ‘‘ ترجمہ: راویوں نے ذکر کیا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حاضر سرکار مدینہ نور بار ہو کر روضہ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

دست انور ظاہر ہوا حضرت غوث نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا۔

(تفریح الخاطر مترجم معہ اصل عربی متن ،المنقبۃ الثانیۃ والعشرون،ص 56,57، سنی دارالاشاعت ،فیصل آباد)

اور تعدد سے کوئی مانع نہیں حضور سرکار غوثیت نے پہلا حج (پانچ سو نو ہجری) میں فرمایا ہے، جب عمر شریف اڑتیس سال تھی، حضور سیدی عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سفر میں ہم رکاب تھے حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ام عبیدہ میں خورد سال تھے حضرت کو گیارہواں سال تھا، ممکن کہ اس بار حضور سرکار غوثیت نے یہ اشعار بارگاہ عرش جاہ میں عرض کئے اور ظہور دست اقدس و بوسہ مصافحہ سے مشرف ہوئے ہوں۔

حیث قال احمد بن ابی الحسن المعروف بابن الرفاعی توفی یوم الخمیس الثانی والعشرین من جمادی الاولیٰ سنة ثمان وسبعین وخمسمائة بام عبيدة وهو فی عشر السبعين ،ترجمہ: کہا: احمد ابن ابوالحسن جو کہ ابن رفاعی کے نام سے مشہور ہیں، کا وصال 22 جمادی الاولیٰ 578ھ بروز جمعرات ام عبیدہ کے مقام پر ہوا، چنانچہ آپ ستر کی دہائی میں فوت ہوئے۔

مگر بروایت بہجۃ الاسرار عنقریب آتی ہے اس پر 509ھ میں سات آٹھ برس کے ہونگے انتہا درجہ دس سال کے۔

(وفیات الاعیان ،ترجمہ ابن الرفاعی ،ج1،ص172،دار الثقافت، بیروت)

جب حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہوئے باتباع سرکار غوثیت انہوں نے بھی وہ اشعار عرض کئے اور سرکار کرم کے اس کرم سے مشرف ہوئے ہوں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اس وقت اللہ عزوجل نے ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ انکے لیے خلعت بھیجی اور تمام اولیائے اولین وآخرین کا مجمع ہوا، جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرما گئے تھے ان کی ارواح طیبہ آئیں، ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا، ملائکہ اور رجال الغیب کا اس وقت ہجوم تھا ہوا میں پرے باندھے کھڑے تھے، تمام افق ان سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکادی ہو۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر اخبار المشائخ بالکشف عن بیئة الحال حین قال ذلک،ص 8,9، مصطفی البابی، مصر)

والحمدلله رب العالمين۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا — اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا — اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
تاج فرق عرفا کس کے قدم کو کہیے — سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا
گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے — کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

(6) قال اخبرنا ابو محمد الحسن بن احمد بن محمد و خلف بن احمد بن محمد الحريمی قال اخبرنا جدی محمد بن دنف قال اخبرنا الشيخ ابو القاسم بن ابی بكر بن احمد قال سمعت الشيخ خليفة رضی الله تعالیٰ عنه وكان كثيرا الرؤيالرسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم يقول رأيت رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فقلت له يارسول الله لقد قال الشيخ عبدالقادر قدمی هذه علی رقبة كل ولی الله ، فقال صدق الشيخ عبدالقادر و كفی لا وهو

القطب وانا رعاه۔ ترجمہ: شیخ ابوالقاسم بن ابی بکر احمد نے خبر دی کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر ملکی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سنا اور وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرف ہوا کرتے تھے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا عرض کی یارسول اللہ! شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: عبدالقادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر اخبار المشائخ بالکشف عن ہیئۃ الحال حین قال ذلک، ص10، مصطفی البابی، مصر)

کلبِ بابِ عالی عرض کرتا ہے الحمدللہ! اللہ نے ہمارے آقا کو اس کہنے کا حکم دیا، کہتے وقت ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خلعت بھیجا، تمام اولیاء اولین وآخرین جمع کئے گئے، سب کے مواجہ میں پہنایا گیا، ملائکہ کا جمگھٹ ہوا، رجال الغیب نے سلامی دی، تمام جہان کے اولیاء نے گردنیں جھکادیں، اب جو چاہے راضی ہو، جو چاہے ناراض، جو راضی ہو اس کے لئے رضا، جو ناراض ہو اس کیلئے ناراضی۔ جس کا جی جلے، اس سے کہو مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ مرجاؤ اپنی جلن میں بے شک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔ وللہ الحجۃ البالغہ۔

(7) قال اخبرنا الحسن بن نجیم الحورانی قال اخبرنا الشیخ العارف علی بن ادریس الیعقوبی قال سمعت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول الانس لھم مشائخ والملئکۃ لھم مشائخ وانا شیخ الکل، قال وسمعتہ فی مرض موتہ یقول لاولادہٖ بینی وبینکم وبین الخلق کلھم بعد مابین السماء والارض لاتقیسونی باحد ولا تقیسوا علیَّ احدا۔ ترجمہ: ولی

جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خبر دی، کہا میں نے حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے: آدمیوں کے لئے پیر ہیں، قوم جن کے لئے پیر ہیں، فرشتوں کے لئے پیر ہیں، اور میں سب کا پیر ہوں، اور میں نے حضور کو اس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے: مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان وزمین میں۔ مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخبربھا عن نفسہ الخ، ص22,23، مصطفی البابی، مصر)

اے ہمارے آقا! آپ نے سچ کہا، خدا کی قسم! آپ صادق مصدوق ہیں۔

(8) قال اخبرنا ابوالمعالی صالح بن احمد المالکی قال اخبرنا الشیخ ابوالحسن البغدادی المعروف بالخفاف والشیخ ابومحمد عبداللطیف البغدادی المعروف بالمطرز قال ابوالحسن اخبرنا شیخنا الشیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر الحریمی سنۃ ثمانین وخمسمائۃ وقال ابو محمد اخبرنا شیخنا عبدالغنی بن نقطۃ قال اخبرنا شیخنا ابوعمرو عثمٰن الصریفینی قالا واللہ ما اظھراللہ تعالٰی ولا یظھرالی الوجود مثلا الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ ترجمہ: ہم کو دو مشائخ کرام نے خبر دی، ایک شیخ ابوالحسن بغدادی معروف بہ خفاف، دوسرے شیخ ابومحمد عبداللطیف بغدادی معروف بہ مطرز۔ اول نے کہا ہمارے پیرومرشد حضرت شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی قدس سرہ نے ہمارے سامنے 580ھ میں فرمایا، اور دوم نے کہا ہم کو ہمارے مرشد حضرت عبدالغنی بن نقطہ نے خبر دی کہ ان کے سامنے ان کے مرشد حضرت شیخ ابوعمرو عثمان صریفینی قدس سرہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اولیاء

میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعًا بشیء من عجائب احوالہ مختصرًا، ص25، مصطفی البابی، مصر)

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم

کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

(9) قال اخبرنا الشیخ ابو المحاسن یوسف بن احمد البصری قال سمعت الشیخ العالم اباطالب عبدالرحمٰن بن محمد الهاشمی الواسطی قال سمعت الشیخ القدوۃ جمال الدین ابا محمد بن عبدالبصری بها یقول وقد سئل عن الخضر علیہ الصلوٰۃ والسلام أحی هو ام میت قال اجتمعت بابی العباس الخضر علیه الصلوٰة والسلام وقلت اخبرنی عن حال الشیخ عبدالقادر قال هو فرد الاحباب وقطب الاولیاء فی هذا الوقت وما والله تعالیٰ ولیا الی مقام الا و کان الشیخ عبدالقادر اعلاه ولا سقی الله حبیبًا کأسامن حبه الا و کان للشیخ عبدالقادر اهناه، ولا وهب الله لمقرب حالا الا و کان الشیخ عبدالقادر اجله، وقد اودعه الله تعالیٰ سرامن اسراره سبق به جمهور الاولیاء وما اتخذالله ولیا کان اول یکون الا وهو متأدب معه الی یوم القیٰمة ۔ ترجمہ: میں نے شیخ امام جمال الملۃ والدین حضرت ابومحمد بن عبد بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بصرہ میں سنا، ان سے سوال ہوا تھا کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں یا انتقال ہوا؟ فرمایا: میں حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا اور عرض کی: مجھے حضرت شیخ عبدالقادر کے حال سے خبر دیجئے۔ حضرت خضر نے فرمایا: وہ آج تمام محبوبوں میں یکتا اور تمام اولیاء کے قطب ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا جس سے اعلیٰ مقام شیخ عبدالقادر کو نہ دیا ہو نہ

کسی حبیب کو اپنا جام محبت پلایا جس سے خوشگوار تر شیخ عبدالقادر نے نہ پیا ہو، نہ کسی مقرب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبدالقادر اس سے بزرگ تر نہ ہوں۔ اللہ نے ان میں اپنا وہ راز ودیعت رکھا ہے جس سے وہ جمہور اولیاء پر سبقت لے گئے، اللہ نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک دے سب شیخ عبدالقادر کے حضور ادب کئے ہوئے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر الشیخ ابو محمد القاسم بن عبدالبصری، ص173، مصطفی البابی، مصر)

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

(10) قال اخبرنا الشریف ابوعبدالله محمد بن الخضر الحسینی الموصلی، قال سمعت ابی یقول کنت یوما جالسابین یدی سیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخطر فی قلبی زیارة الشیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ فقال لی الشیخ احمد؟ قلت نعم فاطرق یسیرًا، ثم قال لی یاخضرها الشیخ احمد فاذا انا بجانبه فرأیت شیخًامهابافقمت الیه وسلمت علیه، فقال لی یاخضرو من یری مثل الشیخ عبدالقادر سید الاولیاء یتمنی رؤیة مثلی وهل انا الامن رعیته ثم غاب وبعدوفاة الشیخ انحدرت من بغداد الی ام عبیدة لازوره، فلما قدمت علیه اذا هو الشیخ الذی رأیته فی جانب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ذلك الوقت لم تجددرؤیته عندی زیادة معرفة به فقال لی یاخضر الم تکفك الاولی۔ ترجمہ: ہم کو سید حسینی ابوعبداللہ محمد بن خضر موصلی نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے سنا کہ ایک روز میں حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر تھا میرے دل میں خطرہ آیا کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کروں،

حضور نے فرمایا: کیا شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ حضور نے تھوڑی دیر سر مبارک جھکایا پھر مجھ سے فرمایا: اے خضر! لو یہ ہیں شیخ احمد۔ اب جو میں دیکھوں تو اپنے آپ کو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا اور میں نے اُن کو دیکھا کہ رعب دار شخص ہیں میں کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا۔ اس پر حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا: اے خضر! وہ جو شیخ عبدالقادر کو دیکھے جو تمام اولیاء کے سردار ہیں وہ میرے دیکھنے کی تمنا کرے، میں تو انہیں کی رعیت میں سے ہوں۔ یہ فرما کر میری نظر سے غائب ہو گئے پھر حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس کے بعد بغداد شریف سے حضرت سیدی احمد رفاعی کی زیارت کو ام عبیدہ گیا انہیں دیکھا تو وہی شیخ تھے جن کو میں نے اس دن حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دیکھا تھا۔ اس وقت کے دیکھنے نے کوئی اور زیادہ ان کی شناخت مجھے نہ دی۔ حضرت رفاعی نے فرمایا: اے خضر! کیا پہلی تمہیں کافی نہ تھی!

(بہجة الاسرار، ذکر احمد بن ابی الحسن الرفاعی، ص237,238، مصطفی البابی، مصر)

(11) قال اخبرنا ابو القاسم محمد بن عبادة الانصاری الحلبی قال سمعت الشیخ العارف اباسحق ابراهیم بن محمود البعلبکی المقری قال سمعت شیخنا الامام ابا عبدالله محمد البطائحی، قال انحدرت فی حیاة سید الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی ام عبیدة، واقمت برواق الشیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایامافقا ل لی الشیخ احمد یوماً اذکر لی شیئامن مناقب الشیخ عبدالقادر وصفاته فذکرت له شیئامنها، فجاء رجل فی اثناء حدیثی فقال لی مه لاتذکر عندنا مناقب غیر مناقب هذا، اواشار الی الشیخ احمد فنظر الیه الشیخ احمد مغضبا، فرفع الرجل من بین یدیه میتاثم قال ومن یستطع وصف مانقب الشیخ عبدالقادر ومن

یبلغ مبلغ الشیخ عبدالقادر ذلک رجل بحر الشرعة عن یمینه، وبحر الحقیقة عن یساره، من ایهما شاء اغترف الشیخ عبدالقادر لاثانی له فی عصرنا هذا، قال وسمعته یوما یوصی اولاد اخته واکابر اصحابه، وقدجاء رجل یوعده مسافرًا الی بغداد قال له اذا دخلت الی بغداد فلا تقدم علی زیارة الشیخ عبدالقادر شیئًا ان کان حیا ولا علی زیارة قبره ان کان میتا، فقد اخذله العهد ایما رجل من اصحاب الاحوال دخل بغداد ولم یزره سلب حاله ولو قبیل الموت، ثم قال والشیخ محی الدین عبدالقادر حسرة علی من لم یره رضی اللہ عنہ۔ ترجمہ: امام ابوعبداللہ بطائحی کو سنا کہ فرماتے تھے: میں حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ام عبیدہ گیا اور حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں چند روز مقیم رہا ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا ہمیں حضرت شیخ عبدالقادر کے کچھ مناقب واوصاف سناؤ، میں نے کچھ مناقب شریف ان کے سامنے بیان کئے، میرے اثنائے بیان میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کیا ہے اور حضرت سید رفاعی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہمارے سامنے ان کے سوا کسی کے مناقب ذکر نہ کرو، یہ سنتے ہی حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ فوراً اس کا دم نکل گیا لوگ اس کی لاش اٹھا کر لے گئے، پھر حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر کے مناقب کون بیان کر سکتا ہے، شیخ عبدالقادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے، شریعت کا دریا ان کے دہنے ہاتھ پر ہے اور حقیقت کا دریا ان کے بائیں ہاتھ پر، جس میں سے چاہیں پانی پی لیں، ہمارے اس وقت میں شیخ عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں۔ امام ابوعبداللہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضرت رفاعی کو سنا کہ اپنے بھانجوں اور اکابر مریدین کو وصیت

فرماتے تھے ایک شخص بغداد مقدس کے ارادے سے ان سے رخصت ہونے آیا تھا فرمایا جب بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبدالقادر اگر دنیا میں تشریف فرما ہوں تو ان کی زیارت اور پردہ فرما جائیں تو ان کے مزار مبارک کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرنا کہ اللہ عزوجل نے ان سے عہد فرما رکھا ہے کہ جو کوئی صاحبِ حال بغداد آئے اور ان کی زیارت کو نہ حاضر ہو اس کا حال سلب ہوجائے اگرچہ اس کے مرتے وقت، پھر حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر حسرت ہے اس پر جسے ان کا دیدار نہ ملا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر الشیخ احمد بن الحسن الرفاعی، ص238، مصطفی البابی، مصر)

یہ کمینہ بندہ بارگاہ عرض کرتا ہے:

اے حسرت آنا نکہ ندیدند جمالت
محروم مدار ایں سگ خود راز نوالت

ترجمہ: جنہوں نے آپ کا جمال نہ دیکھا ان پر حسرت ہے، اپنے اس کتے کو اپنی عطا سے محروم نہ رکھیں۔

مسلمان ان احادیث صحیحہ جلیلہ کو دیکھے اور اس شخص کے مثل اپنا حال ہونے سے ڈرے جس کا خاتمہ حضرت غوثیت کی شان میں گستاخی اور حضرت سید رفاعی کے غضب پر ہوا، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ اے شخص! ظاہرِ شریعت میں حضرت سرکار غوثیت کی محبت بایں معنیٰ رکنِ ایمان نہیں کہ جو ان سے محبت نہ رکھے شرع اسے فی الحال کافر کہے یہ تو صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے لئے ہے مگر واللہ کہ ان کے مخالف سے اللہ عزوجل نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے خصوص کا انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے، عبدالقادر کا انکار قادر مطلق عزجلالہ کے انکار کی طرف کیوں نہ لے جائے گا۔

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی   دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے   کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

تذنیل: اخیر میں ہم دو جلیل القدر اجلۃ المشاہیر علماء کبار مکہ معظمہ کے کلمات ذکر کریں جن کی وفات کو تین تین سو برس سے زائد ہوئے، اول امام اجل ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، دوم علامہ علی قاری مکی حنفی صاحبِ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ وغیرہا کتب جلیلہ۔ دو غرض سے:

ایک یہ کہ اگر دو مطرودوں، مخذولوں، گمناموں، مجہولوں واسطی وقرمانی کی طرح کسی کے دل میں کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف سے آگ ہو تو ان سے لاگ کی تو کوئی وجہ نہیں یہ بالاتفاق اجلہ اکابر علماء ہیں۔

دوسرے یہ کہ دونوں صاحب اکابر مکہ معظمہ سے ہیں، تو اس افتراء کا جواب ہوگا جو مخالف نے اہل عرب پر کیا حالانکہ غالباً تاریخ الحرمین وغیرہ میں ہے، اور حاضری حرمین طیبین سے مشرف ہونے والا جانتا ہے کہ اہل حرمین طیبین بعدِ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اٹھتے بیٹھتے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہیں اور حضور کے برابر کسی کا نام نہیں لیتے۔ ان حضرات کی بھی گیارہ ہی عبارات نقل کریں:

(1) علامہ علی قاری حنفی مکی متوفی 1014ھ کتاب نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر میں فرماتے ہیں "لقد بلغنی عن بعض الاکابر ان الامام الحسن ابن سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما لما ترک الخلافۃ لما فیھا من الفتنۃ والآفۃ عوضہ اللہ سبحنہ وتعالیٰ القطبیۃ الکبریٰ فیہ وفی نسلہ وکان رضی اللہ تعالیٰ عنہ القطب الاکبر سیدنا السید الشیخ عبدالقادر ہو القطب الاوسط والمہدی خاتمۃ الاقطاب" ترجمہ: بیشک مجھے اکابر سے پہنچا

کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بخیال فتنہ وبلا یہ خلافت ترک فرمائی اللہ عزوجل نے اس کے بدلے ان میں اور انکی اولاد امجاد میں غوثیت عظمیٰ کا مرتبہ رکھا۔ پہلے قطب اکبر خود حضور سید امام حسن ہوئے اور اوسط میں صرف حضور سیدنا سید عبدالقادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(نزہۃ الخاطر الفاترفی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر ،ص6،قلمی نسخہ)

(2) اسی میں ہے ’’من مشائخہ حمادالدباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی ان یوما کان سید نا عبدالقادر عندہ فی رباطہ ولما غاب من حضرتہ قال ان ھذا الاعجمی الشریف قدماً یکون علی رقاب اولیاء اللہ یصیر ماموراً من عند مولاہ بان یقول قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ ویتواضع لہ جمیع اولیاء اللہ فی زمانہ ویعظمونہ لظھور شانہ ’’ترجمہ: حضرت حماد دباس حضور سیدنا غوث اعظم کے مشائخ سے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ایک روز انہوں نے سرکار غوثیت کی غیبت میں فرمایا، ان جوان سید کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا انہیں اللہ عزوجل حکم دے گا کہ فرمائیں میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اور ان کے زمانے میں جمیع اولیاء اللہ انکے لئے سر جھکائیں گے، اور ان کے ظہور مرتبہ کے سبب ان کی تعظیم بجالائیں گے۔

(نزہۃ الخاطر الفاترفی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر ،ص8،قلمی نسخہ)

مامور من اللہ ہونا ملحوظ رہے اور جمیع اولیاء زمانہ میں بے شک حضرت سیدی رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی داخل۔

(3) اسی میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ "فرمانا اور اولیاء حاضرین وغائبین کا گردنیں جھکانا اور قدم مبارک اپنی گردنوں پر لینا اور ایک شخص کا انکار کرنا اور اس کی ولایت سلب ہوجانا بیان

کر کے فرماتے ہیں ’’وھذا تنبیہ بینۃ علی انہ قطب الاقطاب والغوث الاعظم ’’ترجمہ: یہ روشن دلیل قاطع ہے اس پر کہ حضور تمام قطبوں کے قطب اور غوث اعظم ہیں۔ (نزہۃ الخاطر الفاترفی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر ،ص9,10،قلمی نسخہ)

(4) اسی میں ہے ’’ومن کلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحدثا بنعم اللہ تعالیٰ علیہ بینی وبینکم وبین الخلق کلھم بعد مابین السماء والارض فلاتقیسونی باحد ولاتقیسواعلی احدًا یعنی فلایقاس الملوک بغیرھم وھذا کلہ من فتوح الغیب المبرء من کل عیب ’’ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی اپنے اوپر نعمتیں ظاہر فرمانے کا جو کلام ارشاد فرمایا ان میں سے یہ ہے کہ فرمایا مجھ میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان وزمین میں، مجھے کسی سے نسبت نہ دو اور مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو۔ اس پر علامہ علی قاری فرماتے ہیں اس لئے کہ سلاطین کا رعیت پر قیاس نہیں ہوتا اور یہ سب غیب کے فتوحات سے ہے جو ہر عیب سے پاک وصاف ہے۔

(5) اسی میں ہے ’’وعن عبداللہ بن علی بن عصرون التمیمی الشافعی قال دخلت وانا شاب الی بغدادفی طلب العلم وکان ابن السقایومئذ رفیقی فی الاشتغال بالنظامیۃ وکنانتعبد ونزور الصالحین وکان رجل ببغدادیقال لہ الغوث، وکان یقال عنہ انہ یظھر اذا شاء ویخفی اذا شاء فقصدت انا وابن السقا والشیخ عبدالقادر الجیلانی وھو شاب یومئذالی زیارتہ فقال ابن السقاونحن فی الطریق الیوم اسألہ عن مسئلۃ لایدری لھا جوابا، فقلت وانا اسئلہ عن مسئلۃ فانظر ماذایقول فیھا وقال سیدی الشیخ عبدالقادر قدس سرہ الباھر معاذا للہ ان اسألہ شیئا وانا بین یدیہ اذًا

انظر برکات رویته فلما دخلنا علیه لم نره فی مکانه فمکثنا ساعة فاذا
هو جالس فنظر الی ابن السقامغضباوقال له ویلك یا ابن السقا تسألنی عن
مسئلة لم أردلها جوابا،هی کذا وجوابها کذا،انی لاری نار الکفر تلهب
فیك۔ثم نظرالی وقال یاعبدالله تسألنی عن مسألة لتنظر ماأقول فیها هی
کذاوجوابها کذا لتخرن علیك الدنیا الی شحمتی اذنیك باساء ة ادبك۔
ثم نظر الی سید عبدالقادر وادناه منه واکرمه وقال له یا عبدالقادر لقد
ارضیت الله ورسوله بادبك کانّی اراك ببغدادوقد صعدت علی الکرسی
متکلما علی الملا وقلت قدمی هذهٖ علی رقبة کل ولی الله ، وکانّی اری
الاولیاء فی وقتك وقد حنوا رقبهم اجلالا لك، ثم غاب عنا لوقته فلم نره
بعد ذلك ، قال واما سیدی الشیخ عبدالقادر فانه ظهرت امارة قربهٖ من الله
عزوجل واجتمع علیه الخاص والعام، وقال قدمی هذهٖ علی رقبة کل ولی الله
واقرت الاولیاء بفضله فی وقته واما ابن السقافرأی بنتا للملك حسینة ففتن
بها وسأل ان یزوجها به فابی الاان یتنصّرفاجابه الی ذلك ۔ والعیاذبالله
تعالیٰ۔ واما انا فجئت الی دمشق واحضرنی السلطان نور الدین الشهید
وولانی علی الاوقات فولیتها واقبلت علی الدنیا اقبالا کثیراقصدق کلام
الغوث فینا کلنا ''ترجمہ:عبداللہ بن علی بن عصرون تمیمی شافعی سے روایت ہے میں
جوانی میں طلبِ علم کے لئے بغداد گیا اس زمانے میں ابن السقامدرسہ نظامیہ میں
میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا،ہم عبادت کرتے اور صالحین کی زیارت کرتے تھے،بغداد
میں ایک صاحب کوغوث کہتے ،اوران کی یہ کرامت مشہورتھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں
جب چاہیں نظروں سے چھپ جائیں،ایک دن میں اورابن السقااوراپنی نوعمری کی

حالت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ان غوث کی زیارت کو گئے ، راستے میں ابن
السقا نے کہا آج ان سے وہ مسئلہ پوچھوں گا جس کا جواب انہیں نہ آئے گا۔ میں نے
کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں ،حضرت شیخ عبدالقادر
قدس سرہ الاعلیٰ نے فرمایا معاذ اللہ کہ میں ان کے سامنے ان سے کچھ پوچھوں میں تو انکے
دیدار کی برکتوں کا نظارہ کروں گا۔ جب ہم ان غوث کے یہاں حاضر ہوئے ان کو اپنی
جگہ نہ دیکھا تھوڑی دیر میں دیکھا تشریف فرما ہیں ابن السقا کی طرف نگاہ غضب کی
اور فرمایا : تیری خرابی اے ابن السقا! تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ
آئے ، تیرا مسئلہ یہ ہے اوراس کا جواب یہ ہے، بے شک میں کفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی
دیکھ رہا ہوں۔ پھر میری طرف نظر کی اور فرمایا اے عبداللہ ! تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے
کہ میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اوراس کا جواب یہ،ضرورتم پر دنیا اتنا گوبر
کرے گی کہ کان کی لُو تک اس میں غرق ہوگے، بدلہ تمہاری بے ادبی کا۔ پھر حضرت
شیخ عبدالقادر کی طرف نظر کی اور حضور کو اپنے نزدیک کیا اور حضور کا اعزاز کیا اور فرمایا
:اے عبدالقادر! بے شک آپ نے اپنے حسن ادب سے اللہ ورسول کو راضی کیا گویا
میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمع بغداد میں کرسی وعظ پر تشریف لے گئے اور
فرمارہے ہیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر،اور تمام اولیائے وقت نے آپکی
تعظیم کیلئے گردنیں جھکائی ہیں۔ وہ غوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئے پھر
ہم نے انہیں نہ دیکھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو نشان قرب ظاہر
ہوئے کہ وہ اللہ عزوجل کے قرب میں ہیں خاص وعام ان پر جمع ہوئے اورانہوں نے
فرمایا: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اوراولیاء وقت نے اس کا ان کے لئے
اقرار کیا،اورابن السقا ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوااس سے نکاح

کی درخواست کی اس نے نہ مانا مگر یہ نصرانی ہو جائے، اس نے یہ نصرانی ہونا قبول کرلیا، والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔ رہا میں، میرا دمشق جانا ہوا، وہاں سلطان نورالدین شہید نے مجھے افسر اوقاف کیا اور دنیا بکثرت میری طرف آئی۔ غوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا۔

(نزہۃ الخاطر والفاتر فی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر، ص32، قلمی نسخہ)

اولیاءِ وقت میں حضرت رفاعی بھی ہیں۔

یہ مبارک روایت بہجۃ الاسرار شریف میں دوسندوں سے ہے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر اخبار المشایخ منہ بذلک، ص6، مصطفی البابی، مصر)

اور ایک یہی کیا، علامہ علی قاری نے اس کتاب میں چالیس روایات اور بہت کلمات کہ ذکر کئے سب بہجۃ الاسرار شریف سے ماخوذ ہیں، یونہی اکابر ہمیشہ اس کتاب مبارک کی احادیث سے استناد کرتے آئے مگر محروم محروم۔

(6) اسی میں ہے ’’قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء یعرضون علی وان بؤبؤعینی فی اللوح المحفوظ انا حجۃ اللہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ووارثہ فی الارض ویقول الانس لھم مشائخ والجن لھم مشائخ والملئکۃ لھم مشائخ وانا شیخ الکل، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ونفعنابہ ‘‘ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا" مجھے عزت پروردگار کی قسم! بے شک سعید وشقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، بیشک میری آنکھ کی پُتلی لوح محفوظ میں ہے، میں تم سب پر اللہ کی حجت ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور تمام زمین میں ان کا وارث ہوں اور فرمایا کرتے: آدمیوں کے پیر ہیں، قوم جن کے پیر ہیں، فرشتوں کے پیر ہیں اور میں ان سب کا پیر ہوں۔ (علی قاری اسے نقل کر کے عرض کرتے ہیں) اللہ عزوجل کی رضوان

حضور پر ہو اور حضور کے برکات سے ہم کو نفع دے۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر، ص32، قلمی نسخہ)

(7) اسی میں ہے ’’روی عن السید الکبیر القطب الشھیر سید احمد الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال الشیخ عبدالقادر بحر الشریعۃ عن یمینہ وبحر الحقیقۃ عن یسارہ من ایھما شاء اغترف السید عبدالقادر لاثانی لہ فی عصرنا ھذا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ‘‘ترجمہ: سید کبیر قطب شہیر سید احمد الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: شیخ عبدالقادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندران کے دہنے ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندران کے بائیں ہاتھ، جس میں سے چاہیں پانی پی لیں۔ اس ہمارے وقت میں سید عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر، ص34، قلمی نسخہ)

(8) امام ابن حجر مکی شافعی متوفی 974ھ اپنے فتاوٰی حدیثیہ میں فرماتے ہیں ’’انھم قد یؤمرون تعریفا لجاھل او شکرا وتحدثا بنعمۃ اللہ تعالیٰ کما وقع الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ بینما ھو بمجلس وعظہ واذا ھو یقول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تعالیٰ فاجابہ فی تلک الساعۃ اولیاء الدنیا قال جماعۃ بل واولیاء الجن جمیعھم وطأطؤا رءوسھم وخضعوالہ واعترفوا بماقالہ الارجل باصبھان فابی فسلب حالہ ‘‘ترجمہ: کبھی اولیاء کو کلماتِ بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ جوان کے مقامات عالیہ سے ناواقف ہے اسے اطلاع ہو یا شکر الٰہی اور اس کی نعمت کا اظہار کرنے کے لئے جیسا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہوا کہ انہوں نے اپنی مجلس وعظ میں دفعۃً فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، فوراً تمام دنیا کے اولیاء نے قبول کیا اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیاءِ جن نے بھی، اور سب نے اپنے

سرجھکادئے اور سرکار غوثیت کے حضور جھک گئے اوران کے اس ارشاد کا اقرار کیا مگر اصفہان میں ایک شخص منکر ہوا فوراً اس کا حال سلب ہوگیا۔

(الفتاوی الحدیثیة ،مطلب فی قول الشیخ عبدالقادرقدمی ہذہ الخ،ص 414، داراحیاء التراث العربی ، بیروت)

(9) پھر فرمایا''وممن طأطأرأسه ابوالنجیب السهروردی وقال علی رأسی واحمدالرفاعی قال علی رقبتی وحمیدمنهم وسئل فقال الشیخ عبدالقادر یقول کذا وکذا،وابو مدین فی المغرب وانا منهم اللهم انی اشهدك واشهدملئكتك انی سمعت واطعت ، وكذا الشیخ عبدالرحیم القناوی مدّعنقه وقال صدق الصادق المصدوق ''ترجمہ:حضور کے ارشاد پر جنہوں نے اپنے سرجھکائے ان میں سے (سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے پیران پیر) حضرت سید عبد القاہر ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں انہوں نے اپنا سر مبارک جھکادیا اور کہا (گردن کیسی) میرے سر پر میرے سر پر۔اوران میں سے حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں انہوں نے کہا میری گردن پر،اور کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے جن کی گردن پر حضور کا پاؤں ہے،اس کہنے اور گردن جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ:میرا پاؤں ہر ولی کی گردن پر۔لہذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے،اورانہیں میں حضرت سید ابومدین شعیب مغربی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں انہوں نے سرمبارک جھکایا اور کہا میں بھی انہیں میں ہوں الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے قدمی کا ارشاد سنا اور حکم مانا،اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی گردن مبارک بچھائی اور کہا سچ فرمایا،مانے ہوئے سچے نے ،رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔

(الفتاوی الحدیثیة، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادرقدمی ہذاعلی رقبه الخ،ص414، داراحیاء

رضی اللہ تعالی عنہ کو فرماتے سنا کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔اس وقت اللہ عزوجل نے ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ انکے لیے خلعت بھیجی اور تمام اولیائے اولین وآخرین کا مجمع ہوا،جوزندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرماگئے تھے ان کی ارواح طیبہ آئیں،ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا،ملائکہ اور رجال الغیب کا اس وقت ہجوم تھا ہوا میں پَرے باندھے کھڑے تھے،تمام افق ان سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکادی ہو۔

(بہجة الاسرار،ذکر اخبار المشائخ بالکشف عن بیئة الحال حین قال ذلک،ص 8,9،مصطفی البابی، مصر)

والحمدلله رب العالمین۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا ۔۔۔ اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلی تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا ۔۔۔ اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
تاج فرق عرفا کس کے قدم کو کہیے ۔۔۔ سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا
گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے ۔۔۔ کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

(6) قال اخبرنا ابومحمد الحسن بن احمد بن محمد وخلف بن احمد بن محمد الحریمی قال اخبرنا جدی محمد بن دنف قال اخبرنا الشیخ ابوالقاسم بن ابی بکر بن احمد قال سمعت الشیخ خلیفة رضی اللہ تعالی عنہ وکان کثیرا الرؤیالرسول الله صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول رأیت رسول الله صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فقلت له یارسول الله لقد قال الشیخ عبدالقادر قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله ، فقال صدق الشیخ عبدالقادرو کفی لاوهو

القطب وانا ارعاه۔ ترجمہ: شیخ ابوالقاسم بن ابی بکر احمد نے خبر دی کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر ملکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرف ہوا کرتے تھے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا عرض کی یا رسول اللہ! شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عبدالقادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر اخبار المشائخ بالکشف عن ہیئۃ الحال حین قال ذلک، ص10 ،مصطفی البابی ،مصر)

کلب باب عالی عرض کرتا ہے الحمدللہ! اللہ نے ہمارے آقا کو اس کہنے کا حکم دیا، کہتے وقت ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلعت بھیجا، تمام اولیاء اولین و آخرین جمع کئے گئے، سب کے مواجہہ میں پہنایا گیا، ملائکہ کا جمگھٹ ہوا، رجال الغیب نے سلامی دی، تمام جہان کے اولیاء نے گردنیں جھکا دیں، اب جو چاہے راضی ہو، جو چاہے ناراض، جو راضی ہو اس کے لئے رضا، جو ناراض ہو اس کیلئے ناراضی۔ جس کا جی جلے، اس سے کہو مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ مرجاؤ اپنی جلن میں بے شک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔ وللہ الحجۃ البالغہ۔

(7) قال اخبرنا الحسن بن نجیم الحورانی قال اخبرنا الشیخ العارف علی بن ادریس الیعقوبی قال سمعت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول الانس لهم مشائخ والملئکۃ لهم مشائخ وانا شیخ الکل، قال وسمعتہ فی مرض موتہ یقول لاولادہ بینی وبینکم وبین الخلق کلهم بعد مابین السماء والارض لاتقیسونی باحد ولا تقیسوا علیّ احدا۔ ترجمہ: ولی

جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی، کہا میں نے حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے: آدمیوں کے لئے پیر ہیں، قوم جن کے لئے پیر ہیں، فرشتوں کے لئے پیر ہیں، اور میں سب کا پیر ہوں، اور میں نے حضور کو اس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے: مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں۔ مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخبربہا عن نفسہ الخ، ص22,23، مصطفی البابی، مصر)

اے ہمارے آقا! آپ نے سچ کہا، خدا کی قسم! آپ صادق مصدوق ہیں۔

(8) قال اخبرنا ابوالمعالی صالح بن احمد المالکی قال اخبرنا الشیخ ابوالحسن البغدادی المعروف بالخفاف والشیخ ابو محمد عبداللطیف البغدادی المعروف بالمطرز قال ابوالحسن اخبرنا شیخنا الشیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر الحریمی سنۃ ثمانین وخمسمائۃ وقال ابو محمد اخبرنا شیخنا عبدالغنی بن نقطۃ قال اخبرنا شیخنا ابوعمرو عثمٰن الصریفینی قالا واللہ ما اظہر اللہ تعالیٰ ولا یظہر الی الوجود مثلا لشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ترجمہ: ہم کو دو مشائخ کرام نے خبر دی، ایک شیخ ابوالحسن بغدادی معروف بہ خفاف، دوسرے شیخ ابو محمد عبداللطیف بغدادی معروف بہ مطرز۔ اول نے کہا ہمارے پیر و مرشد حضرت شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی قدس سرہ نے ہمارے سامنے 580ھ میں فرمایا، اور دوم نے کہا ہم کو ہمارے مرشد حضرت عبدالغنی بن نقطہ نے خبر دی کہ ان کے سامنے ان کے مرشد حضرت شیخ ابوعمرو عثمان صریفینی قدس سرہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اولیاء

میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ مرصعابشیء من عجائب احوالہ مختصرا، ص25، مصطفی البابی، مصر)

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم

کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

(9) قال اخبرنا الشیخ ابو المحاسن یوسف بن احمد البصری قال سمعت الشیخ العالم اباطالب عبدالرحمٰن بن محمد الهاشمی الواسطی قال سمعت الشیخ القدوة جمال الدین ابا محمد بن عبدالبصری بها یقول وقد سئل عن الخضر علیہ الصلوٰۃ والسلام أحی هو ام میت قال اجتمعت بابی العباس الخضر علیه الصلوٰة و السلام وقلت اخبرنی عن حال الشیخ عبدالقادرقال هو فرد الاحباب وقطب الاولیاء فی هذا الوقت وما والله تعالیٰ ولیا الی مقام الاو کان الشیخ عبدالقادر اعلاه ولا سقی الله حبیبًا کأسامن حبه الا و کان للشیخ عبدالقادراهناه ، ولا وهب الله لمقرب حالا الا و کان الشیخ عبدالقادر اجله ، وقد اودعه الله تعالیٰ سرامن اسراره سبق به جمهور الاولیاء وما اتخذالله ولیا کان اول یکون الا وهو متأدب معه الی یوم القیٰمة ۔ ترجمہ: میں نے شیخ امام جمال الملۃ والدین حضرت ابومحمد بن عبدبصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بصرہ میں سنا، ان سے سوال ہوا تھا کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں یا انتقال ہوا؟ فرمایا: میں حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا اور عرض کی: مجھے حضرت شیخ عبدالقادر کے حال سے خبر دیجئے۔ حضرت خضر نے فرمایا: وہ آج تمام محبوبوں میں یکتا اور تمام اولیاء کے قطب ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا جس سے اعلیٰ مقام شیخ عبدالقادر کو نہ دیا ہو نہ

کسی حبیب کو اپنا جام محبت پلایا جس سے خوشگوار تر شیخ عبدالقادر نے نہ پیا ہو، نہ کسی مقرب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبدالقادر اس سے بزرگ تر نہ ہوں۔ اللہ نے ان میں اپنا وہ راز ودیعت رکھا ہے جس سے وہ جمہور اولیاء پر سبقت لے گئے، اللہ نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک دے سب شیخ عبدالقادر کے حضور ادب کئے ہوئے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر الشیخ ابو محمد القاسم بن عبدالبصری، ص173، مصطفی البابی، مصر)

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

(10) قال اخبرنا الشریف ابوعبدالله محمد بن الخضرالحسینی الموصلی، قال سمعت ابی یقول کنت یوما جالسابین یدی سیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخطر فی قلبی زیارة الشیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ فقال لی الشیخ احمد؟قلت نعم فاطرق یسیرًا،ثم قال لی یاخضرها الشیخ احمد فاذا انا بجانبه فرأیت شیخًامهابافقمت الیه وسلمت علیه ،فقال لی یاخضرو من یری مثل الشیخ عبدالقادر سید الاولیاء یتمنی رؤیة مثلی وهل انا الامن رعیته ثم غاب وبعدوفاة الشیخ انحدرت من بغداد الی ام عبیدة لازوره ، فلما قدمت علیه اذا هو الشیخ الذی رأیته فی جانب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ذلك الوقت لم تجددرؤیته عندی زیادة معرفة به فقال لی یاخضر الم تکفك الاولی۔ ترجمہ: ہم کو سید حسینی ابوعبداللہ محمد بن خضر موصلی نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے سنا کہ ایک روز میں حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر تھا میرے دل میں خطرہ آیا کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کروں،

حضور نے فرمایا: کیا شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ حضور نے
تھوڑی دیر سر مبارک جھکایا پھر مجھ سے فرمایا: اے خضر! لو یہ ہیں شیخ احمد۔ اب جو میں
دیکھوں تو اپنے آپ کو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا اور میں نے اُن کو دیکھا کہ
رعب دار شخص ہیں میں کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا۔ اس پر حضرت رفاعی نے مجھ سے
فرمایا: اے خضر! وہ جو شیخ عبدالقادر کو دیکھے جو تمام اولیاء کے سردار ہیں وہ میرے
دیکھنے کی تمنا کرے، میں تو انہیں کی رعیت میں سے ہوں۔ یہ فرما کر میری نظر سے
غائب ہوگئے پھر حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس کے بعد بغداد
شریف سے حضرت سیدی احمد رفاعی کی زیارت کو ام عبیدہ گیا انہیں دیکھا تو وہی شیخ
تھے جن کو میں نے اس دن حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دیکھا
تھا۔ اس وقت کے دیکھنے نے کوئی اور زیادہ ان کی شناخت مجھے نہ دی۔ حضرت رفاعی
نے فرمایا: اے خضر! کیا پہلی تمہیں کافی نہ تھی!

(بہجۃ الاسرار، ذکر احمد بن ابی الحسن الرفاعی، ص237,238، مصطفی البابی، مصر)

(11) قال اخبرنا ابو القاسم محمد بن عبادة الانصاری الحلبی
قال سمعت الشیخ العارف اباسحق ابراهیم بن محمود البعلبکی المقری
قال سمعت شیخنا الامام ابا عبدالله محمد البطائحی، قال انحدرت فی
حیاة سید الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی ام عبیدة،
واقمت برواق الشیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایاماً فقال لی الشیخ احمد یوماً
اذکر لی شیئامن مناقب الشیخ عبدالقادر وصفاته فذکرت له شیئامنها،
فجاء رجل فی اثناء حدیثی فقال لی مه لاتذکر عندنا مناقب غیر مناقب
هذا، اواشار الی الشیخ احمد فنظرالیه الشیخ احمد مغضبا، فرفع الرجل
من بین یدیه میتاثم قال ومن یستطع وصف مانقب الشیخ عبدالقادر ومن

یبلغ مبلغ الشیخ عبدالقادر ذلك رجل بحر الشرعة عن یمینه، وبحر
الحقیقة عن یساره، من ایهما شاء اغترف الشیخ عبدالقادر لاثانی له فی
عصرنا هذا، قال وسمعته یوما یوصی اولاد اخته واکابر اصحابه، وقدجاء
رجل یوعده مسافرًا الی بغداد قال له اذا دخلت الی بغداد فلا تقدم علی
زیارة الشیخ عبدالقادر شیئًا ان کان حیا ولا علی زیارة قبره ان کان میتا،
فقد اخذله العهد ایما رجل من اصحاب الاحوال دخل بغداد ولم یزره
سلب حاله ولو قبیل الموت، ثم قال والشیخ محی الدین عبدالقادر حسرة
علی من لم یره رضی اللہ عنہ۔ ترجمہ: امام ابو عبداللہ بطائحی کو سنا کہ فرماتے تھے: میں
حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ام عبیدہ گیا اور حضرت سیدی احمد
رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں چند روز مقیم رہا ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے
فرمایا ہمیں حضرت شیخ عبدالقادر کے کچھ مناقب و اوصاف سناؤ، میں نے کچھ مناقب
شریف ان کے سامنے بیان کئے، میرے اثنائے بیان میں ایک شخص آیا اور اس نے
مجھ سے کہا کیا ہے اور حضرت سید رفاعی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہمارے سامنے ان
کے سوا کسی کے مناقب ذکر نہ کرو، یہ سنتے ہی حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس
شخص کو ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ فوراً اس کا دم نکل گیا لوگ اس کی لاش اٹھا کر
لے گئے، پھر حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر کے مناقب کون
بیان کر سکتا ہے، شیخ عبدالقادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے، شریعت کا دریا ان کے دہنے
ہاتھ پر ہے اور حقیقت کا دریا ان کے بائیں ہاتھ پر، جس میں سے چاہیں پانی پی
لیں، ہمارے اس وقت میں شیخ عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں۔ امام ابو عبداللہ فرماتے ہیں
ایک دن میں نے حضرت رفاعی کو سنا کہ اپنے بھانجوں اور اکابر مریدین کو وصیت

فرماتے تھے ایک شخص بغداد مقدس کے ارادے سے ان سے رخصت ہونے آیا تھا فرمایا جب بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبدالقادر اگر دنیا میں تشریف فرما ہوں تو ان کی زیارت اور پردہ فرما جائیں تو ان کے مزار مبارک کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرنا کہ اللہ عزوجل نے ان سے عہد فرما رکھا ہے کہ جو کوئی صاحبِ حال بغداد آئے اور ان کی زیارت کو نہ حاضر ہو اس کا حال سلب ہو جائے اگرچہ اس کے مرتے وقت، پھر حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر حسرت ہے اس پر جسے ان کا دیدار نہ ملا۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر الشیخ احمد بن الحسن الرفاعی، ص238، مصطفی البابی، مصر)

یہ کمینہ بندہ بارگاہ عرض کرتا ہے:

اے حسرت آنا نکہ ندیدند جمالت
محروم مدار ایں سگ خود داز نوالت

ترجمہ: جنہوں نے آپ کا جمال نہ دیکھا ان پر حسرت ہے، اپنے اس کتے کو اپنی عطا سے محروم نہ رکھیں۔

مسلمان ان احادیث صحیحہ جلیلہ کو دیکھے اور اس شخص کے مثل اپنا حال ہونے سے ڈرے جس کا خاتمہ حضرت غوثیت کی شان میں گستاخی اور حضرت سید رفاعی کے غضب پر ہوا، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ اے شخص! ظاہرِ شریعت میں حضرت سرکار غوثیت کی محبت بایں معنٰی رکنِ ایمان نہیں کہ جو ان سے محبت نہ رکھے شرع اسے فی الحال کافر کہے یہ تو صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے لئے ہے مگر واللہ کہ ان کے مخالف سے اللہ عزوجل نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے خصوص کا انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے، عبدالقادر کا انکار قادر مطلق عزجلالہ کے انکار کی طرف کیوں نہ لے جائے گا۔

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی   دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے   کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

تذنیل: اخیر میں ہم دو جلیل القدر اجلۃ المشاہیر علماء کبار مکہ معظّمہ کے کلمات ذکر کریں جن کی وفات کو تین تین سو برس سے زائد ہوئے، اول امام اجل ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، دوم علامہ علی قاری مکی حنفی صاحبِ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ وغیرہا کتب جلیلہ۔ دو غرض سے:

ایک یہ کہ اگر دو مطرودوں، مخذولوں، گمناموں، مجہولوں واسطی وقرمانی کی طرح کسی کے دل میں کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف سے آگ ہو تو ان سے لاگ کی تو کوئی وجہ نہیں یہ بالاتفاق اجلہ اکابر علماء ہیں۔

دوسرے یہ کہ دونوں صاحب اکابر مکہ معظّمہ سے ہیں، تو اس افتراء کا جواب ہوگا جو مخالف نے اہل عرب پر کیا حالانکہ غالباً تاریخ الحرمین وغیرہ میں ہے، اور حاضری حرمین طیبین سے مشرف ہونے والا جانتا ہے کہ اہل حرمین طیبین بعدِ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اٹھتے بیٹھتے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہیں اور حضور کے برابر کسی کا نام نہیں لیتے۔ ان حضرات کی بھی گیارہ ہی عبارات نقل کریں:

(1) علامہ علی قاری حنفی مکی متوفی 1014ھ کتاب نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر میں فرماتے ہیں "لقد بلغنی عن بعض الاکابر ان الامام الحسن ابن سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما لما ترک الخلافۃ لما فیہا من الفتنۃ والآفۃ عوضہ اللہ سبحنہ وتعالیٰ القطبیۃ الکبریٰ فیہ وفی نسلہ وکان رضی اللہ تعالیٰ عنہ القطب الاکبر سیدنا السید الشیخ عبدالقادر ھو القطب الاوسط والمہدی خاتمۃ الاقطاب" ترجمہ: بیشک مجھے اکابر سے پہنچا

کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بخیال فتنہ وبلا یہ خلافت ترک فرمائی اللہ
عزوجل نے اس کے بدلے ان میں اور انکی اولاد امجاد میں غوثیت عظمیٰ کا مرتبہ رکھا۔
پہلے قطب اکبر خود حضور سید امام حسن ہوئے اور اوسط میں صرف حضور سیدنا سید
عبدالقادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(نزہۃ الخاطر الفاترفی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر ،ص6،قلمی نسخہ)

(2) اسی میں ہے ''من مشائخہ حماد الدباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی ان
یوما کان سید نا عبدالقادر عندہ فی رباطہ ولما غاب من حضرتہ قال ان
ھذا الاعجمی الشریف قدماً یکون علی رقاب اولیاء اللہ یصیر ماموراً من
عند مولاہ بان یقول قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ ویتواضع لہ جمیع
اولیاء اللہ فی زمانہ ویعظمونہ لظھور شانہ '' ترجمہ: حضرت حماد دباس حضور
سیدنا غوث اعظم کے مشائخ سے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ایک روز انہوں نے سرکار
غوثیت کی غیبت میں فرمایا، ان جوان سید کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا انہیں اللہ
عزوجل حکم دے گا کہ فرمائیں میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اور ان کے زمانے
میں جمیع اولیاء اللہ انکے لئے سر جھکائیں گے، اور ان کے ظہور مرتبہ کے سبب ان کی
تعظیم بجالائیں گے۔

(نزہۃ الخاطر الفاترفی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر ،ص8،قلمی نسخہ)

ماموراً من اللہ ہونا ملحوظ رہے اور جمیع اولیاء زمانہ میں بے شک حضرت سیدی
رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی داخل۔

(3) اسی میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "قدمی ھذہ علی
رقبۃ کل ولی اللہ "فرمانا اور اولیاء حاضرین وغائبین کا گردنیں جھکانا اور قدم
مبارک اپنی گردنوں پر لینا اور ایک شخص کا انکار کرنا اور اس کی ولایت سلب ہوجانا بیان

کر کے فرماتے ہیں'' وھذا تنبیہ بینۃ علی انہ قطب الاقطاب والغوث
الاعظم '' ترجمہ: یہ روشن دلیل قاطع ہے اس پر کہ حضور تمام قطبوں کے قطب اور غوث
اعظم ہیں۔ (نزہۃ الخاطر الفاترفی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر ،ص9,10،قلمی نسخہ)

(4) اسی میں ہے'' ومن کلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحدثا بنعم اللہ تعالیٰ
علیہ بینی وبینکم وبین الخلق کلھم بعد مابین السماء والارض
فلاتقیسونی باحد ولاتقیسوا علی احداً یعنی فلایقاس الملوک بغیر ھم
وھذا کلہ من فتوح الغیب المبرء من کل عیب '' ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی اپنے اوپر نعمتیں ظاہر فرمانے کا جو کلام ارشاد فرمایا ان
میں سے یہ ہے کہ فرمایا مجھ میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان وزمین
میں، مجھے کسی سے نسبت نہ دو اور مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو۔ اس پر علامہ علی قاری فرماتے
ہیں اس لئے کہ سلاطین کا رعیت پر قیاس نہیں ہوتا اور یہ سب غیب کے فتوحات سے
ہے جو ہر عیب سے پاک وصاف ہے۔

(5) اسی میں ہے'' وعن عبداللہ بن علی بن عصرون التمیمی
الشافعی قال دخلت وانا شاب الی بغداد فی طلب العلم وکان ابن
السقا یومئذ رفیقی فی الاشتغال بالنظامیۃ وکنا نتعبد ونزور الصالحین
وکان رجل ببغداد یقال لہ الغوث، وکان یقال عنہ انہ یظھر اذا شاء ویخفی
اذا شاء فقصدت انا وابن السقا والشیخ عبدالقادر الجیلانی وھو شاب
یومئذ الی زیارتہ فقال ابن السقا ونحن فی الطریق الیوم اسألہ عن مسئلۃ
لایدری لھا جوابا، فقلت وانا اسئلہ عن مسئلۃ فانظر ماذا یقول فیھا وقال
سیدی الشیخ عبدالقادر قدس سرہ الباہر معاذا للہ ان اسألہ شیئا وانا بین یدیہ اذا

انظر برکات رویته فلما دخلنا علیه لم نره فی مکانه فمکثنا ساعة فاذا هوجالس فنظر الی ابن السقامغضباوقال له ویلك یا ابن السقا تسألنی عن مسئلة لم أردلها جوابا،هی کذا وجوابها کذا،انی لاری نار الکفر تلهب فیك۔ثم نظرالی وقال یاعبدالله تسألنی عن مسألة لتنظر مااقول فیها هی کذاوجوابها کذا لتخرن علیك الدنیا الی شحمتی اذنیك باساءة ادبك۔ ثم نظر الی سید عبدالقادر وادناه منه واکرمه وقال له یا عبدالقادر لقد ارضیت الله ورسوله بادبك کانّی اراك ببغدادوقد صعدت علی الکرسی متکلما علی الملا وقلت قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله ، وکانّی اری الاولیاء فی وقتك وقد حنوا رقبهم اجلالا لك، ثم غاب عنا لوقته فلم نره بعد ذلك ، قال واما سیدی الشیخ عبدالقادر فانه ظهرت امارة قربه من الله عزوجل واجتمع علیه الخاص والعام، وقال قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله واقرت الاولیاء بفضله فی وقته واما ابن السقافرأی بنتا للملك حسینة ففتن بها وسأل ان یزوجها به فابی الاان یتنصّرفاجابه الی ذلك ۔ والعیاذبالله تعالیٰ۔ واما انا فجئت الی دمشق واحضرنی السلطان نور الدین الشهید وولانی علی الاوقات فولیتها واقبلت علی الدنیا اقبالا کثیراقدصدق کلام الغوث فینا کلنا ’’ترجمہ: عبداللہ بن علی بن عصرون تمیمی شافعی سے روایت ہے میں جوانی میں طلب علم کے لئے بغداد گیا اس زمانے میں ابن السقامدرسہ نظامیہ میں میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا، ہم عبادت کرتے اور صالحین کی زیارت کرتے تھے، بغداد میں ایک صاحب کوغوث کہتے ،اوران کی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں جب چاہیں نظروں سے چھپ جائیں ، ایک دن میں اورابن السقااوراپنی نوعمری کی

حالت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ان غوث کی زیارت کو گئے ، راستے میں ابن السقا نے کہا آج ان سے وہ مسئلہ پوچھوں گا جس کا جواب انہیں نہ آئے گا۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں، حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ الاعلی نے فرمایا معاذ اللہ کہ میں ان کے سامنے ان سے کچھ پوچھوں میں توانکے دیدار کی برکتوں کا نظارہ کروں گا۔ جب ہم ان غوث کے یہاں حاضر ہوئے ان کواپنی جگہ نہ دیکھا تھوڑی دیر میں دیکھا تشریف فرما ہیں ابن السقا کی طرف نگاہ غضب کی اورفرمایا : تیری خرابی اے ابن السقا! تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے ، تیرا مسئلہ یہ ہے اوراس کا جواب یہ ہے، بے شک میں کفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی دیکھ رہا ہوں۔ پھر میری طرف نظر کی اورفرمایا اے عبداللہ ! تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اوراس کا جواب یہ،ضرورتم پر دنیا اتنا گوبر کرے گی کہ کان کی لُوتک اس میں غرق ہوگے، بدلہ تمہاری بے ادبی کا۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر کی طرف نظر کی اور حضور کواپنے نزدیک کیا اور حضور کا اعزاز کیا اور فرمایا : اے عبدالقادر! بے شک آپ نے اپنے حسن ادب سے اللہ ورسول کو راضی کیا گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمع بغداد میں کرسی وعظ پر تشریف لے گئے اور فرمارہے ہیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اورتمام اولیائے وقت نے آپکی تعظیم کیلئے گردنیں جھکائی ہیں۔ وہ غوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئے پھر ہم نے انہیں نہ دیکھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرتو نشان قرب ظاہر ہوئے کہ وہ اللہ عزوجل کے قرب میں ہیں خاص وعام ان پر جمع ہوئے اورانہوں نے فرمایا: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اوراولیاء وقت نے اس کا ان کے لئے اقرار کیا، اورابن السقا ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوا اس سے نکاح

کی درخواست کی اس نے نہ مانا مگر یہ نصرانی ہو جائے، اس نے یہ نصرانی ہونا قبول کرلیا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ رہا میں، میرا دمشق جانا ہوا، وہاں سلطان نور الدین شہید نے مجھے افسر اوقاف کیا اور دنیا بکثرت میری طرف آئی۔ غوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا۔

(نزہۃ الخاطر والفاترفی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر، ص32، قلمی نسخہ)

اولیاءِ وقت میں حضرت رفاعی بھی ہیں۔

یہ مبارک روایت بہجۃ الاسرار شریف میں دو سندوں سے ہے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر اخبار المشایخ منہ بذلک، ص6، مصطفی البابی، مصر)

اور ایک یہی کیا، علامہ علی قاری نے اس کتاب میں چالیس روایات اور بہت کلمات کہ ذکر کئے سب بہجۃ الاسرار شریف سے ماخوذ ہیں، یونہی اکابر ہمیشہ اس کتاب مبارک کی احادیث سے استناد کرتے آئے مگر محروم محروم۔

(6) اسی میں ہے "قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء یعرضون علی وان بؤبؤعینی فی اللوح المحفوظ انا حجۃ اللہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ووارثہ فی الارض ویقول الانس لہم مشائخ والجن لہم مشائخ والملئکۃ لہم مشائخ وانا شیخ الکل، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ونفعنابہ "ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا" مجھے عزت پروردگار کی قسم! بے شک سعید وشقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، بیشک میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں ہے، میں تم سب پر اللہ کی حجت ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور تمام زمین میں ان کا وارث ہوں اور فرمایا کرتے: آدمیوں کے پیر ہیں، قوم جن کے پیر ہیں، فرشتوں کے پیر ہیں اور میں ان سب کا پیر ہوں۔ (علی قاری اسے نقل کر کے عرض کرتے ہیں) اللہ عزوجل کی رضوان

حضور پر ہو اور حضور کے برکات سے ہم کو نفع دے۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر، ص32، قلمی نسخہ)

(7) اسی میں ہے "روی عن السید الکبیر القطب الشہیر سید احمد الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال الشیخ عبدالقادر بحر الشریعۃ عن یمینہ وبحر الحقیقۃ عن یسارہ من ایہما شاء اغترف السید عبدالقادر لاثانی لہ فی عصرنا ھذا رضی اللہ تعالیٰ عنہ" ترجمہ: سید کبیر قطب شہیر سید احمد الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: شیخ عبدالقادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر ان کے دہنے ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندر ان کے بائیں ہاتھ، جس میں سے چاہیں پانی پی لیں۔ اس ہمارے وقت میں سید عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سید الشریف عبدالقادر، ص34، قلمی نسخہ)

(8) امام ابن حجر مکی شافعی متوفی 974ھ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں "انہم قد یؤمرون تعریفا لجاھل اوشکرا وتحدثا بنعمۃ اللہ تعالیٰ کما وقع الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ بینما ہو بمجلس وعظہ واذا ہو یقول قدمی ھذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ تعالیٰ فاجابہ فی تلک الساعۃ اولیاء الدنیا قال جماعۃ بل واولیاء الجن جمیعہم وطأطؤارء وسہم وخضعوالہ واعترفوابماقالہ الارجل باصبہان فابٰی فسلب حالہ "ترجمہ: کبھی اولیاء کو کلماتِ بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ جو ان کے مقامات عالیہ سے ناواقف ہے اسے اطلاع ہو یا شکر الٰہی اور اس کی نعمت کا اظہار کرنے کے لئے جیسا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہوا کہ انہوں نے اپنی مجلس وعظ میں دفعۃً فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، فوراً تمام دنیا کے اولیاء نے قبول کیا اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیاءِ جن نے بھی، اور سب نے اپنے

سر جھکا دئے اور سرکار غوثیت کے حضور جھک گئے اور ان کے اس ارشاد کا اقرار کیا مگر اصفہان میں ایک شخص منکر ہوا فوراً اس کا حال سلب ہوگیا۔

(الفتاوی الحدیثیة، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدمی ہذہ الخ، ص 414، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(9) پھر فرمایا "وممن طأطأ رأسه ابو النجیب السهروردی وقال علی رأسی واحمد الرفاعی قال علی رقبتی وحمید منهم وسئل فقال الشیخ عبدالقادر یقول کذا و کذا، وابو مدین فی المغرب وانا منهم اللهم انی اشهدك واشهد ملئکتك انی سمعت واطعت، و کذا الشیخ عبدالرحیم القناوی مدّ عنقه وقال صدق الصادق المصدوق" ترجمہ: حضور کے ارشاد پر جنہوں نے اپنے سر جھکائے ان میں سے (سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے پیران پیر) حضرت سید عبد القاہر ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے اپنا سر مبارک جھکا دیا اور کہا (گردن کیسی) میرے سر پر میرے سر پر۔ اور ان میں سے حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے کہا میری گردن پر، اور کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے جن کی گردن پر حضور کا پاؤں ہے، اس کہنے اور گردن جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ: میرا پاؤں ہر ولی کی گردن پر۔ لہذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے، اور انہیں میں حضرت سید ابو مدین شعیب مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے سر مبارک جھکایا اور کہا میں بھی انہیں میں ہوں الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے قدمی کا ارشاد سنا اور حکم مانا، اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گردن مبارک بچھائی اور کہا سچ فرمایا، مانے ہوئے سچے نے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(الفتاوی الحدیثیة، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدمی ہذا علی رقبہ الخ، ص 414، داراحیاء

التراث العربی، بیروت)

(10) پھر فرمایا "ذکر کثیرون من العارفین الذین ذکرنا هم وغیرهم انه لم یقل الا بامر اعلاما بقطبیته فلم یسع احدًا التخلف بل جاء باسانید متعددة عن کثیرین انهم اخبروا قبل مولده بنحو مائة سنة انه سیولد بارض العجم مولود له مظهر عظیم یقول ذلك فتندرج الاولیاء فی وقته تحت قدمه" ترجمہ: اولیاء کرام کہ ہم نے ذکر کئے یعنی حضرت نجیب الدین سہروردی وحضرت سید احمد رفاعی وحضرت شعیب مغربی وحضرت عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہوں نے اور ان کے سوا اور بہت عارفین کرام نے تصریح فرمائی کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا بلکہ اللہ عزوجل نے ان کی قطبیت کبریٰ ظاہر فرمانے کے لئے انہیں اس فرمانے کا حکم دیا ولہذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ بچھاتا اور قدم مبارک اپنی گردن پر نہ لیتا بلکہ متعدد سندوں سے بہت اولیاء کرام متقدمین سے مروی ہوا کہ انہوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارکہ سے تقریباً سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہونگے اور یہ فرمائیں گے کہ: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اس فرمانے پر اس وقت کے تمام اولیاء ان کے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اور اس قدم کے سایہ میں داخل ہوں گے۔

(الفتاوی الحدیثیة، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدمی ہذا علی رقبہ الخ، ص 414 داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(11) پھر فرمایا "وحکی امام الشافعیة فی زمنه ابو سعید عبدالله بن ابی عصرون قال دخلت بغداد فی طلب العلم فوافقت ابن السقا ورافقته فی طلب العلم بالنظامیة، و کنا نزور الصالحین و کان ببغداد رجل یقال له

الغوث ‘‘ ترجمہ: امام ابوسعید عبداللہ بن ابی عصرون نے کہ اپنے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے ذکر فرمایا کہ میں بغداد مقدس میں طلب علم کے لئے گیا ابن السقا اور میں مدرسہ نظامیہ میں شریک درس تھے اور اس وقت بغداد میں ایک شخص کو غوث کہتے تھے، وہی پوری حدیث گزری، ان غوث کا ہمارے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت دینا کہ آپ برسر منبر مجمع میں فرمائیں گے: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اور تمام اولیائے عصر آپ کے قدم پاک کی تعظیم کیلئے اپنی گردنیں خم کریں گے، اور پھر ایسا ہی واقع ہونا، حضور کا یہ ارشاد فرمانا اور تمام اولیائے عالم کا اقرار کرنا کہ بیشک حضور کا قدم ہم سب کی گردن پر ہے۔

(الفتاوی الحدیثیۃ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدمی ہذہ علی رقبہ الخ، ص414، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

آخر میں ابن حجر نے فرمایا ‘‘وھذہ الحکایۃ التی کادت ان تتواتر فی المعنی لکثرۃ ناقلھا وعدالتھم ’’ یعنی یہ حکایت قریب تواتر ہے کہ اس کے ناقلین بکثرت ثقہ عادل ہیں۔

(الفتاوی الحدیثیۃ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدمی ہذہ علی رقبہ الخ، ص415، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

فتاوٰی حدیثیہ نے ابن السقا کی بدانجامی میں یہ اور زائد کیا کہ جب وہ بدبخت کہ بہت بڑا عالم جید اور علوم شرعیہ میں اپنے اکثر اہل زمانہ پر فائق اور حافظ قرآن اور علم مناظرہ میں کمال سربرآوردہ تھا جس سے جس علم میں مناظرہ کرتا اسے بند کردیتا، ایسا شخص جب شان غوث میں گستاخی کی شامت سے معاذ اللہ نصرانی ہوگیا، بادشاہ نصاریٰ نے اسے بیٹی تو دے دی مگر جب بیمار پڑا اسے بازار میں پھنکوادیا بھیک مانگتا اور کوئی نہ دیتا، ایک شخص کہ اسے پہچانتا تھا گزرا اس سے پوچھا تو

تو حافظ تھا اب بھی قرآن کریم میں سے کچھ یاد ہے۔ کہا سب محو ہو گیا صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے ﴿رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ﴾ ترجمہ: کتنی تمنائیں کریں گے وہ جنھوں نے کفر اختیار کیا کہ کسی طرح مسلمان ہوتے۔

(پ14، سورۃ الحجر، آیت 2)

امام ابن ابی عصرون فرماتے ہیں پھر ایک دن میں اسے دیکھنے گیا اسے پایا کہ گویا اس کا سارا بدن آگ سے جلا ہوا ہے، وہ نزع میں تھا، میں نے اسے قبلہ کی طرف کیا تو وہ پورب کو پھر گیا، میں نے پھر قبلہ کو کیا تو وہ پھر پھر گیا۔ اسی طرح میں جتنی بار اسے قبلہ رخ کرتا وہ پورب کو پھر جاتا یہاں تک کہ پورب ہی کی طرف منہ کئے اس کا دم نکل گیا، وہ ان غوث کا ارشاد یاد کیا کرتا اور جانتا تھا کہ اسی گستاخی نے اس بلا میں ڈالا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ انتھٰی۔

(الفتاوی الحدیثیۃ، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادر قدمی ہذہ علی رقبۃ الخ، ص 415، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اگر کہے پھر اسلام کیوں نہیں لاتا تھا، کلمہ پڑھ لینا کیا مشکل تھا، اقول (میں کہتا ہوں) اس کا جواب قرآن عظیم دے گا ﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ترجمہ: تم کیا چاہو جب تک اللہ نہ چاہے جو مالک سارے جہان کا ہے۔

(پ30، سورۃ التکویر، آیت 29)

اور فرماتا ہے ﴿کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ﴾ ترجمہ: کوئی نہیں بلکہ ان کی بداعمالیوں نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دی ہے۔

(پ30، سورۃ المطففین، آیت 14)

اور فرماتا ہے ﴿ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ﴾ ترجمہ: یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا تو ان کے دلوں پر

مُہر لگا دی گئی کہ اب انہیں کچھ سمجھ نہ رہی۔ (پ28، سورۃ المنافقون، آیت3)

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

امام ابن حجر فرماتے ہیں ''وفی ھذہ ابلغ زجر واکد ردع عن الانکار علی اولیاء اللہ تعالیٰ خوفا من ان یقع المنکر فیما وقع فیه ابن السقا من تلک الفتنة المھلکة الابدیة التی لا اقبح منها،نعوذ باللہ من ذلک ، ونسأله بوجهه الکریم وحبیبه الرؤف الرحیم ان یؤمننا من ذلک ومن کل فتنة ومحنة وبمنه وکرمه وفیها ایضا اتم حث علی اعتقادهم والادب معهم وحسن الظن بهم ما امکن'' ترجمہ:اس واقعہ میں اولیاء کرام پر انکار سے کمال جھڑکنا اور سخت منع ہے اس خوف سے کہ منکر اس مہلک فتنے میں پڑ جائے گا جو ہمیشہ ہمیشہ کا ہلاک ہے اور جس سے بدتر کوئی خباثت نہیں جس میں ابن السقا پڑ گیا، اللہ عزوجل کی پناہ۔ ہم اللہ عزوجل سے اس کے وجہ کریم اور اس کے حبیب رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگتے ہیں کہ ہم کو اپنے احسان وکرم کے ساتھ اس سے اور ہر فتنہ ومحنت سے امان بخشے۔ نیز اس واقعہ میں کمال ترغیب ہے اس کی کہ اولیاء کرام کے ساتھ عقیدت وادب رکھیں اور جہاں تک ہو ان پر نیک گمان کریں۔

(الفتاوی الحدیثیة، مطلب فی قول الشیخ عبدالقادرقدمی ہذہ علی رقبة الخ،ص 415،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

فقیر کوئے قادری امید کرتا ہے کہ اتنے بیان میں اہل انصاف وسعادت کے لئے کفایت ہو۔ اللہ عزوجل مسلمان بھائیوں کو اتباع حق وادب اولیاء کی توفیق دے اور ابن السقا بجہنم اس شخص کے حال سے پناہ دے جس نے بزعم خود حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارگاہ میں حق نیاز مندی ادا کیا اور نتیجہ معاذ اللہ وہ ہوا کہ سید کبیر کے غضب اور حضور غوثیت کی سرکار میں اساءتِ ادب پر خاتمہ ہوا،

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے برادر! مقتضائے محبت اتباع وتصدیق ہے نہ کہ نزاع وتکذیب۔ سچا محبّ حضرت احمد کبیر کے ارشادات کو بالائے سر لے گا اور جس بارگاہ ارفع کو انہوں نے سب سے ارفع بتایا اور ان کا قدم اقدس اپنے سر مبارک پر لیا انہیں کو ارفع واعظم مانے گا۔ عبدالرزاق محدث شیعی تھا مگر حضرات عالیہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے افضل کہتا،اس سے پوچھا جاتا تو جواب دیتا:کفی بی ازرا ان احب علیا ثم اخالفه۔ یعنی امیر المومنین نے خود حضرات شیخین کو اپنے نفس کریم سے افضل بتایا ہے مجھے یہ گناہ بہت ہے کہ علی سے محبت رکھوں پھر ان کا خلاف کروں۔ (میزان الاعتدال،عبدالرزاق بن ہمام،ج2،ص612، دارالمعرفة، بیروت)

واقعی تکذیب مخالفت اگرچہ بزعم عقیدت ومحبت ہو اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ ،اللہ عزوجل اپنے محبوبوں کا حسن ادب روزی (عطا) کرے اور انہیں کی محبت پر خاتمہ فرمائے اور انہیں کے گروہ پاک میں اٹھائے،آمین! آمین!

(فتاوی رضویہ ملخصا،ج28،ص367تا402،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

شاہ بدیع الدین مدار اور غوث پاک

سوال: ہمارے ہاں بعض لوگ کہتے ہیں غوث پاک افضل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شاہ بدیع الدین مدار افضل ہیں،اور آپس میں بحث ومباحثہ جاری ہے،خطرہ ہے کہ آپس میں جھگڑا نہ ہوجائے۔

جواب: امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

عوام کو ایسے امور میں بحث کرنا سخت مضرت (نقصان) کا باعث ہوتا ہے۔ مبادا (کہیں ایسا نہ ہو کہ) کسی طرف گستاخی ہوجائے تو عیاذاً باللہ سخت تباہی وبربادی،

بلکہ اس کی شامت سے زوالِ ایمان کا اندیشہ ہے، حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس اللہ سرہ العزیز ضرور اکابر اولیاء سے ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ بہت اعلیٰ وافضل ہے۔غوث اپنے دَور میں تمام اولیائے عالم کا سردار ہوتا ہے۔اور ہمارے حضور (غوث پاک) امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سے سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تک تمام عالم کے غوث اور سب غوثوں کے غوث اور سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں اور ان سب کی گردن پر ان کا قدم پاک ہے۔

امام ابوالحسن علی بن یوسف بن حمریر لخمی بن شطنوفی قدس سرہ العزیز نے کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں بسند مسلسل دو اکابر اولیاء اللہ معاصرین حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدی احمد ابن ابی بکر حریمی وحضرت ابوعمرو عثمان ابن صریفینی قدس اللہ اسرارہما سے دو حدیثیں روایت فرمائیں۔۔۔۔ان دونوں حدیثوں کا متن یہ ہے کہ دونوں حضرات کرام نے فرمایا: واللہ ما اظہر اللہ تعالیٰ ولا یظہر الی الوجود مثل الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔یعنی خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ نے حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند نہ کوئی ولی عالم میں ظاہر کیا نہ ظاہر کرے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلام بشیء من عجائب احوالہ، ص25، مصطفی البابی، مصر)

نیز امام ممدوح کتاب موصوف میں حضرت سیدی ابو محمد بن عبد بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو فرماتے سنا: ما وصل اللہ تعالیٰ ولیا الی مقام الا وکان الشیخ عبدالقادر اعلاہ ولا سقی اللہ حبیبا کاساً من حبہ الا وکان الشیخ عبدالقادر اہناہ، ولا وھب اللہ لمقرب حالا الا وکان الشیخ عبدالقادر اجلہ، وقد اودعہ

اللہ تعالیٰ سرّا من اسرارہ سبق بہ جمہور الاولیاء وما اتخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وھو متادب معہ الی یوم القیمۃ۔یعنی اللہ تعالیٰ نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا شیخ عبدالقادر کا مقام اس سے اعلیٰ ہے، اور جس پیارے کو اپنی محبت کا جام پلایا شیخ عبدالقادر کے لئے اس سے بڑھ کر خوشگوار جام ہے اور جس مقرب کو کوئی حال عطا فرمایا شیخ عبدالقادر کا حال اس سے اعظم ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے اسرار سے وہ راز ان میں رکھا ہے جس کے سبب ان کو جمہور اولیاء پر سبقت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جتنے ولی ہو گئے یا ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبدالقادر کا ادب کریں گے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر ابو محمد القاسم بن عبدالبصری، ص173، مصطفی البابی، مصر)

یہ شہادتیں ہیں حضرت خضر اور حضرات اولیاء کرام کی، علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین وحریم کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

(فتاوی رضویہ، ج26، ص559تا561، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: غوث پاک افضل ہیں یا امام مہدی؟

جواب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''فقیر یہ نہیں کہتا کہ حضرت امام مہدی کا مفضول ہونا قطعی ہے، لیکن میں یہ کہتا ہوں اور صاف کہتا ہوں کہ حضرت غوثیت پر ان کی تفضیل معلوم نہیں''

(اکسیر اعظم، اولیاء کے درمیان غوث پاک کا رتبہ مترجم، ص208، بزم رضا، لاہور)

فصلِ چهارم: کچھ روایات منسوب به غوث اعظم

اگر میرے بعد نبی ہوتا تو

سوال: اس روایت کا کیا حکم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو پیران پیر ہوتے۔

جواب: یہ قول اگر چہ شرطیہ انداز میں معنوی طور پر درست ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور بغیر ثبوت اس کی نسبت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کرنا جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''یہ قول کہ ''اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے'' اگر چہ اپنے مفہوم شرطی پر صحیح وجائز الاطلاق ہے کہ بے شک مرتبہ علیہ رفیعہ حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلو مرتبہ نبوت (مرتبہ نبوت کے پیچھے) ہے۔ خود حضور معلّٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو قدم میرے جدّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھایا میں نے وہیں قدم رکھا سوا اقدام نبوت کے، کہ ان میں غیر نبی کا حصہ نہیں،

از نبی برداشتن گام از تو بنهادن قدم
غیر اقدام النبوۃ سدّ ممشاها الختام

ترجمہ: نبی کا کام قدم اٹھانا اور آپ کا کام قدم رکھنا ہے علاوہ اقدام نبوت کے، کہ وہاں ختم نبوت نے راستہ بند کر دیا ہے۔

اور جواز اطلاق یوں کہ خود حدیث میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے وارد ((لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ كَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)) ترجمہ: میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ج2، ص209، امین

کمپنی، دہلی ☆المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، لو كان بعدی نبی لكان عمر، ج3، ص85، دار الفکر، بیروت ☆المعجم الکبیر، ج17، ص180، المکتبة الفیصلیة، بیروت ☆مسند امام احمد بن حنبل، حدیث عقبہ بن عامر، ج4، ص154، المکتب الاسلامی، بیروت)

دوسری حدیث میں حضرت ابراہیم صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وارد ((لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ، لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا)) ترجمہ: اگر ابراہیم جیتے تو صدیق وپیغمبر ہوتے۔

(تاریخ دمشق الکبیر، باب ذکر بنیه وبناته علیه الصلوة والسلام وازواجه، ج3، ص75، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علماء نے امام ابو محمد جوینی قدس سرہ کی نسبت کہا ہے کہ: اگر اب کوئی نبی ہو سکتا تو وہ ہوتے، امام ابن حجر مکی اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں ''قال فی "شرح المهذب" نقلا عن الشيخ الامام المجمع على جلالته وصلاحه وامامته ابی محمد الجوینی الذی قیل فی ترجمته لو جاز ان یبعث الله فی هذه الامة نبیا لكان ابا محمد الجوینی'' ترجمہ: شرح مہذب میں کہا نقل کرتے ہوئے اس شیخ وامام سے جن کی جلالت وصلاحیت وامامت پر اجماع ہے یعنی ابو محمد جوینی علیہ الرحمہ جن کے تعارف میں کہا گیا ہے کہ اگر اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت میں کسی نبی کو بھیجنا جائز ہوتا تو وہ ابو محمد جوینی ہوتے۔

(الفتاوی الحدیثیه، مطلب قیل لو جاز ان یبعث الله فی هذه الامة نبیا، ص324,325، جدار احیاء التراث العربی، بیروت)

مگر ہر حدیث حق ہے، ہر حق حدیث نہیں۔ حدیث ماننے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے کے لئے ثبوت چاہیے، بے ثبوت نسبت جائز نہیں، اور قول مذکور ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم''

(فتاوی رضویہ، ج28، ص414تا416، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

روحوں کا تھیلا

سوال: اس روایت کی کیا حیثیت ہے کہ ارواح کی زنبیل عزرائیل علیہ السلام سے حضرت پیران پیر غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ناراض اور غصہ میں ہو کر چھین لی تھی اور ارواح کو آزاد کر دیا تھا۔

جواب: زنبیل ارواح (روحوں کا تھیلا) چھین لینا خرافات مخترعہ جہال (جاہلوں کی گڑھی ہوئی باتوں میں) سے ہے۔ سیدنا عزرائیل علیہ الصلوۃ والسلام رسل ملائکہ سے ہیں اور رسل ملائکہ اولیاء بشر سے بالاجماع افضل۔ تو مسلمانوں کو ایسے اباطیل واہیہ سے احترام لازم (بچنا ضروری ہے)۔ واللہ الھادی الیٰ سبیل الرشاد۔ (فتاوی رضویہ، ج28، ص418,419، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تنبیہ: بنائے انکار یہ طرز ادا ہے (یعنی منع کرنے کی وجہ اس کو بیان کرنے کا انداز ہے) ورنہ ممکن کہ سیدنا عزرائیل علیہ الصلوۃ والسلام نے کچھ روحیں بامر الٰہی قبض فرمائی ہوں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے باذن الٰہی پھر اپنے اجسام کی طرف پلٹ آئی ہوں کہ احیاءِ مردہ (مردہ کو زندہ کرنا) حضور پر نور ودیگر محبوبان خدا سے ایسا ثابت ہے کہ جس کے انکار کی گنجائش نہیں۔

یوں ہی ممکن کہ حضرت ملک الموت نے بنظرِ صحائف محو واثبات (جن صحائف میں لکھنا اور مٹنا پایا جاتا ہے اس پر نظر کرتے ہوئے) قبضِ بعض ارواح شروع کیا اور علم الٰہی میں قضائے ابرام نہ پایا تھا برکت دُعائے محبوب قبض سے باز رکھے گئے ہوں۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب لواقح الانوار میں حالات حضرت سیدی شیخ محمد شربینی قدس سرہ میں لکھتے ہیں ''لما ضعف

ولدہ احمد واشرف علی الموت وحضر عزرائیل لقبض روحہ قال له الشیخ، ارجع الی ربك فراجعه فان الامر نسخ فرجع عزرائیل وشفی احمد من تلك الضعفة وعاش بعدھا ثلاثین عاما'' ترجمہ: جب ان کے صاحبزادے احمد ناتواں ہو کر قریب مرگ ہوئے اور حضرت عزرائیل علیہ الصلوۃ والسلام ان کی روح قبض کرنے آئے حضرت شیخ نے ان سے گزارش کی کہ اپنے رب کی طرف واپس جایئے اس سے پوچھ لیجئے کہ حکمِ موت منسوخ ہو چکا ہے۔ عزرائیل علیہ الصلوۃ والسلام پلٹ گئے، صاحبزادے نے شفا پائی اور اس کے بعد تیس برس زندہ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الطبقات الکبریٰ (لواقح الانوار)، خاتمۃ الکتاب، ج 2، ص185، شیخ محمد الشربینی دار الفکر، بیروت)☆(فتاوی رضویہ (حاشیہ)، ج28، ص419، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانا

سوال: یہ قول مشہور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح کو دودھ پلایا، اس قول پر بعض لوگوں نے یہ اعتراضات وارد کیے ہیں کہ روح کوئی چیز کھاتی پیتی نہیں، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ نہ اترتا تھا، اس قول اور ان اعتراضات کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: قولِ مذکور اگرچہ عقلاً محال نہیں مگر سنداً ثابت نہیں، بے اصل ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''حضرت ام المومنین محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وسلم کا روح اقدس سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلانا، بعض مداحین حضور اسے واقعہ خواب بیان کرتے ہیں کما رأیت فی بعض کتبھم التصریح بذلك ترجمہ: جیسا کہ میں نے ان کی بعض کتابوں میں اس پر تصریح دیکھی۔

اس تقدیر پر تو اصلاً استبعاد (دور از قیاس) نہیں اور اب اس پر جو کچھ ایراد کیا گیا (یعنی اعتراضات کیے گئے) سب بے جا و بے محل ہے اور اگر بیداری ہی میں مانا جاتا ہو، تاہم بلاشبہہ عقلاً اور شرعاً جائز اور اس میں درایۃً (عقلاً) کوئی استحالہ (محال ہونا) درکنار استبعاد (بعید از قیاس) بھی نہیں۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

ترجمہ: بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ (پ1، سورۃ البقرۃ، آیت20)

نہ ظاہر میں ام المومنین کے پاس شیر (دودھ) نہ ہونا کچھ اس کے منافی کہ امور خارقہ للعادۃ (ایسے امور جو عادت کے خلاف ہوں، جیسا کہ کرامات وغیرہ) اسبابِ ظاہر پر موقوف نہیں، نہ روح عام متکلمین کے نزدیک مجردات سے ہے اور فی نفسہا مادیہ نہ سہی تاہم مادہ سے اس کا تعلق بدیہی (واضح ہے)۔ نہ جسم، جسم شہادت میں منحصر۔ جسم مثالی بھی کوئی چیز ہے کہ ہزاروں احادیث برزخ وغیرہ اس پر گواہ۔

کیفما کان (کوئی بھی صورت ہو) شک نہیں کہ روح مفارق (جسم سے جدا روح) کی طرف نصوص متواترہ میں نزول (اترنا) وصعود (چڑھنا) ووضع (رکھنا) وتمکن (قدرت ہونا) وغیرہ اعراضِ جسم وجسمانیت (جسم اور جسمانیت کے اوصاف) قطعاً منسوب (ہیں) اور وہ نسبتیں اہل حق کے نزدیک ظاہر پر محمول (ہیں)۔

جب ارواح شہداء کا میوہ ہائے جنت کھانا ثابت۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا((إِنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي طَيْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ)) ترجمہ: بے شک شہداء کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں میں میوہ ہائے جنت سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔

(جامع الترمذی، ابواب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی ثواب شهيد، ج1، ص197، امين كمپنى، دہلی)

جبکہ دوسری روایت میں ارواح عام مومنین کے لئے یہی ارشاد فرمایا((

نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ يُبْعَثُ))

ترجمہ: مومن کی روح پرندہ کی صورت میں جنت کے درختوں میں رہتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اپنے جسم کی طرف لوٹا دے گا۔

(مسند احمد بن حنبل، حديث كرب بن مالك انصارى، ج3، ص455، المكتب الاسلامى، بيروت)

تو دودھ پلانے میں کیا استحالہ ہے۔ حال روح بعد فراق وپیش از تعلق میں فارق کیا ہے؟ (روح کے جسم سے جدا ہونے کے بعد اور جسم سے تعلق ہونے سے پہلے کی حالت میں فرق کرنے والی کون سی چیز ہے؟ یعنی ان میں کوئی فرق نہیں) آخر حضرت ابراھیم علی ابیہ الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے صحیح حدیث میں ہے کہ جنت میں دودایہ ان کی مدتِ رضاعت پوری کرتی ہیں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي، وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ، وَإِنَّ لَهُ ظِئْرَيْنِ يُكْمِلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ)) ترجمہ: ابراہیم میرا بیٹا جو شیر خوارگی کی عمر میں وصال فرما گیا ہے بیشک جنت میں اس کیلئے دودایہ ہیں جو اس کی مدت رضاعت پوری کریں گی۔

(صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب راحمته صلى الله عليه وسلم الصبيان والعيال، ج2، ص254، قديمى كتب خانه، كراچى)☆(مسند احمد بن حنبل، عن انس بن مالك، ج3، ص112، المكتب الاسلامى، بيروت)

بایں ہمہ یہ باتیں نافی استحالہ (محال ہونے کی نفی کرتی) ہیں نہ (کہ) مثبت وقوع (یعنی وقوع کو ثابت کرنے والی نہیں ہیں)، قول بالوقوع (اس کے وقوع کا قول) تاوقتیکہ نقل ثابت نہ ہو جزاف (من گھڑت) و بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج28، ص416تا418، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

شب معراج اور روح غوث اعظم رضی اللہ عنہ

سوال: سنا ہے کہ معراج کی رات غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح اس

وقت حاضر ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہوئے، کیا اس کی کچھ حقیقت ہے؟

جواب :امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ''اس کی اصل حضرات مشائخ کرام قدست اسرارہم کے کلام میں مذکور (ہے)۔

فاضل عبدالقادر قادری بن شیخ محی الدین اربلی ''تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' میں لکھتے ہیں کہ جامع شریعت وحقیقت **شیخ رشید بن محمد جنیدی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب ''حرز العاشقین'' میں فرماتے ہیں ((ان لیلۃ المعراج جاء جبرئیل علیہ السلام ببراق الیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسرع من البرق الخاطف الظاہر، ونعل رجلہ کالہلال الباہر، ومسمارہ کالانجم الظواہر، ولم یأخذہ السکون والتمکین لیرکب علیہ النبی الامین، فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، لم لم تسکن یابراق حتی ارکب علی ظہرک، فقال روحی فداء لتراب نعلک یارسول اللہ اتمنی ان تعاھدنی ان لاترکب یوم القیمۃ علی غیر حین دخولک الجنۃ، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون لک ماتمنیت، فقال البراق التمس ان تضرب یدک المبارکۃ علی رقبتی لیکون علامۃ لی یوم القیمۃ، فضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی رقبۃ البراق، ففرح البراق فرحا حتی لم یسع جسدہ روحہ وتمی اربعین ذراعامن فرحہ وتوقف فی رکوبہ لحظۃ لحکمۃ خفیۃ ازلیۃ، فظھرت روح الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال یا سیدی ضع قدمک علی رقبتی وارکب، فوضع

النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدمہ علی رقبتہ ورکب، فقال قدمی علی رقبتک وقدمک علی رقبۃ کل اولیاء اللہ تعالیٰ انتھی)) ترجمہ: شب معراج جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام خدمت اقدس حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم میں براق حاضر لائے کہ چمکتی اُچک لے جانیوالی بجلی سے زیادہ شتاب رو (تیز رفتار) تھا، اور اس کے پاؤں کا نعل آنکھوں میں چکا چوند ڈالنے والا ہلال اور اس کی کیلیں جیسے روشن تارے۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے اسے قرار وسکون نہ ہوا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سبب پوچھا: بولا: میری جان حضور کی خاکِ نعل پر قربان، میری آرزو یہ ہے کہ حضور مجھ سے وعدہ فرمالیں کہ روز قیامت مجھی پر سوار ہوکر جنت میں تشریف لے جائیں۔ حضور معلّٰی صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے فرمایا: ایسا ہی ہوگا۔ براق نے عرض کی: میں چاہتا ہوں حضور میری گردن پر دست مبارک لگادیں کہ وہ روز قیامت میرے لیے علامت ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔ دست اقدس لگتے ہی براق کو وہ فرحت وشادمانی ہوئی کہ روح اس مقدار جسم میں نہ سمائی اور طرب سے پھول کر چالیس ہاتھ اونچا ہوگیا۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک حکمت نہانی ازلی کے باعث ایک لحظہ سواری میں توقف ہوا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مطہر نے حاضر ہوکر عرض کی: اے میرے آقا! حضور اپنا قدم پاک میری گردن پر رکھ کر سوار ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن مبارک پر قدم اقدس رکھ کر سوار ہوئے اور ارشاد فرمایا: میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر۔

(تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر، المنقبۃ الاولی، ص 24,25، سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد)

اس کے بعد فاضل عبدالقادر اربلی فرماتے ہیں ''فایاک یااخی ان تکون

من المنكرين المتعجبين من حضور روحه ليلة المعراج لانه وقع من غيره
فی تلك الليلة كما هو ثابت بالاحاديث الصحيحة كرؤيته صلى الله عليه وسلم
ارواح الانبياء فی السمٰوٰت وبلالا فی الجنة واويسا القرنی فی مقعد
الصدق وامرأة ابی طلحة فی الجنة ، وسماعه صلى الله عليه وسلم خشخشة
الغميصاء بنت ملحان فی الجنة كما ذكرنا قبل هذا وذكر فی حرز
العاشقين وغيره من الكتب ان نبينا صلى الله عليه وسلم لقی ليلة المعراج سيدنا
موسىٰ عليه السلام فقال موسىٰ مرحبابالنبی الصالح والاخ الصالح انت قلت
علماء امتی كانبياء بنی اسرائيل، اريد ان يحضراحد من علماء امتك
ليتكلم معی فاحضر النبی صلى الله عليه وسلم روح الغزالی رحمه الله تعالىٰ الی
موسىٰ عليه السلام (وساق القصة ثم قال)، وفی كتاب رفيق الطلاب لاجل
العارفين الشيخ محمد الحشتی نقلا عن شيخ الشيوخ قال قال النبی صلى الله
عليه وسلم انی رأيت رجالا من امتی فی ليلة المعراج ارانيهم الله تعالىٰ (الخ ثم
قال) وقال الشيخ نظام الدين الكنجوی كان النبی صلى الله عليه وسلم راكبا علی
البراق وغاشيته علی كتفی انتهی وقال عمدة المحدثين الامام نجم الدين
الغيطی فی كتاب المعراج ثم رفع الی سدرة المنتهٰی فغشيه سحابة فيها
من كل لون فتأخر جبريل عليه السلام ثم عرج لمستو سمع فيه صريف الاقلام
ورأی رجلا مغيبا فی نور العرش فقال من هذا أملك؟ قيل :لا ـ قال :أنبی؟
قيل:لا، هذا رجل كان فی الدنيالسانه رطب من ذكر الله تعالىٰ وقلبه معلق
بالمساجد ولم يستسب لوالديه قط الخ مافی التفريح ملخصا ''ترجمہ:اے
برادر! بچ اور ڈر اس سے کہ کہیں تو انکار کر بیٹھے اور شب معراج حضور غوث پاک رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری پر تعجب کرے کہ یہ امر تو صحیح حدیثوں میں اوروں کے لئے وارد
ہوا ہے ، مثلاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں ارواح انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کو ملاحظہ فرمایا، اور جنت میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور مقعدِ صدق میں
اویس قرنی اور بہشت میں زوجہ ابوطلحہ کو اور جنت میں غمیصاء بنت ملحان کی پچل سنی،
جیسا کہ ہم اس سے قبل ذکر کر چکے ہیں۔

اور حرز العاشقین وغیرہ کتابوں میں کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
درخواست پر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے روح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم
حاضری دیا۔ روحِ امام نے حاضر ہو کر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام کیا۔ اور عارف
اجل شیخ محمد چشتی نے کتاب رفیق الطلاب میں حضرت شیخ الشیوخ قدس سرالعزیز سے نقل
کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں نے شب معراج کچھ لوگ اپنی امت
کے ملاحظہ فرمائے اور شیخ نظام الدین گنجوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے: جب حضور
پُرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ رونق افروز پشت براق پر تھے اور براق کا زین پوش
میرے کندھے پر تھا۔

اور عمدۃ المحدثین امام نجم الدین غیطی کتاب المعراج میں فرماتے ہیں: جب
حضور معلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہٰی تک تشریف لے گئے اس پر ایک ابر چھایا جس
میں ہر قسم کا رنگ تھا، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے رہ گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
مستوٰی پر جلوہ فرما ہوئے وہاں قلموں کے لکھنے کی آواز گوشِ اقدس میں آئی اور ایک
شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ نورِ عرش میں چھپا ہوا ہے، حضور نے دریافت فرمایا: کیا یہ فرشتہ
ہے؟ جواب ہوا: نہیں۔ پوچھا کیا یہ نبی ہے؟ کہا: نہیں بلکہ یہ ایک مرد ہے کہ دنیا میں
اس کی زبان یاد خدا میں تر رہتی اور دل مسجدوں میں لگا رہتا۔ کبھی کسی کے ماں باپ کو

بُرا کہہ کر اپنے والدین کو بُرا نہ کہلوایا۔

(تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر ،المنقبۃ الاولیٰ ،ص 25تا28 ،سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ،فیصل آباد)

یعنی جب معراج میں اتنے لوگوں کی ارواح کا حاضر ہونا احادیث واقوال علماء واولیاء سے ثابت ہے تو روح اقدس حضور پرنور سیدالاولیاء غوث الاصفیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری، کیا جائے تعجب وانکار ہے بلکہ ایسی حالت میں حاضر نہ ہونا ہی محل استعجاب ہے اک ذرا انصاف واندازہ قدر قادریت درکار ہے۔

اقول وباللہ التوفیق :(میں کہتا ہوں اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے) فقیر غفرلہ المولی القدیر (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے رسالہ "ھدی الحیران فی نفی الفئی عن سیدالاکوان" میں بعونہ تعالیٰ ایک فائدہ جلیلہ لکھا کہ مطالب چند قسم ہیں، ہر قسم کا مرتبہ جدا اور ہر مرتبہ کا پایہ ثبوت علیحدہ۔ اس قسم مطالب کا احادیث میں ظہور نہ ہونا مضر نہیں، بلکہ کلمات علماء ومشائخ میں ان کا ذکر کافی۔

امام خاتمۃ المحدثین جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ الشریف نے "مناھل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء" میں ایک روایت کی نسبت تحریر فرمایا ''لم اجدہ فی شیء من کتب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخلہ ذکراہ فی ضمن حدیث طویل و کفی بذلك سندا لمثلہ فانہ لیس ممایتعلق بالاحکام'' ترجمہ: میں نے یہ روایت کسی کتابِ حدیث میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایت کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انہیں کچھ باب احکام سے تعلق نہیں۔

(نسیم الریاض بحوالہ مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء ،الفصل السابع ،ج1،ص248،

برکات رضا گجرات، ہند)

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔

(نسیم الریاض بحوالہ مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء، الفصل السابع ،ج1،ص248، برکات رضا گجرات، ہند)

بالجملہ روح مقدس کا شب معراج کو حاضر ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت غوثیت کی گردن مبارک پر قدم اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرمانا، اور سرکار ابد قرار سے فرزند ارجمند کو اس خدمت کے صلہ میں یہ انعام عظیم عطا ہونا، ان میں کوئی امر نہ عقلاً اور شرعاً مہجور اور کلماتِ مشائخ میں مسطور وماثور، کتبِ حدیث میں ذکر معدوم، نہ کہ عدم مذکور، نہ روایات مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور، اور قدرت قادر وسیع وموفور، اور قدر قادری کی بلندی مشہور پھر رد وانکار کیا مقتضائے ادب وشعور۔

اشکال :اب یہ رہا کہ اس حدیث میں کہ براق برق رفتار زمین سے لپٹ گیا۔ اور اس روایت میں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گردنِ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قدم رکھ کر زیب پشتِ براق ہوئے، بظاہر تنافی ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں): اصلاً منافات نہیں، بلکہ جب اسی روایت میں مذکور کہ براق فرط فرحت سے چالیس ہاتھ اونچا ہوگیا اور پُر ظاہر کہ جو مَرْکَب (سواری) اس قدر بلند ہو وہ کیسا ہی زمین سے ملصق (چمٹی) ہوجائے تاہم قامتِ انسان سے بہت بلند رہے گا اور اس پر سواری کے لئے ضرور حاجتِ نردبان (سیڑھی) ہوگی۔ اب ایک چھوٹے سے جانور فیل (ہاتھی) ہی کو دیکھئے کہ جب ذرا بلند وبالا ہوتا ہے، اسے بٹھا کر بھی بے زینہ سواری قدرے دقت رکھتی ہے۔ تو اگر براق

بوجہ حیاء و تذلل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے زمین سے لپٹ گیا ہو اور پھر بھی بوجہ طول ارتفاع حاجت زینہ ہو جس کے لئے روح سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاضر ہو کر اپنے مہربان باپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم اکرم اپنا شانہ مبارک رکھا ہو، کیا جائے استعجاب (تعجب) ہے۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج28، ص406تا413، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اشکالات کے جوابات

سوال: ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی روح نے عرش معلّٰی پر اپنے اوپر سوار کر کے پہنچایا، یا کندھا دے کر براق پر سوار کرایا، بعض لوگ اس پر یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کام اوپر جانے کا براق اور حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے انجام کو نہ پہنچا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی، اور یہ اشکال بھی پیش کرتے ہیں کہ سدرۃ المنتہی منتہائے عروج ہے یعنی اس سے اوپر کوئی نہیں جاسکتا، ہاں جس کا جانا نص سے ثابت ہو وہی جاسکتا ہے، ان کا کیا جواب ہے؟

جواب: شب معراج میں روح پر فتوح حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حاضر ہو کر پائے اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے گردن رکھنا، اور وقتِ رکوب براق (براق پر سوار ہوتے وقت) یا صعود عرش (عرش پر چڑھتے وقت) زینہ بننا، شرعاً و عقلاً اس میں کوئی بھی استحالہ نہیں۔

سدرۃ المنتہٰی اگر منتہائے عروج ہے تو باعتبار اجسام نہ بنظر ارواح۔ عروج روحانی ہزاروں اکابر اولیاء کو عرش بلکہ مافوق العرش تک ثابت و واقع، جس کا انکار نہ کرے گا مگر علوم اولیاء کا منکر۔ بلکہ باوضو سونے والے کے لئے حدیث میں وارد کہ

اس کی روح عرش تک بلند کی جاتی ہے۔

نہ اس قصہ میں معاذ اللہ بوئے تفضیل یا ہمسری حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نکلتی ہے، نہ اس کی عبارت یا اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جاسکتا ہے۔ کیا عجب سواری براق سے بھی یہی معنی تراشے جائیں کہ اوپر جانے کا کام حضرت جبرائیل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے انجام کو نہ پہنچا براق نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی۔ در پردہ اس میں براق کو فضیلت دینا لازم آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ نفس نفیس تو نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعے سے حضور کی رسائی ہوئی۔

یا ھذا خدمت کے افعال جو بنظر تعظیم و اجلالِ سلاطین بجالاتے ہیں کیا ان کے یہ معنٰی ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان امور میں عاجز اور ہمارا محتاج ہے؟ علاوہ بریں کسی بلندی پر جانے کے لئے زینہ بننے سے یہ کیونکر مفہوم کہ زینہ بننے والا خود بے زینہ وصول پر قادر، نردبان (سیڑھی) ہی کو دیکھیں کہ زینہ صعود (چڑھنے کا زینہ) ہے اور خود اصلاً صعود پر قادر نہیں۔

فرض کیجئے کہ ہنگام بت شکنی (بت توڑنے کے دوران) حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی عرض قبول فرمائی جاتی اور حضور پرنور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ ان کے دوش مبارک پر قدم رکھ کر بت گراتے تو کیا اس کا یہ مفاد ہوتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو معاذ اللہ اس کام میں عاجز اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قادر تھے۔ غرض ایسے معنے محال، نہ ہرگز عبارت قصہ سے مستفاد، نہ ان کے قائلین بے چاروں کو مراد، واللہ الھادی الی سبیل الرشاد (اور اللہ تعالیٰ ہی درست راستے کی طرف ہدایت عطا فرمانے والا ہے)۔

یہ بیان ابطال استحالہ و اثبات صحت بمعنی امکان کے متعلق تھا۔ رہا اس روایت کے متعلق بقیہ کلام، خلاصہ مقصد اس کا یہ ہے کہ اس (واقعہ) کی اصل کلماتِ بعض مشائخ میں مسطور (لکھی ہوئی ہے)، اس میں عقلی و شرعی کوئی استحالہ نہیں، بلکہ احادیث و اقوال اولیاء و علماء میں متعدد بندگانِ خدا کے لئے ایسا حضورِ روحانی (روحانی طور پر حاضر ہونا) وارد (ہے)۔

مسلم اپنی صحیح اور ابوداود طیالسی مسند میں جابر بن عبداللہ انصاری اور عبد بن حمید بسند حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً، فَقُلْتُ مَا هٰذِهٖ؟ فَقَالُوْا :هٰذَا بِلَالٌ، ثُمَّ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً، فَقُلْتُ :مَا هٰذِهٖ؟ قَالُوْا :هٰذِهِ الْغُمَيْصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ "وَهِيَ أُمُّ سُلَيْمٍ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ)) ترجمہ: میں جب جنت میں داخل ہوا تو ایک پچل سنی، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ملائکہ نے عرض کی: یہ بلال ہیں۔ پھر تشریف لے گیا، پچل سنی، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ عرض کیا: غمیصاء بنت ملحان، یعنی ام سلیم مادرِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(کنز العمال بحوالہ عبد بن حمید عن انس والطیالسی عن جابر ،ج 11،ص653،موسسة الرساله ، بیروت)☆(مسندابی داودالطیالسی ، عن جابر ،ج ،ص 238، دارالمعرفة ،بیروت)☆(صحیح مسلم ، کتاب الفضائل، باب من فضائل ام سلیم ،ج2،ص292، قدیمی کتب خانه ، کراچی)

ان کا انتقال خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوا کما ذکرہ الحافظ فی التقریب ترجمہ: جیسا کہ حافظ نے تقریب میں اس کو ذکر کیا۔

(تقریب التهذیب ،ترجمه ام سلیم بنت ملحان ،ج2،ص688، دارالکتب العلمیه، بیروت)

امام احمد و ابویعلیٰ بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس اور طبرانی کبیر اور ابن عدی کامل بسند حسن ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَسَمِعْتُ فِي جَانِبِهَا وَجْساً فَقُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا بِلَالٌ الْمُؤَذِّنُ)) ترجمہ: میں شب معراج جنت میں تشریف لے گیا اس کے گوشہ میں ایک آواز نرم سنی، پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی: یہ بلال مؤذن ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(کنز العمال، ج 11،ص653،موسسة الرساله، بیروت)☆(الکامل لابن عدی ،ترجمه یحیی بن ابی حبة ابن جناب الکلبی ،ج7،ص2670، دارالفکر ،بیروت)

امام احمد و مسلم و نسائی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً بَيْنَ يَدَيَّ فَقُلْتُ مَا هٰذِهٖ قَالُوا هٰذِهِ الْغُمَيْصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ)) ترجمہ: میں بہشت میں رونق افروز ہوا، اپنے آگے ایک کھٹکا سنا، پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی گئی: غمیصاء بنت ملحان۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من ام سلیم ،ج2،ص292، قدیمی کتب خانه ، کراچی)
☆(مسند احمد بن حنبل، عن انس رضی الله تعالیٰ عنه،ج3،ص99، المکتب الاسلامی، بیروت)

امام احمد و نسائی و حاکم باسناد صحیحہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَاءَةً قُلْتُ :مَنْ هٰذَا؟ "فَقَالُوْا :حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ، كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ)) ترجمہ: میں بہشت میں جلوہ فرما ہوا، وہاں قرآن کریم پڑھنے کی آواز آئی، پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کی گئی: حارثہ بن نعمان۔ نیکی ایسی ہوتی ہے نیکی ایسی ہوتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ،عن عائشه رضی الله عنها،ج6،ص36،المکتب الاسلامی، بیروت) ☆(المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة ،مناقب حارثه بن نعمان،ج 3،ص208، دارالفکر، بیروت) ☆(الاصابة فی تمییز الصحابة بحواله النسائی ،ترجمه حارثه بن نعمان ،ج 1،ص298، دارصادر ،بیروت)

یہ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافتِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں راہی جنان ہوئے قالہ ابن سعد فی الطبقات و ذکرہ الحافظ فی الاصابۃ (ابن سعد نے طبقات میں اور حافظ نے اصابہ میں اس کو ذکر کیا)۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ بحوالہ النسائی، ترجمہ حارثہ بن نعمان، ج 1، ص 299، دار صادر، بیروت)
☆ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ترجمہ حارثہ بن نعمان، ج 3، ص 488، دار الفکر، بیروت)

ابن سعد طبقات میں ابوبکر عدوی سے مرسلاً راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ سَمِعْتُ نَحْمَةً مِنْ نُعَيْمٍ فِي الْجَنَّةِ)) ترجمہ: میں جنت میں تشریف فرما ہوا تو نعیم کی کھکارسنی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الطبقۃ الثانیۃ من المہاجرین والانصار، ترجمہ نعیم بن عبداللہ المعروف النحام، ج 4، ص 138، دار صادر، بیروت)

یہ نعیم بن عبداللہ عدوی معروف بہ نحام (کہ اسی حدیث کی وجہ سے ان کا یہ عرف قرار پایا) خلافت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ترجمہ نعیم بن عبداللہ، ج 3، ص 58، دار صادر، بیروت)

سبحان اللہ! جب احادیث صحیحہ سے احیائے عالم شہادت کا حضور ثابت تو عالم ارواح سے بعض ارواح قدسیہ کا حضور کیا دور۔

امام ابوبکر بن ابی الدنیا، ابوالمخارق سے مرسلاً راوی، حضور پرنور صلوات اللہ سلامہ علیہ فرماتے ہیں ((مررت لیلۃ اسرٰی بی برجل مغیب نور العرش، قلت :من ھذا، املك؟ قیل:لا۔ قلت:نبی؟ قیل:لا۔ قلت :من ھذا؟قال:ھذا رجل کان فی الدنیا لسانہ رطب من ذکر اللہ تعالیٰ وقلبہ معلق بالمساجد ولم یستسب لوالدیہ قط)) ترجمہ: شب اسریٰ میرا گزر ایک مرد پر ہوا کہ عرش کے نور میں غائب تھا، میں نے فرمایا: یہ کون ہے، کوئی فرشتہ ہے؟ عرض کی گئی: نہ۔ میں نے

فرمایا: نبی ہے عرض کی گئی: نہ۔ میں نے فرمایا کون ہے؟ عرض کرنے والے نے عرض کی: یہ ایک مرد ہے دنیا میں اس کی زبان یادِ الٰہی سے تر تھی اور دل مسجدوں سے لگا ہوا، اور (اس نے کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر) کبھی اپنے ماں باپ کو برا نہ کہلوایا۔

(الدر المنثور بحوالہ ابن ابی الدنیا، ج 1، ص 149، مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم، ایران) ☆ (الترغیب والترھیب بحوالہ ابن ابی الدنیا، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ، ج 2، ص 395، مصطفی البابی، مصر)

ثم اقول وباللہ التوفیق (پھر میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے) کیوں راہ دور سے مقصد قرب نشان دیجئے، فیض قادریت جوش پر ہے، بحر حدیث سے خاص گوہر مراد حاصل کیجئے۔ حدیث مرفوع مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام مریدین واصحاب وغلامان بارگاہ آسمان قباب کے شب اسریٰ اپنے مہربان باپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور اقدس کے ہمراہ بیت المعمور میں گئے حضور پرنور کے پیچھے نماز پڑھی، حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ والحمدللہ رب العلمین۔

اب ناظر غیر وسیع النظر متعجبانہ پوچھے گا کہ یہ کیونکر؟ ہاں ہم سے سنے۔ واللہ الموفق۔ ابن جریر وابن ابی حاتم وابویعلیٰ وابن مردویہ وبیہقی وابن عساکر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی، حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ثم صعدت الی السماء السابعۃ فاذاانا بابراھیم الخلیل مسندا ظھرہ الی البیت المعمور واذابامتی شطرین شطر علیھم ثیاب بیض کانھا القراطیس وشطر علیھم ثیاب رمد فدخلت البیت المعمور ودخل معی الذین علیھم الثیاب البیض وحجب الاخرون الذین

علیهم ثیاب رمد وهم علی خیر فصلیت انا ومن معی من المومنین فی البیت المعمور ثم خرجت انا ومن معی)) ترجمہ: پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا، ناگاہ وہاں ابراہیم خلیل اللہ ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرما ہیں اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پائی، ایک قسم کے سپید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح، اور دوسری قسم کا خاکستری لباس۔ میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ سپید پوش بھی گئے، میلے کپڑوں والے روکے گئے مگر ہیں وہ بھی خیر وخوبی پر۔ پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی۔ پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔

(تاریخ دمشق الکبیر، باب ذکر عروجه الی السماء، ج 3،ص 294، دار احیاء التراث العربی، بیروت) ☆ (دلائل النبوة للبیهقی، باب الدلیل علی ان النبی صلی الله علیه وسلم عرج به الی السماء، ج 2، ص 393,394، دار الکتب العلمیة، بیروت) ☆ (الدر المنثور بحواله ابن جریر وابن حاتم وغیره، ج 5، ص 172، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ظاہر ہے کہ جب ساری امت مرحومہ بفضلہ عزوجل شریف باریاب سے مشرف ہوئی یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی۔ تو حضور غوث الوریٰ اور حضور کے منتسبان باصفا تو بلاشبہہ ان اجلی پوشاک والوں میں ہیں، جنہوں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھی، والحمدللہ رب العالمین۔

اب کہاں گئے وہ جاہلانہ استبعاد کہ آج کل کے کم علم مفتیوں کے سدراہ ہوئے، اور جب یہاں تک بحمد اللہ ثابت تو معاملہ قدم میں کیا وجہ انکار ہے کہ قولِ مشائخ کو خواہی نخواہی رد کیا جائے۔ ہاں سند محدثانہ نہیں، پھر نہ ہو، اس جگہ اسی قدر بس ہے۔ سند معنعن کی حاجت نہیں۔

امام خاتمۃ المحدثین جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ الشریف نے "مناهل

الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء" میں ایک روایت کی نسبت تحریر فرمایا ''لم اجده فی شیء من کتب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخله ذکراه فی ضمن حدیث طویل و کفی بذلك سندا لمثله فانه لیس مما یتعلق بالاحکام'' ترجمہ: میں نے یہ روایت کسی کتابِ حدیث میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایت کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انہیں کچھ باب احکام سے تعلق نہیں۔

(نسیم الریاض بحواله مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء، الفصل السابع، ج 1، ص 248، برکات رضا گجرات، ہند)

اور یہ تو کسی سے کہا جائے کہ حضرات مشائخ کرام قدست اسرارہم کے علوم اسی طریقہ سند ظاہری حدثنا فلان عن فلان میں منحصر نہیں، وہاں ہزار ہا ابواب وسیعہ واسباب رفیعہ ہیں کہ اس طریقہ ظاہرہ کی وسعت ان میں سے کسی کے ہزارویں حصہ تک نہیں، تو اپنے طریقہ سے نہ پانے کو ان کی تکذیب کی حجت جاننا کیسی ناانصافی ہے۔

انسان کی سعادت کبریٰ ان مدارج عالیہ ومعارک غالیہ تک وصول رہے اور اس کی بھی توفیق نہ ملے تو کیا درجۂ تسلیم، نہ کہ معاذ اللہ انکار وتکذیب کہ سخت مہلکۂ ہائلہ ہے، والعیاذ باللہ رب العلمین (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا)۔

بالجملہ روایت نہ عقلاً دور نہ شرعاً مہجور، اور کلمات مشائخ میں مسطور وماثور اور کتب احادیث میں ذکر معدوم نہ کہ عدم مذکور، نہ روایاتِ مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور، اور قدرت قادر وسیع وموفور، اور قدر قادری کی بلندی مشہور، پھر رد وانکار کیا

مقتضائے ادب وشعور۔ (فتاوی رضویہ، ج28، ص420تا427، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

صدیق اکبر اور غوث پاک

سوال: یہ عقیدہ رکھنا کیسا ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں۔

جواب: جس کا عقیدہ ہو کہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جناب افضل الاولیاء المحمدیین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں یا ان کے ہمسر ہیں، گمراہ بد مذہب ہے۔ سبحان اللہ، اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام اولیاء مرجع العرفاء امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اکرم وافضل واتم واکمل ہیں جو اس کا خلاف کرے اسے بدعتی، شیعی، رافضی مانتے ہیں، نہ کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفضیل (فضیلت) دینی کہ معاذ اللہ انکار آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ وخرق اجماع امت مرحومہ ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ مسکین اپنے زعم میں سمجھا کہ میں نے حق محبت حضور پرنور سلطان غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادا کیا کہ حضور کو ملک مقرب پر غالب یا افضل بتایا، حالانکہ ان بیہودہ کلمات سے پہلے بیزار ہونے والے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، وباللہ التوفیق۔ (فتاوی رضویہ، ج28، ص419,420، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

غوث پاک کس کس سے افضل

سوال: ہمیں اس بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کس کس سے افضل ہیں؟

جواب: اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے امام اہل سنت امام

احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "عقیدہ وہ چیز ہے جس کا اعتقاد ومدار سنیت اوراس کا انکار بلکہ اس میں تردد گمراہی وضلالت، اس قسم کے امور ان مسائل سے نہیں ہوتے، ہاں وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقق ہے اور بشہادت اولیاء وشہادت سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام وبمرویات اکابر ائمہ کرام ثابت ہے یہ ہی ہے کہ باستثناء انکے جن کی افضلیت منصوص ہے جیسے جملہ صحابہ کرام وبعض اکابر تابعین عظما کہ ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ﴾ (اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے۔) ہیں۔

اور اپنے ان القاب سے ممتاز ہیں ولہذا اولیاء وصوفیہ ومشائخ ان الفاظ سے ان کی طرف ذہن نہیں جاتا اگرچہ وہ خود سرداران اولیاء ہیں، وہ کہ ان الفاظ سے مفہوم ہوئے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوں جیسے سائر اولیائے عشرہ کہ احیائے موتٰی فرماتے تھے، خواہ حضور سے متقدم ہوں جیسے حضرت معروف کرخی وبایزید بسطامی وسید الطائفہ جنید وابوبکر شبلی وابوسعید خراز، اگرچہ وہ خود حضور کے مشائخ ہیں، اور جو حضور کے بعد ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند وحضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی وحضرت سیدنا بہاؤ الملۃ والدین نقشبند اوان اکابر کے خلفاء ومشائخ وغیرہم قدس اللہ اسرارھم وافاض علینا برکتہم وانوارھم (اللہ تعالیٰ انکے اسرار کو مقدس بنائے اوران کی برکات وانوار ہمیں عطا فرمائے۔) حضور سرکار غوثیت مدار بلا استثنا ان سب سے اعلیٰ واکمل وافضل ہیں، اور حضور کے بعد جتنے اکابر ہوئے اور تا زمانہ سیدنا امام مہدی ہوں گے کسی سلسلہ کے ہوں یا سلسلہ سے جدا افراد ہوں غوث، قطب، امامین، اوتاد اربعہ، مبدلائے سبعہ، ابدال سبعین، نقبا، نجبا، ہر دورہ کے عظماء، کبراسب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل ومکمل ہیں۔

یہ ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی سرکار کی بڑائی چاہتا ہے مگر من وتو زید وعمرو کے

چاہے کچھ نہیں ہوتا، چاہنا اس کا ہے جس کے ہاتھ میزانِ فضل ہے ،غلبہ شوق اور چیز ہے اور ثبوت دلائل اور۔ ہم جو کہتے ہیں خود نہیں کہتے بلکہ اکابر کا ارشاد ہے اجلہ اعاظم کا جس پر اعتماد ہے، ایک تو خود حضور والا کا وہ فرمان واجب الاذعان کہ ''قدمی هذہٖ علی رقبة كل ولی الله'' ترجمہ: میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

(بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار، ذکر اخبار المشائخ عنه بذلك ،ص 4،مصطفی البابی ، مصر)

کہ حضور والا سے متواتر ہوا اور اکابر اولیاء نے بحکم الٰہی اسے قبول کیا اور قدمِ اقدس اپنی گردنوں پر لیا۔

نیز ارشاد اقدس ''الانس لهم مشائخ والجن لهم مشائخ والملئكة لهم مشائخ وانا شيخ الكل لاتقيسونی باحد ولاتقيسوا على احدًا'' ترجمہ: آدمیوں کیلئے شیخ ہیں اور جن کیلئے شیخ ہیں اور فرشتوں کیلئے شیخ ہیں اور میں ان سب کا شیخ ہوں، مجھے کسی پر نہ قیاس کرنہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو۔

(بہجۃ الاسرار ومعدن انوار، ذکر كلمات اخبربها عن نفسه محدثابنعمة رب،ص 22,23، مصطفی البابی ، مصر)

حضور کے زمانہ اقدس کے دو ولی جلیل حضرت سید ابو السعود بن احمد بن ابی بکر حریمی و حضرت سیدی ابو عمرو عثمٰن الصریفینی قدس اللہ سرھما فرماتے ہیں ''واللہ ماا ظهر الله تعالىٰ ولا يظهر الى الوجود مثل الشيخ محی الدين عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' ترجمہ: خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے کوئی ولی ظاہر کیا نہ ظاہر کرے مثل شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

(بہجۃ الاسرار ومعدن انوار، ذکر فصول من كلامه مرصعابشئی من عجائب احواله الخ،ص 25، مصطفی البابی ، مصر)

سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''ما او صل الله تعالىٰ وليا الى مقام الا وكان الشيخ عبد القادر اعلاه ولا وهب الله المقرب حالا الا كان الشيخ عبد القادر اجله وما اتخذ الله وليا كان او يكون الا وهو متأدب معه الى يوم القيمة'' ترجمہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا شیخ عبد القادر اس سے اعلیٰ رہے ،اور جس مقرب کو کوئی حال عطا کیا شیخ عبد القادر اس سے بالا رہے، اللہ کے جتنے اولیا ہوئے اور جتنے ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبد القادر کا ادب کرتے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار ومعدن انوار، ذکر الشیخ ابو محمد القاسم بن عبد البصری ،ص 173، مصطفی البابی ، مصر)(فتاوی رضویہ، ج 28،ص 362تا365،رضا فاؤنڈیشن ،لاہور)

اعلیٰ حضرت بارگاہ غوثیت میں عرض کرتے ہیں:

صحابیت ہوئی پھر تابعیت بس آگے قادری منزل ہے یا غوث
ہزاروں تابعی سے توفزوں ہے وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث

سوال : شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سید نہیں ،اس کا کیا جواب ہے؟

جواب : سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً قطعاً اجل سادات کرام سے ہیں، حضور کی سیادت متواتر ہے، حضرت سیدی امام اوحد ابو الحسن لخمی قدس سرہ کی بہجۃ الاسرار شریف اور امام جلیل عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی کی اسنی المفاخر و علامہ علی قاری کی نزہۃ النواظر اور مولانا نور الدین جامی کی نفحات الانس اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی کی زبدۃ الآثار وغیرہم اجلہ اکابر کی معتمدات اسفار ملاحظہ ہوں۔

(فتاوی رضویہ، ج 26،ص 437,438،رضا فاؤنڈیشن ،لاہور)

فصلِ پنجم: نمازِ غوثیہ

قضائے حاجات کے لیے ایک مجرب (آزمائی ہوئی) نماز صلاۃ الاسرار (نمازِ غوثیہ) ہے جو امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی بہجۃ الاسرار میں اور مُلّا علی قاری و شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رضی اللہ تعالٰی عنہم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

نمازِ غوثیہ کی ترکیب

اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نمازِ مغرب سنّتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل ھو اللہ پڑھے سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرے پھر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر گیارہ بار دُرود وسلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ۔ ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) کے رسول! اے اللہ (عزوجل) کے نبی! میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجئے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر یہ کہے: یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ وَ یَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ۔ ترجمہ: اے جن و انس کے فریاد رس اور اے دونوں طرف (ماں باپ) سے بزرگ! میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجئے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

پھر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے توسل سے اللہ عزوجل سے دُعا کرے۔

(بہار شریعت، حصہ 4، ص686، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ غوثیت میں عرض کرتے ہیں:

حسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

اعتراضات کے جوابات

سوال: فتاویٰ رضویہ میں امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ

نمازِ غوثیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے یا نہیں؟ زید اس پر درج ذیل اعتراضات کرتا ہے:

(1) اس کی روایت بے اصل ہے اور بہجۃ الاسرار میں کسی فاسق بدعتی کا الحاق ہے اور یہ تصانیفِ شیخ اکبر و امام شعرانی کی طرح ہے کہ جس طرح ان میں الحاق ہوئے، اسی طرح اس میں بھی الحاق ہوئے ہیں۔

(2) نمازِ فرض کے بعد قبلے سے انحراف اور کسی ولی کے مزار کی تعیینِ سمت اور ہیئتِ نماز میں انتہائی تعظیم کے ساتھ اس طرف چلنا ہرگز درست نہیں، یہ اخلاص اور توکل کے خلاف ہے۔

(3) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب وسنت وسیرتِ صحابہ کی مکمل پیروی کرتے تھے اور اخلاص والے تھے وہ کیونکر فرماتے کہ بعد نمازِ مغرب عراق کی طرف دل سے متوجہ ہوکر میرا نام لے کر حاجت چاہو، یہ فعل کتاب وسنت وطریقہ خلفائے راشدین کے خلاف ہے۔

(4) عوام کہ اسے عملِ مشائخ کہتے ہیں قابلِ التفات نہیں کہ مشائخ میں جو اہل علم فقہاء و ائمہ ہوئے کسی نے اس کے مثل تصریح نہ کی، صحابہ محبت و تعظیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہم سب سے زیادہ اور ثواب وحسنات پر بہت حریص تھے، اگر یہ عمل موجبِ ثواب ہوتا تو سلف کرام بلکہ خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کی طرف کرتے، آیا یہ کلام اس کا غلط ہے یا صحیح؟

جواب: امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام اعتراضات کے جوابات حسبِ عادت نہایت مدلل انداز میں دیئے ہیں، سب سے پہلے اس بات کا جواب دیا کہ یہ نماز حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے، چنانچہ فرماتے ہیں ''فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام قدست اسرارہم العزیزہ کی معمول اور قضائے حاجات وحصول مرادات (مقاصد کے حصول) کے لئے عمدہ طریق مرضی (پسندیدہ) ومقبول اور حضور پرنور غوث الکونین غیاث الثقلین صلوات اللہ وسلامہ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ سے مروی ومنقول، اجلہ علماء واکابر کملا اپنی تصانیف علیہ میں اسے روایت کرتے اور مقبول ومقرر ومسلم معتبر رکھتے آئے۔'' (فتاوی رضویہ، ج7، ص571، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اس نماز کا تذکرہ کرنے والے علماء

اس کے بعد جن علماء نے اپنی اپنی کتب کے اندر اس روایت کو بیان کیا، ان کا تذکرہ فرمایا:

(1) امام ابوالحسن نورالدین علی بن یوسف شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ بہجۃ الاسرار شریف میں اسے ذکر کیا۔

(2) شیخ شیوخ علماء الہند شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ الآثار میں اسے بیان کیا۔

(3) امام جلیل علامہ نبیل امام عبداللہ یافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ خلاصۃ المفاخر فی اختصار مناقب الشیخ عبدالقادر نے روایت کی۔

(4) یونہی فاضل کامل مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ شروح فقہ اکبر ومشکوۃ نے نزہۃ الخاطر میں ذکر فرمایا۔ زبدہ مبارکہ میں اپنے شیخ واستاذ کا اس نماز کی اجازت دینا اور اپنا اجازت لینا بیان کیا۔

(5) حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ سے اس نماز مبارک میں خاص ایک نفیس رسالہ ہے۔

(6) شیخ محقق کے اس رسالہ سے ثابت کہ حامل شریعت کامل طریقت سیّدی عبدالوہاب متقی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب بہجۃ الاسرار کو معتمد ومعتبر اور اس مبارک روایت کو مسلم ومقرر فرمایا۔

(7) مولینا شیخ وجیہ الدین علوی احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے سال پیدا ہوئے، حضرت شیخ غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدِ سعید اور حضرت شیخ محقق کے استاد مجید اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے شیخ سلسلہ اور صاحب مقامات رفیعہ وصاحبِ تصانیف کثیرہ ہیں، بیضاوی وہدایہ وتلویح وشرح وقایہ ومطول ومختصر وشروح عقائد مواقف وغیرہا پر حواشی مفیدہ رکھتے ہیں اور کبرائے منکرین نے بھی اپنے رسائل میں اُن سے استناد کیا، نہایت شدومد سے اس نماز مبارک کی اجازت دیتے اور اس پر نہایت تاکید کے ساتھ ترغیب دلاتے۔

(8) شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں بھی اسے ذکر کیا۔

(9) مولانا ابوالمعالی محمد مسلمی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۂ قادریہ شریف میں اس نماز کو ذکر کیا، یہ وہ بزرگ ہیں جنہیں شیخ محقق نے رسالۂ مذکورہ میں علمائے سلسلۂ علیہ سے شمار کیا۔

(10) سیدنا ومولینا حضرت سید شاہ حمزہ عینی قادری فاطمی حسینی رحمۃ اللہ علیہ

نے کاشف الاستار شریف میں اسے نقل وارشاد فرمایا۔

(11) امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ تصریح فرماتے ہیں کہ حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اصحاب رحمہم اللہ اس نماز کو عمل میں لاتے۔

(12) اور زبدۃ الآثار میں اولیائے طریقہ علیہ عالیہ کے آداب میں فرمایا "وملازمته صلوة الاسرار التی بعدها التخطی احدی عشرة خطوة"
ترجمہ: اس خاندان پاک کے آداب سے ہے صلوٰۃ الاسرار (نمازِ غوثیہ) کی مداومت کرنی جس کے بعد گیارہ قدم چلنا ہے۔

(زبدۃ الاسرار، خاتمۃ الکتاب، ص126، مطبوعہ مطبع بکسلنگ کمپنی، دہلی)

علماءِ ناقلین کے تذکرہ کے بعد فرماتے ہیں "اس (نماز) کا اعمالِ مشائخ کرام سے ہونا نہ ماننا آفتابِ روشن کا انکار کرنا ہے اور خود کون سی راہ ہے کہ ان ائمہ و اکابر کو خواہی نخواہی جھٹلایئے اور عیاذ باللہ بدعتی و ناحق کوش ٹھہرایئے، پھر یہ مقبولان خدا صرف اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اسے خاص حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بتاتے ہیں اور حضور کے ارشاد واجب الانقیاد پر رَدّ وایراد اگر انجانی سے نہ ہو تو معاذ اللہ وہ آتش سوزاں وبلائے بے درماں وقہر بے امان ہے جس کا مزہ اس دارالغرور والاقتباس میں نہ کھلا تو کل کیا دور ہے۔ ﴿اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝﴾ ترجمہ: بیشک ان کا وعدہ صبح کا وقت ہے کیا صبح قریب نہیں۔

حضور خود ارشاد فرماتے ہیں "تکذیبکم لی سم قاتل لادیانکم و سبب لذهاب دنیاکم واخراکم" ترجمہ: میرے ارشاد کو خلاف بتانا تمہارے دین کے لئے زہر قاتل اور تمہاری دنیا و عقبیٰ دونوں کی بربادی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

علماء ناقلین کی توثیق

پھر امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے علماءِ ناقلین کی ثقاہت وعدالت ان الفاظ

کے ساتھ بیان کی" اور ان اکابران ملت وعلمائے اُمت کو نقل وروایت میں بھی غیر موثوق جاننا اسی دارالفتن ہندوستان میں آسان ہے جہاں نہ کسی منہ کو لگام، نہ کسی زبان کی روک تھام۔ یہ امام ابوالحسن نور الدین علی شطنوفی قدس سرہ، کہ بہجۃ الاسرار شریف کے مصنف اور برطرزِ حدیث بسند متصل اس روایت جلیلہ کے پہلے مخرّج ہیں اجلّہ علماء وائمہ قرأت واکابر اولیاء وسادات طریقت سے ہیں امام اجل شمس الدین ابن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ کہ اجلہ محدثین وعلمائے قرائت سے ہیں جن کی حصن حصین مشہور ومعروف دیار وامصار ہے اس جناب کے سلسلۂ تلامذہ میں ہیں انہوں نے یہ کتاب بہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند واجازت حاصل کی اپنے رسالہ طبقات القراء میں فرماتے ہیں "انی قرأت هذالکتاب اعنی بهجة الاسرار بمصر وکان فی خزانة سلطان المصر، علی الشیخ عبدالقادر و کان من اجلة مشایخ مصر، فاجازنی روایته" یعنی میں نے یہ کتاب بہجۃ الاسرار مصر میں خزانہ شاہی سے حاصل کر کے شیخ عبد القادر سے کہ اکابر مشائخ مصر سے تھے پڑھی اور انہوں نے مجھے اس کی روایت کی اجازت دی۔

امام شمس الدین ذہبی مصنف میزان الاعتدال کہ علم حدیث ونقد رجال میں اُن کی جلالت شان عالم آشکار، اس جناب کے معاصر (ہم عصر) تھے اور باآنکہ حضرات صوفیہ کرام کے ساتھ اُن کی روش معلوم ہے، امام ابوالحسن ممدوح کی ملاقات کو اُن کی مجلس تدریس میں گئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں اُن کی مدح وستائش سے رطب اللساں ہوئے فرماتے ہیں "علی بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد نورالدین شیخ القراء بالدیار المصریة ابوالحسن اصله من الشام ولد بالقاهرة سنة اربع واربعین وستمائة وتصدر للاقراء بجامع الازهر

وغیرہ تکاثر علیه الطلبة و حضرت مجلس اقراہ فاعجبتی سمته و سکوته
و کان ذاعزام بالشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جمع اخبارہ و مناقبه
فی نحو ثلث مجلدادت ملخصاً ''، یعنی علی بن جریر لخمی شطنوفی امام یکتا ہیں
نورالدین لقب ابوالحسن کنیت بلاد مصر میں علمائے قرأت کے استاد ہیں اصل ان کی
شام سے ہے 644ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر وغیرہ میں مسند اقرأ
پر صدر نشینی کی بکثرت طلبہ ان کے پاس جمع ہوئے میں اُن کی مجلس درس میں حاضر ہوا
ان کی نیک روش و کم سختی مجھے پسند آئی حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
شیدائی تھے انہوں نے حضور کے فضائل تین مجلد کے قریب میں جمع کیے ہیں۔

پر ظاہر کہ امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مثل سے یہ کلماتِ جلیلہ اس جناب کی
کمال وثاقت وعدالت ووفور علم وجلالت پر شاہد عدل ودلیل فصل ہیں اور خود امام اوحد
یعنی بے مثل امام یکتا، کالفظ اجل واعظم تمام فضائل ومناقب جلیلہ کا یکتا جامع اکمل
واتم ہے۔

وہ جناب سند عالی رکھتے اور زمانہ اقدس حضور پر نور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے نہایت قریب ہیں انہیں حضور اقدس تک صرف دو واسطے ہیں قاضی القضاۃ امام
اجل حضرت سیدنا ابوصالح نصر قدس سرہ کے اصحاب سے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد
حضرت سیدنا ابوبکر تاج الملۃ والدین عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ اور وہ اپنے والد ماجد
حضور پر نور سید السادات غوث الافراد قطب الارشاد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
خلیفہ ومرید وصاحب ومستفید ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ زبدۃ
الآثار شریف میں فرماتے ہیں یہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم وشریف ومشہور ہے اور
اس کے مصنف علمائے قرأت سے عالم معروف ومشہور اور ان کے احوال شریفہ

کتابوں میں مذکور ومسطور، پھر ذہبی وابن الجزری کے وہ اقوال نقل فرمائے۔
امام یافعی وعلامہ علی قاری وحضرت شیخ محقق دہلوی وغیرہم اکابر کی امامت
وجلالت ووثاقت عدالت سے کون آگاہ نہیں۔

وکیف یصح فی الاعیان شیء   اذا احتاج النہار الی دلیل

ترجمہ: جب روز روشن دلیل کا محتاج ہو جائے تو پھر کسی چیز کا وجود کیسے ثابت
ہوسکتا ہے۔

بالجملہ ایسے اکابر کی روایات معتمدہ کو بے وجہ وجیہ رَدّ کر دینا یا سخت جہالت
ہے یا خبث وضلالت والعیاذ باللہ سبحنہ وتعالیٰ۔

دعوی الحاق کا جواب

دعوی الحاق کا جواب دیتے ہوئے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں ''اور بے دلیل دعوٰی الحاق محض مردود، ورنہ تصانیف ائمہ سے امان اُٹھ جائے اور
نظام شریعت درہم وبرہم نظر آئے جو سند پیش کیجئے مخالف کہہ دے یہ الحاقی ہے، چلئے
تمسک واستناد کا دروازہ ہی بند ہوگیا" ہیہات " کیا بزور زبان کچھ کہہ دینا، قابلِ قبول
ہوسکتا ہے، حاشا وکلا ادعائے بے دلیل مطرود وذلیل، ہاں ہم کو مسلم کہ بعض کتابوں
میں بعض الحاق بھی ہوئے مگر اس سے ہر کتاب کی ہر عبارت تو مطروح یا مشکوک نہیں
ہوسکتی کسی خاص عبارت کی نسبت یہ دعوٰی زنہار مسموع نہیں جب تک بوجہ وجیہ اس
میں الحاق ثابت نہ کر دیں۔''

ثبوتِ الحاق کے طریقے

پھر امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام کے لحاظ سے الحاق کے ثبوت
کے دو طریقے ارشاد فرمائے ہیں:

(1) جس عبارت کی نسبت الحاق کا دعوی ہو اس کتاب کے صحیح معتمد قدیم نسخے اس عبارت سے خالی ہوں یا خاص مصنف کا اصل مسودہ پیش کیا جائے جس میں وہ عبارت نہ ہو۔

(2) مصنف کا معتمد امام ہونا معلوم ہو اور جو کلام بغیر تواتر کے ان کی طرف منسوب کیا جارہا ہے وہ صریح معصیت یا ایسی بدمذہبی پر مشتمل ہو جس میں اصلاً تاویل کی گنجائش نہ ہو۔

اور یہ دونوں صورتیں نمازِ غوثیہ میں موجود نہیں۔

چنانچہ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جس کے لئے امثال مقام میں صرف دو طریقے متصور، **ایک** تو یہ کہ اس کتاب کے صحیح، معتمد، عمدہ، قدیم نسخے اس عبارت سے خالی ملیں یا خاص مصنف کا اصل مسودہ پیش کیا جائے جس میں اس عبارت کا نشان نہ ہو، حضرت جناب شیخ اکبر و امام شعرانی قدس سرہما کی تصانیف میں الحاق یونہی ثابت ہوا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار میں فرماتے ہیں ''قدم علینا الاخ العالم الشریف شمس الدین السید محمد ابن السید ابی الطیب المدنی المتوفی خمس و خمسین و تسعمائة فذاکرته فی ذلک فاخرج الی نسخة من الفتوحات التی قابلها علی النسخة التی علیها خط شیخ محی الدین نفسه بقونیة فلم ارفیها شیئا مما توقفت فیه و حذفته فعلمت ان النسخ التی فی مصر ان کلها کتبت من النسخة التی دسوا علی الشیخ فیها مایخالف عقائد اهل السنة و الجماعة کماوقع له ذلک فی کتاب الفصوص و غیره ''یعنی ہمارے دوست عالم شریف سید شمس الدین محمد بن سید ابوالطیب مدنی جن کی وفات 955ھ میں ہوئی ہمارے یہاں آئے میں نے فتوحات

شیخ اکبر قدس سرہ، کا تذکرہ کیا انہوں نے ایک نسخہ فتوحات نکالا جسے انہوں نے اس نسخے سے مقابلہ کیا تھا جو شہر قونیہ میں کہ شیخ اکبر قدس سرہ، کا وطن ہے خاص شیخ قدس سرہ کے دستخط شریف سے مزیّن ہے اس نسخے میں میں نے کہیں ان عبارتوں کا نشان نہ پایا جن میں مجھے تردّد تھا اور میں نے فتوحات کے انتخاب میں قلم انداز کردی تھیں تو مجھے یقین ہوا کہ اب جس قدر نسخے مصر میں ہیں سب اسی نسخے سے نقل ہوئے ہیں جس میں لوگوں نے عقائد اہلسنت و جماعت کے خلاف عبارتیں شیخ پر افترا کر کے ملادی ہیں جیسا کہ ان کی فصوص وغیرہ کے ساتھ بھی یہی واقع ہوا۔

(کشف الظنون بحوالہ لواقع الانوار القدسیہ من الفتوحات المکیہ، ج2، ص1238، مطبوعہ مکتبۃ المثنی، بغداد)

(اپنے مدعا پر مزید عبارات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں) اب کلام امام شعرانی کا حال سنئے، خود امام موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میزان میں فرماتے ہیں ''وقع لی ذلک من بعض الاعداء فانهم دسوا فی کتابی المسمی، بالبحر المورود فی المواثیق والعهود، امور اتخالف ظاهر الشریعة و داروبها فی الجامع الازهر وغیره و حصل بذلک فتنة عظیمة وماخمدت الفتنة حتی ارسلت لهم نسختی التی علیها خطوط العلماء ففتشها العلماء فلم یجدوافیها شیئا ممایخالف ظاهر الشریعة ممادسه الاعداء فاللّٰه تعالیٰ یغفرلهم ویسامحهم ''یعنی مجھے یہ واقعہ بعض اعداء کے ساتھ پیش آچکا ہے انہوں نے میری کتاب البحر المورود فی المواثیق والعهود میں خلاف شرع باتیں الحاق کردیں اور اسے جامع ازہر وغیرہ میں لئے پھرے اور اس کے سبب بڑا فتنہ اٹھا اور فرو نہ ہوا یہاں تک کہ میں نے ان کے پاس اپنا نسخہ جس پر علما کے دستخط تھے بھیج دیا اہل علم نے تلاش کی تو اس میں وہ امور مخالفہ شریعت جو دشمنوں نے ملادیئے تھے اصلاً نہ پائے اللہ تعالیٰ ان کی

مغفرت کرے اور درگزر فرمائے۔

(المیزان الکبری ،مقدمۃ الکتاب ،ج1،ص9،مطبوعہ مصطفی البابی ،مصر)

خیر ایک طریقہ تو ثبوت الحاق کا یہ ہے **دوسرے** یہ مصنف کا امام معتمد وعالم متدین، مستند ہونا معلوم ہے اور یہ کلام کہ بے تواتر حقیقی اس کی طرف نسبت کیا گیا صریح معصیت یا بدمذہبی وضلالت جس میں اصلاً تاویل وتوجیہ کی گنجائش ہی نہیں تو اس وجہ سے کہ علماء تو علماء عام اہل اسلام کی طرف بے تحقق وتواتر وثبوت قطعی کسی کبیرہ کی نسبت مقبول نہیں کما نص علیہ الامام الاجل حجۃ الاسلام محمد الغزالی قدس سرہ العالی فی الاحیاء (جیسا کہ امام غزالی قدس سرہ نے "احیاء العلوم" میں اس کی تصریح کی ہے۔) رَد کردیں گے اور تحسیناً للظن (حسنِ ظن رکھتے ہوئے) الحاق کہیں گے۔

اور اسی سے ملحق ہے بات کا ایسا سخیف ورذیل ہونا کہ کسی طرح عقل سلیم اس امام عظیم سے اس کا صدور منظور نہ کرے جیسے باب ذوی الارحام میں قبیل فصل صنف اول سراجیہ میں یہ مہمل عبارت "لان عندھما کل واحد منھم اولی من فرعہ وفرعہ وان سفل اولی من اصلہ" ترجمہ: کیونکہ ان دونوں کے نزدیک ان میں سے ہر ایک اپنی فرع سے اولیٰ ہے اور اس کی فرع اگر چہ نچلی ہو اصل سے اولیٰ ہے۔

(السراجی فی المیراث ،باب ذوی الارحام، ص39،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

جس کے لئے اصلاً کوئی محصل نہیں ولہذا علامہ سید شریف نے شرح میں نقل فرمایا "لم یتحصل منھا معنی فھی من ملحقات بعض الطلبۃ القاصرین" اس کا کوئی معنی نہیں بنتا لہٰذا یہ بعض نالائق طلباء کی الحاق کردہ عبارت ہے۔

(حاشیۃ ضیاء السراج مع السراج ،بحوالہ شرح سیدشریف،ص 39،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)

اور اسی قبیل سے ہے وہ عبارت جس میں کسی طائفہ زائفہ کے لئے کوئی غرض

فاسد ہو اور امام مصنف اس سے بَری اور جابجا خود اس کا کلام اس غرض مردود کے خلاف پر شاہد، جیسے بعض خدانا ترسوں کا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی کی طرف معاذ اللہ کلمات مذمت امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیّدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبت کرنا حالانکہ اُن کی کتاب متواترہ احیاء وغیرہ مناقب امام کی شاہد عدل ہیں۔

اور مثل آفتاب روشن و بے نقاب کہ مانحن فیہ (جس میں ہم بات کررہے ہیں) میں ان صورتوں سے کوئی شکل نہیں والحمدللہ رب العلمین۔

اگر منکر بہجۃ الاسرار شریف کے نسخ قدیمہ صحیحہ معتمدہ اس روایت سے خالی دکھا دیتا یا زبانی انکار کے سوا کوئی دلیل معقول قابل قبول ارباب عقول، اس کے یقینی ضلالت ومخالف عقیدہ اہل سنت ہونے پر قائم کرلیتا تو اس وقت دعوٰی الحاق زیب دیتا، نہ کہ علی الرغم اس کے، علمائے مابعد، طبقہ فطبقہ اس روایت کو نقل فرمائیں، اور مقرر ومسلم رکھتے آئیں اور بہجۃ کا ایک نسخہ معتمدہ بھی اس کے خلاف نہ ملے اور محض براہ سینہ زوری الحاق کا ادعائے باطل کردیا جائے، فن اصول میں جسے ادنٰی مداخلت ہے اس پر کالشمس واضح کہ مجرد امکان، منافی قطع ویقین بالمعنی الاعم نہیں، جب تک احتمال ناشئی عن دلیل نہ ہو ورنہ تمام نصوص قرآن وحدیث سے ہاتھ دھو بیٹھے، اور یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ منکر کا تصانیف شریفہ جناب شیخ اکبر وامام شعرانی قدس سرھما کی نظیر دینا کس درجہ لغو وبے محل تھا، کہاں وہ روشن وقائع قطعی ثبوت، کہاں یہ زبانی شوسے حیلہ مبہوت، کاش منکر نے جہاں تصانیف مذکورہ کا نام لیا تھا وہاں امام شعرانی کے اقوال مسطورہ بھی نقل کرلاتا، کہ دعوی مدلل وادعائے بے دلیل کا فرق کھل جاتا۔

قرآن وحدیث کے خلاف کہنے کا رد

معترض نے ایک اعتراض یہ کیا تھا کہ یہ نماز قرآن وحدیث کے خلاف ہے

اس کا جواب دیتے ہوئے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اور اس نماز کو قرآن وحدیث کے خلاف بتانا محض بہتان وافترا (ہے)، ہرگز ہرگز قرآن وحدیث میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث اپنے دعوے میں پیش کرسکا، ہر جگہ صرف زبانی ادّعا سے کام لیا مگر یہ وہی جہالتِ قبیحہ وسفاہت فضیحہ ہے جس میں فرقہ جدیدہ وطائفہ حادثہ قدیم سے مبتلا یعنی قرآن وحدیث میں جس امر کا ذکر نہیں وہ ممنوع ہے اگرچہ اس کی ممانعت بھی قرآن وحدیث میں نہ ہو، ان ذی ہوشوں کے نزدیک امرونہی میں کوئی واسطہ ہی نہیں اور عدم ذکر ذکرِ عدم ہے پھر خدا جانے سکوت کس شے کا نام ہے!'' (فتاوی رضویہ، ج7، ص581، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عدمِ ممانعت دلیلِ جواز ہے

قرآن وحدیث میں جس کی ممانعت نہ ہو وہ کام جائز ہوتا ہے جبکہ بدمذہب مسلمانوں کے ان معمولات جن کی ممانعت پر قرآن وحدیث سے اصلاً کوئی دلیل نہیں ہوتی ان کو ناجائز وحرام کہتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں اس کا حکم نہیں، حالانکہ یہ بات قرآن وحدیث کے خلاف ہے کیونکہ قرآن وحدیث نے ہمیں جو اصول دیا ہے وہ یہ ہے کہ جس چیز سے قرآن وحدیث نے منع کیا وہ ممنوع، جس کا حکم دیا وہ کرنا ہے اور جس چیز کا حکم بھی نہیں اور ممانعت بھی نہیں وہ بھی کرسکتے ہیں، لہذا اگر کوئی بدمذہب کہے کہ فلاں چیز کا ثبوت دو، تو ہمارا جواب یہ ہونا چاہیے کہ آپ اس کی ممانعت کا ثبوت دو کہ قرآن وحدیث میں کہاں لکھا کہ یہ کام منع ہے، اگر قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت نہیں تو یہ جائز ہے۔ اس اصول پر دلائل دیتے ہوئے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ترمذی وابن ماجہ وحاکم سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں (اَلْحَلَالُ

مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ) ترجمہ: حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے یعنی اس میں کچھ مواخذہ نہیں۔

(جامع الترمذی، ابواب اللباس، باب ماجاء فی لبس الفراء، ج1، ص206، مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی)☆(سنن ابن ماجہ، باب اکل الجبن والسمن، ج2، ص249، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں موجود کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝﴾ اے ایمان والو! وہ باتیں نہ پوچھو کہ تم پر کھول دی جائیں تو تمہیں برا لگے اور اگر قرآن اُترتے وقت پوچھو گے تو تم پر ظاہر کردی جائیں گے اللہ نے اُن سے معافی فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ7، سورۃ المائدۃ، آیت:101)

بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ان کا حکم دیتے تو فرض ہوجاتیں اور بہت ایسی کہ منع کرتے تو حرام ہوجاتیں پھر جو انہیں چھوڑتا یا کرتا گناہ میں پڑتا، اس مالک مہربان نے اپنے احکام میں اُن کا ذکر نہ فرمایا یہ کچھ بھول کر نہیں کہ وہ تو بھول اور ہر عیب سے پاک ہے بلکہ ہمیں پر مہربانی کے لئے کہ یہ مشقت میں نہ پڑیں تو مسلمانوں کو فرماتا ہے تم بھی ان کی چھیڑ نہ کرو کہ پوچھو گے حکم مناسب دیا جائے گا اور تمہیں کودقت ہوگی۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ جن باتوں کا ذکر قرآن وحدیث میں نہ نکلے وہ ہرگز منع نہیں بلکہ اللہ کی معافی میں ہیں، دارقطنی ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ فَرَائِضَ

فَلَا تُضَيِّعُوْهَا ، وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کیں انہیں ہاتھ سے نہ جانے دو اور کچھ حرام فرمائیں اُن کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں اُن سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا اُن میں کاوش نہ کرو۔

(سنن الدارقطنی ،باب الرضاع ،ج4،ص184 ،مطبوعہ نشر السنۃ ،ملتان)

احمد و بخاری و مسلم ونسائی و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّهُ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا، فَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ مِنْ أَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) یعنی جس بات میں میں نے تم پر تضییق نہ کی اُس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی اُمتیں اسی بلا سے ہلاک ہوئیں، میں جس بات کو منع کروں اس سے بچو اور جس کا حکم دوں اسے بقدر قدرت بجالاؤ۔

(صحیح مسلم ،باب فرض الحج فی العمر ،ج1،ص432 ،مطبوعہ نور محمد اصح المطابع ،کراچی)☆(سنن ابن ماجہ ،باب اتباع سنت رسول اللہ ،ج1،ص2 ،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)☆(مسند احمد بن حنبل ،از مسند ابو ہریرہ ،ج2،ص247 ،مطبوعہ دار الفکر ،بیروت)

احمد، بخاری، مسلم سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا، مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ، فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ)) ترجمہ: بیشک مسلمانوں کے بارے میں اُن کا بڑا گناہگار وہ ہے جو ایسی چیز سے سوال کرے کہ حرام نہ تھی اُس کے سوال کے بعد حرام کردی گئی۔

(صحیح بخاری ،باب مایکرہ من کثرۃ السوال ،ج2،ص1082 ،مطبوعہ اصح المطابع ،کراچی)

یہ احادیث باعلیٰ ندا منادی کہ قرآن وحدیث میں جن باتوں کا ذکر نہیں نہ ان کی اجازت ثابت نہ ممانعت وارد، اصل جواز پر ہیں ورنہ اگر جس چیز کا کتاب وسنت میں ذکر نہ ہو مطلقاً ممنوع و نادرست ٹھہرے تو اس سوال کرنے والے کی کیا خطا، اس کے بغیر پوچھے بھی وہ چیز ناجائز ہی رہتی۔ بالجملہ یہ قاعدہ نفیسہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ قرآن وحدیث سے جس چیز کی بھلائی یا برائی ثابت ہو وہ بھلی یا بری ہے اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ معاف وجائز ومباح ورَوا اور اس کو حرام وگناہ ونادرست وممنوع کہنا شریعت مطہرہ پر افترا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ○﴾ اپنی زبانوں کا من گھڑت جھوٹ مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افتراء کرتے ہو، بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افتراء کریں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔

(پ14 ،سورۃ النحل، آیت116)

اسی طرح اس نماز کو طریقہ خلفائے راشدین وصحابہ کرام کے خلاف کہنا بھی اسی سفاہتِ قدیمہ پر مبنی کہ جو فعل اُن سے منقول نہ ہو عموماً ان کے نزدیک ممنوع تھا حالانکہ عدم ثبوت فعل وثبوت عدم جواز میں زمین وآسمان کا فرق ہے، امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں "الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لایدل علی المنع" کرنا تو جواز کی دلیل ہے اور نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں۔

(مواہب اللدنیہ ،ذکر طبہ بقطع العروق و الکی ،ج3،ص76 ،المکتبۃ التوفیقیہ ،القاہرہ)

رافضیوں نے اس طائفہ جدیدہ کی طرح ایک استدلال کیا تھا اس کے جواب میں شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثناعشریہ میں لکھتے ہیں "نکردن

چیزے دیگر ست ومنع فرمودن چیزے دیگر است ملخصاً'' ترجمہ: نہ کرنا اور چیز ہے اور منع کرنا اور چیز ہے۔

(تحفہ اثنا عشریہ، باب دہم مطاعن ابوبکر رضی اللہ عنہ، ص269، سہیل اکیڈمی، لاہور)

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں بعد بیان اس امر کے کہ اذان مغرب کے بعد فرضوں سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ سے۔ فرماتے ہیں ''ثم الثابت بعدھذا نفی المندوبیة اما ثبوت الکراھة فلاالاان یدل دلیل اخر'' یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام کے نہ کرنے سے اس قدر ثابت ہوا کہ مندوب نہیں۔ رہی کراہت وہ اس سے ثابت نہ ہوئی جب تک اور کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو۔

(فتح القدیر، باب النوافل، ج1، ص389، مطبوعہ نوریہ رضویہ، سکھر)

وسیلہ اوراستمداد پر دلائل

اس نماز میں چونکہ محبوبانِ خدا کو وسیلہ بنایا گیا ہے اور ان سے مدد طلب کی گئی ہے، لہٰذا امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس پر دلائل دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''اور اسے اخلاص وتوکل کے خلاف ماننا عجب جہالت بے مزہ ہے اس میں محبوبانِ خدا کی طرف توجہ بغرضِ توسل (وسیلہ بنانے کی غرض سے توجہ کی گئی) ہے اور ان سے توسل (ان کو وسیلہ بنانا) قطعاً محمود، اور ہرگز اخلاص وتوکل کے منافی نہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجٰهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ترجمہ: اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں کوشش کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔ (پ6، سورۃ المائدۃ، آیت35)

(2) اور انبیاء وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرماتا ہے ﴿اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ﴾ وہ ہیں کہ دعا کرتے اپنے رب کی

طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ (پ15، سورہ بنی اسرائیل، آیت57)

اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ودیگر انبیاء وصلحاء وعلماء وعرفاء علیہم التحیۃ والثناء کا قدیماً وحدیثاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور کے ظہور پرنور سے پہلے اور بعد بھی حضور کے زمان برکت نشان میں اور بعد بھی عہد مبارک صحابہ وتابعین سے آج تک اور آج سے قیام قیامت وعرصات محشر ودخول جنت تک "استشفاع (شفاعت چاہنا) وتوسّل "احادیث وآثار میں جس قدر وفور وکثرت وظہور وشہرت کے ساتھ وارد ومحتاجِ بیان نہیں، جسے اس کی گونہ تفصیل دیکھنی منظور ہو ☆ مواھب اللدنیہ امام قسطلانی و ☆ خصائص کبرائے امام جلال الدین سیوطی و ☆ شرح مواھب علامہ زرقانی و ☆ مطالع المسرات علامہ فاسی و ☆ لمعات و ☆ اشعہ شروح مشکوٰۃ و ☆ جذب القلوب الی دیار المحبوب و ☆ مدارج النبوۃ تصانیف شیخ محقق مولنا عبدالحق صاحب دہلوی وغیرہا کتب وکلام علمائے کرام وفضلائے عظام علیہم رحمۃ العزیز العلام کی طرف رجوع لائے کہ وہاں حجاب غفلت منکشف ہوتا ہے۔

(3) اسی طرح صحیح بخاری شریف میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طلبِ باراں (بارش کی طلب) سے توسل کرنا مروی ومشہور۔ (صحیح بخاری، باب ذکر العباس بن عبد المطلب، ج5، ص20، دار طوق النجاۃ)

(4) حصن حصین میں ہے ''وان یتوسل الی اللہ تعالیٰ بانبیاءہ والصالحین من عبادہ'' یعنی آداب دعا سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے انبیاء وصالحین سے توسل کرے۔ (حصن حصین، آداب دعاء، ص18، افضل المطابع، انڈیا)

(5) اور سب سے زیادہ وہ حدیث صحیح ومشہور ہے جسے نسائی وترمذی وابن ماجہ وحاکم وبیہقی وطبرانی وابن خزیمہ نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

اور طبرانی وبیہقی نے صحیح اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری ومسلم صحیح کہا اور حافظ امام عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد وتنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلّم ومقرر رکھا جس میں حضور اقدس ملجاء بیکساں، ملاذ دوجہاں، افضل صلوات اللہ تعالٰی وتسلیماتہ علیہ وعلیٰ ذریاتہ نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے ((اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ، وَأَتَوَجَّہُ إِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ، یَا مُحَمَّدُ، إِنِّی قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ إِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی، اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ)) ترجمہ: الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، ج2، ص197، مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی)

اور لطف یہ ہے کہ بعض روایات حصن حصین میں ((لتقضی لی)) بصیغہ معروف واقع ہوا یعنی یارسول اللہ! میں آپ کے توسل سے خدا کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ آپ میری حاجت روائی کردیں۔

مولینا فاضل علی قاری علیہ رحمۃ الباری حرزثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں ''وفی نسخۃ بصیغۃ فاعل ای لتقضی الحاجۃ لی والمعنی تکون سببا لحصول حاجتی ووصول مرادی فالاسناد مجازی'' اور ایک نسخہ میں معروف کا صیغہ ہے یعنی تو میری حاجت روائی فرما، اور معنی یہ ہے کہ آپ میری حاجت روائی کا سبب بنیں، پس یہ اسناد مجازی ہے۔

(حرزثمین شرح حصن حصین مع حصن حصین، صلوۃ الحاجۃ، ص125، افضل المطابع، انڈیا)

(6) طبرانی میں ہے ((أَنَّ رَجُلًا، کَانَ یَخْتَلِفُ إِلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِی حَاجَةٍ لَهُ فَكَانَ عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِی حَاجَتِهِ فَلَقِیَ ابْنَ حُنَيْفٍ فَشَكَى ذٰلِكَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ ": ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْ: اللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّی أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّی فَتَقْضِی لِی حَاجَتِی وَتَذْكُرُ حَاجَتَكَ "وَرُحْ حَتَّى أَرُوحَ مَعَكَ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَهُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطِّنْفِسَةِ فَقَالَ: حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ وَقَضَاهَا لَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا ذَكَرْتُ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَ السَّاعَةُ وَقَالَ: مَا كَانَتْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأْذْكُرْهَا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِیَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ فَقَالَ لَهُ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ فِی حَاجَتِی وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَیَّ حَتَّى كَلَّمْتَهُ فِیَّ، فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ: وَاللّٰهِ مَا كَلَّمْتُهُ وَلٰكِنِّی شَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَاهُ ضَرِيرٌ فَشَكَى إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصَرِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَتَصَبَّرْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيْسَ لِی قَائِدٌ وَقَدْ شَقَّ عَلَیَّ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ ادْعُ بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ قَالَ ابْنُ حُنَيْفٍ: فَوَاللّٰهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِيثُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ ضُرٌّ قَطُّ)) یعنی ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں آتا امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس امر کی شکایت کی انہوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر یوں دعا مانگ: الٰہی! میں تجھ سے

سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلے سے
توجہ کرتا ہوں یارسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں
کہ میری حاجت روا فرمائے اور اپنی حاجت کا ذکر کر، شام کو پھر میرے پاس آنا کہ
میں بھی تیرے ساتھ چلوں، حاجت مند نے یوں ہی کیا پھر آستان خلافت پر حاضر ہوا
دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین نے اپنے ساتھ
مسند پر بٹھایا مطلب پوچھا، عرض کیا فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس
وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس
چلے آیا کرو۔ یہ شخص وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور
کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف
التفات نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے اُن سے میرے بارے میں عرض کی،
عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تو تیرے معاملے میں
امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا، مگر ہوا یہ کہ میں نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا
حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یوں
ہی اسے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے، خدا کی قسم ہم اُٹھنے
بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا ہی نہ
تھا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ما اسند عثمان بن حنیف، ج 9، ص 17، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

امام منذری ترغیب میں فرماتے ہیں ''قال الطبرانی بعد ذکر طرقہ
والحدیث صحیح ''ترجمہ: طبرانی نے اس حدیث کی متعدد سندیں ذکر کر کے کہا
حدیث صحیح ہے۔

(الترغیب والترہیب، فی الصلوٰۃ الحاجۃ ودعائہا، ج 1، ص 476، مطبوعہ مصطفی البابی، مصر)

تنبیہ: بعض بدمذہبوں نے اس حدیث کے ایک راوی پر اعتراض کیا
تھا امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''ایھا
المسلمون حضرات منکرین کی غایت دیانت سخت محل افسوس وعبرت، اس حدیث
جلیل کی عظمت رفیعہ وجلالت منیعہ اوپر معلوم ہو چکی اور اس میں ہم اہل سنت
وجماعت کے لئے جواز استمداد (مدد طلب کرنے) والتجا وہنگام توسل ندائے محبوبانِ
خدا (التجا اور وسیلہ کے وقت محبوبانِ خدا کو ندا کرنے) کا بحمد اللہ کیسا روشن وواضح ثبوت
ہے، جس سے اہل انکار کو کہیں مفر نہیں اب ان کے ایک بڑے مشہور عالم نے اپنے
مذہب کی حمایتِ بیجا میں جس صریح بے باکی کا مظاہرہ کیا ہے، انہیں اس سے شرم
چاہئے تھی، حضرت نے حصن حصین شریف کا ترجمہ لکھا، جب اس حدیث پر آئے اس
کی قاہر شوکت، عظیم عزت نے جرأت نہ کرنے دی کہ نفس متن میں اس پر طعن
فرمائیں، ناچار حاشیہ کتاب پر لکھ دیا ''یک راوی این حدیث عثمن بن
خالد بن عمر بن عبداللہ متروک الحدیث است چنانکہ
در تقریب موجود است وحدیث راوی متروک الحدیث قابل
حجت نمی شود ''ترجمہ: ایک راوی اس حدیث میں عثمن بن خالد بن عمر بن
عبداللہ ہے جو متروک ہے جیسا کہ "تقریب" میں موجود ہے، اور متروک الحدیث
راوی کی حدیث حجت کے قابل نہیں ہوتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
انصاف ودیانت کا تو یہ مقتضی تھا کہ جب حق واضح ہو گیا تھا تسلیم فرماتے
ارشاد حضور پرنور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رجوع لاتے نہ کہ خواہی نخواہی
بزور تحریف، ایسی تصحیح رجیح حدیث کو، جس کی اس قدر ائمہ محدثین نے یک زبان تصحیح
فرمائی معاذ اللہ ساقط ومردود قرار دیجئے اور انتقام خدا ومطالبہ حضور سید روز جزا علیہ افضل

الصلوٰۃ والثناء کا کچھ خیال نہ کیجئے، اب حضرات منکرین کے تمام ذی علموں سے انصاف طلب کہ اس حدیث کا راوی عثمن بن خالد بن عمر بن عبداللہ متروک الحدیث ہے جس سے ابن ماجہ کے سوا کتب ستہ میں کہیں روایت نہیں ملتی، یا عثمن بن عمر بن فارس عبدی بصری ثقہ جو صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما تمام صحاح کے رجال سے ہیں، کاش اتنا ہی نظر فرما لیتے کہ جو حدیث کئی صحاح میں مروی، اس کا مدار روایت وہ شخص کیونکر ممکن جو ابن ماجہ کے سوا کسی کے رجال سے نہیں، وائے بیباکی، مشہور و متداول صحاح کی حدیث جن کے لاکھوں نسخے ہزاروں بلاد میں موجود اُن کی اسانید میں صاف صاف عن عثمن بن عمر مکتوب، پھر کیا کہا جائے کہ ابن عمر کا ابن خالد بنا لینا کس درجہ کی حیا و دیانت ہے لاحول و لاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

(7) اور سنئے ابن السنی عبداللہ بن مسعود اور بزار عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ: يَا عِبَادَ اللهِ احْبِسُوا عَلَيَّ، يَا عِبَادَ اللهِ احْبِسُوا عَلَيَّ؛ فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا فِي الْأَرْضِ تَحْبِسُهُ)) ترجمہ: جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہئے یوں ندا کرے "اے خدا کے بندو! روک لو" کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔

(المعجم الکبیر، مروی از عبداللہ ابن مسعود، ج10، ص267، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

(8) بزار کی روایت میں ہے یوں کہے ((اَعِيْنُوْا يَا عِبَادَ اللهِ)) ترجمہ: مدد کرو اے خدا کے بندو! سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان لفظوں کے بعد ((رحمکم اللہ)) (اللہ تم پر رحم کرے) اور زیادہ فرماتے۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، مایدعوبہ الرجل، ج10، ص390، مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی)

(9) امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اذکار میں فرماتے ہیں "ہمارے بعض اساتذہ

نے کہ عالم کبیر تھے ایسا ہی کیا، چھوٹا ہوا جانور فوراً رک گیا" اور فرماتے ہیں "ایک بار ہمارا ایک جانور چھوٹ گیا، لوگ عاجز آ گئے ہاتھ نہ لگا، میں نے یہی کلمہ کہا فوراً رک گیا جس کا اس کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا۔"

(الاذکار للنووی، باب مایقول اذا انفلتت دابۃ، ص201، مطبوعہ دارالکتاب العربیۃ، بیروت)

(10) امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ، فَلْيَقُلْ: يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا يَرَاهُمْ)) ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص سنسان جگہ میں بہکے بھولے یا کوئی چیز گم کردے اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔

(المعجم الکبیر، ماسند عتبہ بن غزوان، ج10، ص117,118، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

(11) عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((قد جرّب ذلك)) ترجمہ: بالیقین یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔

(المعجم الکبیر، ماسند عتبہ بن غزوان، ج10، ص118، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

فاضل علی قاری علامہ میرک سے وہ بعض علمائے ثقات سے ناقل "ھذا حدیث حسن" یہ حدیث حسن ہے۔ اور فرمایا مسافروں کو اس کی ضرورت ہے، اور فرمایا مشائخ کرام قدست اسرارہم سے مروی ہوا "انہ مجرب قرن بہ النجاح" یہ مجرب ہے اور مراد ملنی اس کے ساتھ مقرون۔

(حرز ثمین حواشی حصن حصین، دعاء الرکوب فی البحر، ص46، افضل المطابع، انڈیا)

ان احادیث میں جن بندگان خدا کو وقت حاجت پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ ایک قسم ہے اولیائے کرام سے، یہی قول اظہر واشہر ہے۔

(حرزثمین حواشی حصن حصین ،دعاء الرکوب فی البحر ،ص46،افضل المطابع ،انڈیا)

اور ممکن کہ ملائکہ یا مسلمان صالح جن، مراد ہوں وکیفما کان (جیسا بھی ہو) ایسے توسل وندا کو شرک وحرام اور منافی توکل واخلاص جاننا معاذ اللہ شرع مطہر کو اصلاح دینا ہے۔

تنبیہ : یہاں تو حضرات منکرین کے انہیں عالم نے یہ خیال فرما کر کہ معجم طبرانی بلادِ ہند میں متداول نہیں بے خوف وخطر خاص متن ترجمہ میں اپنے زور علم ودیانت وجوش تقوی وامانت کا جلوہ دکھایا، فرماتے ہیں: اس حدیث کے راویوں میں سے عتبہ بن غزوان مجہول الحال ہے تقوی اور عدالت اس کی معلوم نہیں جیسا کہ کہا ہے تقریب میں کہ نام ایک کتاب کا ہے اسماء الرجال کی کتابوں سے۔

اقول (میں کہتا ہوں): مگر بحمد اللہ آپ کا تقوی وعدالت تو معلوم، کیسا طشت از بام ہے خدا کی شان کہاں عتبہ بن غزوان رقاشی کہ طبقہ ثالثہ سے ہیں جنہیں تقریب میں مجہول الحال اور میزان میں لا یعرف کہا، اور کہاں اس حدیث کے راوی عتبہ بن غزوان بن جابر مازنی بدری کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی جلیل القدر مہاجر ومجاہد غزوہ بدر ہیں جن کی جلالت شان بدر سے روشن، مہر سے اُبیَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ، مترجم صاحب دیباچہ ترجمہ میں معترف کہ حرزثمین اُن کے پیش نظر ہے، شاید اس حرز میں یہ عبارت تو نہ ہوگی "رواہ الطبرانی عن زید بن علی عن عتبۃ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" اس کو طبرانی نے زید بن علی سے انہوں نے عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

روایت کیا۔

(حرزثمین شرح حصن حصین مع حصن حصین ،دعاء الرکوب فی البحر ،ص45،افضل المطابع ،انڈیا)

یا جس تقریب کا آپ نے حوالہ دیا اس میں خاص برابر کی سطر میں یہ تحریر تو نہ تھی "عتبۃ بن غزوان بن جابر المزنی صحابی جلیل مہاجر بدری مات سنہ سبع عشرۃ ملخصا" ترجمہ: عتبہ بن غزوان بن جابر المزنی صحابی جلیل بدری اور مہاجر ہیں جن کا وصال 17ھ میں ہوا۔

(تقریب التہذیب ،ج1،ص135،دار الکتب العلمیہ، بیروت)

پھر کون سے ایمان کا مقتضی ہے کہ اپنے مذہب فاسد کی حمایت میں ایسے صحابی رفیع الشان عظیم المکان کو بزور زبان وبزور جنان درجہ صحابیت سے طبقہ ثالثہ میں لا ڈالے اور شمس عدالت وبدرِ جلالت کو معاذ اللہ مردود الروایۃ ومطعون جہالت بنانے کی بدراہ نکالئے ولکن صدق نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا لم تستحی فاصنع ماشئت۔ لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا: جب تجھے حیا نہیں تو پھر جو چاہے کر۔(المعجم الکبیر ،مروی از ابو مسعود حدیث، ج17،ص237،مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

مسلمان دیکھیں کہ حضرات منکرین انکار حق واصرار باطل میں کیا کچھ کر گزرے۔

خیر یہ تو حدیثیں تھیں اب شاہ ولی اللہ صاحب کی سنئے:

(12) اپنے قصیدہ اطیب النغم کی شرح میں پہلی بسم اللہ یہ لکھتے ہیں کہ "لا بدست از استمداد بروح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پاک سے مدد حاصل کرنا ضروری ہے۔

(شرح قصیدہ اطیب النغم ،فصل اول درتشبیب بذکر الخ ،ص2،مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

(13) اسی میں ہے "بنظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اندوھگین ست در ھر شدتے" ترجمہ: مجھے تو ہر مصیبت میں اور ہر پریشان حال کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دستِ تصرف ہی نظر آتا ہے۔

(شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل اول در تشبیب بذکر الخ، ص4، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

(14) اسی میں ہے "بہترین خلق خدا ست در خصلت و در شکل و نافع ترین ایشان ست مرد ماں را نزدیک ھجوم حوادث زماں" ترجمہ: زمانے کے حوادث میں لوگوں کے لئے آپ سے بڑھ کر کوئی نافع نہیں ہے۔

(شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل چہارم، ص6، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

(15) اسی میں ہے "فصل یازدھم در ابتہال بجناب آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بہترین کسیکہ امید داشتہ شود اے بہترین عطا کنندہ" ترجمہ: گیارہویں فصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں ہے اے بہترین مددگار اور جائے امید اور بہترین عطا کرنے والے! آپ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں۔

(شرح قصیدہ اطیب النغم، فصل یازدہم، ص22، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

(16) اسی میں ہے "اے بہترین کسیکہ امید داشت شود برائے ازالہ مصیبتے" ترجمہ: اے بہترین امیدگاہ، مصیبتوں کے ازالہ کے لئے۔

(شرح قصیدہ اطیب النغم، فصل یازدہم، ص22، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

(17) اسی میں ہے "تو پناہ دھندہ منی از ھجوم کردن مصیبتے وقتیکہ بخلاند در دل بدترین چنگلہا را"

ترجمہ: آپ مجھے ہر ایسی مصیبت میں جو دل میں بدترین اضطراب پیدا کرے، پناہ دیتے ہیں۔

(شرح قصیدہ اطیب النغم، فصل یازدہم، ص22، مطبع مجتبائی، دہلی)

(18) اور اپنے قصیدہ ہمزیہ کی شرح میں تو قیامت ہی توڑ گئے، لکھتے ہیں "آخر حالتی کہ ثابت است مادح آں حضرت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقتیکہ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت ثنا ضراعۃ (بالفتح) خواری و زاری ابتہال و اخلاص در دعا آنست کہ ندا کند زار و خوار شدہ بشکستگی دل و اظہار بے قدری خود. باخلاص در مناجات و پناہ گرفتن بایں طریق. اے رسول خدا. اے بہترین مخلوقات. عطائے ترا میخواھم روز فیصل کردن" ترجمہ: مایوسی کے وقت مدح کرنے والے کی آخری حالت میں یہ دعا اور ثنا ہونی چاہئے کہ وہ اپنے کو انتہائی گریہ وزاری اور دل جمعی اور اظہار بے قدری میں خلوص کے ساتھ پناہ حاصل کرتے ہوئے یہ مناجات کرے اور کہے کہ اے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بہترین ذات! قیامت کے روز میں آپ کی عطا کا خواستگار ہوں۔

(شرح قصیدہ ہمزیہ، فصل ششم، ص33، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

(19) اسی میں ہے "وقتیکہ فرود آید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ھر بلا" ترجمہ: جب کوئی کام تاریکی کی گہرائی میں گر جائے تو آپ ہی ہر بلا میں پناہ دیتے ہیں۔

(شرح قصیدہ ہمزیہ، فصل ششم، ص33، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

(20) اسی میں ہے "بسوئے توست آوردن من و بہ توست پناہ گرفتن من و در توست امید داشتن من" ترجمہ: میری جائے

پناہ، میری جائے امید اور میرے مرجع آپ ہی ہیں۔

(شرح قصیدہ ہمزیہ، فصل ششم، ص34، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

بالجملہ بندگانِ خدا سے توسل کو اخلاص وتوکل کے خلاف نہ جانے گا مگر سخت جاہل محروم یا ضال مکابر ملوم۔

افعالِ نماز پر اعتراضات کا جواب

رہا اس نماز مبارک کے افعال پر کلام

اولاً: جب اس کی ترغیب خود حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے ثابت تو مدعی تسنن کو کیا گنجائش انکار، خود منکرین کی زبانیں اس شہادت میں ہمارے دل وزبان کی شریک ہیں کہ وہ جناب (حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ) اتباعِ قرآن وحدیث واقتضائے سنت سنیہ ومراعات سیرت صحابہ واجتناب محدثات شنیعہ والتزام احکام شرعیہ پر استقامت کاملہ رکھتے تھے۔

ثانیاً: علما واولیا جن میں بعض کے اسمائے طیبہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے ذکر کئے جنہوں نے یہ نماز پسند کی اجازت دی، سند لی، خود پڑھی، منکرین میں کون ان کے پائے کا ہے؟ پھر ان کے کہے سے کیونکر مسلم ہو (مانا جائے) کہ حکمِ شرع پر یہی چلے، اور وہ سب معاذ اللہ گناہگار، فساق، بدعتی گزرے اور ان اکابر کو غیر موثوق کہہ کر اتباعِ سوادِ اعظم کی طرف بلانا، وہی پرانی تلبیس ہے سوادِ اعظم کا خلاف جب ہو کہ جمہور ائمہ دین، فقہا ومحدثین، عرفائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس نماز سے ممانعت کرتے آئے ہوں، جب منکرین دو چار ائمہ معتمدین سے صحیح طور پر اس نماز کریم کی ممانعت کا ثبوت نہ دے سکے، نہ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامِ قیامت دے سکیں تو سوادِ اعظم کا نام لینا صرف عوام کو دھوکا دینا ہے۔

ثالثاً: ان صاحبوں کے اصول پر تو اس نماز کے جواز واباحت اور منع

وانکار کی قباحت وشناعت پر نئے طور سے سوادِ اعظم ائمہ وعلماء ومحدثین وفقہا کا اجماع قطعی ثابت ہوگا، پہلے معلوم ہو چکا کہ ان حضرات کے مذہب میں عدمِ ذکر ذکرِ عدم ہے اور خود یہاں منکرین کے ادعائے سوادِ اعظم کا یہی مبنی کما لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں) اب ہم کہتے ہیں کلماتِ ائمہ میں اس نماز پر انکار جائز ہونا ہرگز مذکور نہیں، ومن ادعی فعلیہ البیان ولایستطیعہ حتی یرجع القارظان (جو دعویٰ کرے اس پر بیان لازم ہے جبکہ یہ اس کی استطاعت سے خارج ہے۔) اور عدمِ بیان بیانِ عدم، تو لاجرم اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ان سب ائمہ کے نزدیک اس نماز مبارک پر انکار روا (جائز) نہیں اور جس پر انکار ناجائز ہوگا وہ اقل درجہ مباح ہوگا۔

رابعاً: ان حضرات کی عجیب عادت ہے، جواز کہ عقلاً ونقلاً محتاج دلیل نہیں بے دلیل خاص قبول نہیں کرتے اور عدمِ جواز کے لئے ان کے زبانی دعوے کافی ہو جاتے ہیں، کاش جہاں یہ کہتے ہیں کہ عراق کی طرف توجہ کرنا درست نہیں وہاں اس پر کوئی دلیل شرعی بھی قائم کرتے اور جب کچھ نہیں تو ہمارے لئے اصل جواب وہی ہے جو مدعیان بے ثبوت کے مقابل قرآن عظیم نے تعلیم فرمایا کہ ﴿قُلْ هَاتُوْا بُرْهٰنَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ترجمہ: فرمادیجئے اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔

(پ1، سورۃ البقرۃ، آیت 111)

اور منکر نے اثنائے تقریر میں جو اپنے لئے بات آسان کرنے کو ہیأتِ نماز وتذلل تام وانتہائے تعظیم کی قیدیں بڑھالیں وہ خود اسی پر مردود کہ ہرگز ترکیبِ صلوٰۃ الاسرار (نمازِ غوثیہ) میں ان باتوں کا نشان نہیں۔

محبوبانِ خدا کی تعظیم

ہاں محبوبانِ خدا کی نفسِ تعظیم بیشک اہم واجبات واعظم قربات (بڑی نیکیوں) سے ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ

لَـهٗ عِندَ رَبِّـهٖ﴾ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عزت والی چیزوں کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے۔ (پ17،سورۃ الحج،آیت30)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿ وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ o﴾ ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا تو یہ قلبی تقویٰ ہوگا۔

(پ17،سورۃ الحج،آیت32)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شٰهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا o لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ﴾ اور نیز فرمایا ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا، بشارت سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اے مومنو! تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم وتوقیر بجالاؤ۔ (پ26،سورۃ الفتح،آیت8,9)

خود منکر نے کہا کہ صحابہ کرام تعظیم سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہم سے زیادہ تھے بلکہ شاید ابھی منکرین کو خبر نہیں کہ علمائے دین نے روضہ منورہ کے حضور خاص ہیأت نماز قائم کرنے کا حکم دیا تو منکر کو اس قید کا اضافہ بھی کام نہ آیا بلکہ گناہ بے لذت ٹھہرا۔ فتاوی ہندیہ میں ہے "یَتَوَجَّهُ إِلَى قَبْرِهٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وَيَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلَاةِ وَيُمَثِّلُ صُورَتَهُ الْكَرِيمَةَ الْبَهِيَّةَ اه ملتقطا" یعنی قبر شریف سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرے اور یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور حضور کی صورت مبارک کا تصور باندھے۔

(فتاوی ہندیۃ، کتاب المناسك، مطلب زیارة النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، ج1، ص265، مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور)

اے عزیز! اصل کار یہ ہے کہ محبوبانِ خدا کے لئے جو تواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لئے تواضع ہے ولہذا بکثرت احادیث میں استاذ وشاگرد وعلما وعام مسلمین کے لئے تواضع کا حکم ہوا جنہیں جمع کیجئے تو دفتر طویل ہوتا ہے۔

طبرانی معجم اوسط اور ابن عدی کامل میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، وَتَعَلَّمُوا لِلْعِلْمِ السَّكِينَةَ، وَالْوَقَارَ، وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ تَعْلَمُونَ مِنْهُ)) ترجمہ: علم سیکھو اور علم کے لئے سکون ووقار سیکھو اور جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال، من اسمه عباد بن کثیر ثقفی بصری، ج4، ص1242، مطبوعه دار الفکر بیروت)

اور خطیب نے کتاب الجامع لآداب الراوی والسامع میں اُن سے یوں روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((تواضعوا لمن تعلمون منه وتواضعوا لمن تعلمونه ولاتکونوا جبابرة العلماء فیغلب جهلکم علمکم)) ترجمہ: جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور جسے علم سکھاتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور متکبر عالم نہ بنو کہ تمہارا جہل تمہارے علم پر غالب ہو جائے۔

(الجامع لاخلاق الراوی، باب ذکر ماینبغی للراوی والسامع، ص91، دار الکتب العلمیة، بیروت)

با این ہمہ علما نے تصریح فرمائی کہ غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے، فتاوی ہندیہ میں یہ ہے "اَلتَّوَاضُعُ لِغَيْرِ اللّٰهِ حَرَامٌ كَذَا فِي الْمُلْتَقَطِ" ترجمہ: غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے جیسا کہ ملتقط میں ہے۔

(فتاوی ہندیہ، الباب الثامن والعشرون فی ملاقات الملوک، ج5، ص368، مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور)

تو بات وہی ہے کہ انبیاء واولیاء ومسلمین کے واسطے تواضع اس لئے ہے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں یہ اللہ کے ولی ہیں وہ دین الٰہی کے قیم ہیں یہ ملت الٰہیہ پر قائم ہیں تو علتِ تواضع جب وہ نسبت ہے جو نہیں بارگاہ الٰہی میں حاصل، تو یہ تواضع بھی درحقیقت خدا ہی کے لئے ہوئی، جیسے صحابہ کرام واہل بیت عظام کی تعظیم ومحبت بعینہٖ محبت وتعظیم سید عالم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تواضع لغیر اللہ کی شکل یہ ہے کہ عیاذاً باللہ کسی کا فریاد نیا دار غنی کے لئے اس کے سبب تواضع ہو کہ یہاں وہ نسبت موجود ہی نہیں یا موجود ہے تو ملحوظ نہیں، اے عزیز! کیا وہ احادیث کثیرہ جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خشوع وخضوع بجالانا مذکور، اس درجہ اشتہار پر نہیں کہ فقیر کو اُن کے جمیع واستیعاب سے غنا ہو، ابوداؤد ونسائی وترمذی وابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرُ)) ترجمہ: میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، یعنی سر جھکائے گردنیں خم کئے بے حس وحرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آ بیٹھیں۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الطب باب الرجل یتداوی، ج 2، ص 183، مطبوعہ آفتاب عالم پریس، لاہور)
☆ (مسند احمد بن حنبل، حدیث اسامہ بن شریک، ج 4، ص 278، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

اس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا؟

ہند بن ابی ہالہ کی حدیث میں ہے ((إِذَا تَكَلَّمَ أَطْرَقَ جُلَسَاؤُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرُ)) ترجمہ: جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضران مجلس ہوتے سب گردنیں جھکا لیتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔

(المعجم الکبیر، حدیث ہند بن ابی ہالہ، ج 22، ص 158، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ، بیروت)

مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں لکھتے ہیں "یکے از مشایخ گوید کہ من وشیخ علی ہیتی در مدرسہ شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودیم کہ یکے از اکابر بغداد پیش آمد و گفت یا سیدی قال جدک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من

دعی فلیجب وہا انا ادعوک الی منزلی گفت اگر مرا اذن کنند بیایم زمانے سر در پیش انداخت پس گفت مے آیم وبر استر سوار شد شیخ علی ہیتی رکاب راست وی گرفت ومن رکاب چپ تا بسرائے آں شخص رسیدیم ہمہ مشایخ بغداد وعلما واعیان آنجا بودند سماطے بر کشیدند بروی انواع نعمتہا وسلہ بزرگ سر پوشیدہ دو کس برداشتہ پیش آوردند ودر آخر سماط نہادند بعد ازاں آں شخص کہ صاحب دعوت بود گفت الصلا وشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر در پیش افگندہ بود ہیچ نخورد واذن نیز ندادد ہیچکس ہم نخورد واہل المجلس کأن علی رؤسہم الطیر ہیبتہ" ترجمہ: ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں اور شیخ علی ہیتی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں تھے کہ اتنے میں بغداد کے ایک بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے عرض کی اے آقا (غوث اعظم) آپ کے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دعوت دے اس کی دعوت قبول کی جائے، لو میں آپ کو اپنے گھر کے لئے دعوت دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا اگر مجھے اجازت ملی تو آؤں گا، یہ فرما کر آپ نے کچھ دیر سر مبارک کو جھکایا پھر فرمایا میں آ رہا ہوں آپ گھوڑے پر سوار ہوئے شیخ علی ہیتی نے دایاں رکاب اور میں نے بایاں رکاب پکڑا، حتی کہ ہم سب اس شیخ کے گھر پہنچے تو وہاں پر بغداد کے مشائخ اور علما اور خاص لوگ موجود تھے دستر خوان بچھایا گیا جس پر مختلف قسم کی نعمتیں موجود تھیں اور ایک بھاری بوجھل تابوت کو دس آدمی اٹھائے ہوئے لائے جو اُوپر سے ڈھانپا ہوا تھا وہ دستر خوان کے قریب ایک طرف رکھ دیا گیا، اس کے

بعد صاحب خانہ شیخ نے کھانا کھانے کو کہا تو حضرت غوث اعظم نے سر مبارک جھکایا نہ خود کھانا تناول فرمایا اور نہ ہی ہمیں کھانے کی اجازت دی، اور کسی نے بھی نہ کھایا جبکہ تمام اہل مجلس ایسے خاموش سر جھکائے ہوئے تھے جیسے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔

(نفحات الانس، حالات شیخ ابوعمرو صریفینی رحمۃ اللہ علیہ، ص 520، مطبوعہ انتشارات کتاب فروشی، ایران)

یعنی اہل مجلس کہ تمام اولیاء وعلماء وعمائد بغداد تھے ہیبت سرکار قادریت کے سبب ایسے بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں، مقصود اسی قدر تھا مگر ایسی جانفزا بات کا ناتمام رہنا دل کو نہیں بھاتا لہذا تفریحِ قلوبِ سنت وغیظ صدور بدعت کے لئے تتمہ، روایت نقل کروں، فرماتے ہیں ''شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمن وشیخ علی ہیتی اشارتی کرد کہ آں سلہ راپیش آرید برخاستیم وآں راپیش برداشتیم وبس گراں بود درپیش شیخ نہادیم فرمود تا سر آنرا بکشادیم دیدیم کہ فرزند آں شخصے بود نابینائے مادرزاد برجائے ماندہ ومجذوم ومفلوج گشتہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وی را گفت قم باذن اللہ معافی. آں کودک برخاست دواں وبینا وبراں ہیچ آفتے نے فریاد از حاضراں برخاست شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ درانبوہ مردم بیروں آمد وہیچ نخورد پیش شیخ ابوسعید قیلوی رفتم وآں قصہ باوے بگفتم گفت شیخ عبدالقادر یبرء الاکمہ والابرص ویحی الموتی باذن اللہ عزوجل ست انتہی'' ترجمہ: حضرت نے مجھے اور شیخ علی ہیتی کو اشارہ فرمایا کہ اس تابوت کو میرے سامنے لاؤ، وہ بھاری تابوت ہم نے اٹھا کر

آپ کے سامنے رکھ دیا پھر آپ نے فرمایا اس پر سے کپڑا ہٹاؤ، جب ہم نے دیکھا وہ اس شخص کا لڑکا تھا جو مادر زاد نابینا اور مفلوج تھا تو حضرت نے اس لڑکے کو حکماً فرمایا: قم باذن اللہ معافی، ترجمہ: اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ عافیت والے ہو کر۔ وہ لڑکا فوراً تندرست حالت میں کھڑا ہو گیا جیسا کہ اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ اس کے بعد حضرت حاضرین میں سے اُٹھ کر پوری جماعت کے ساتھ باہر تشریف لے گئے اور کچھ نہ کھایا۔ اس کے بعد میں شیخ ابوسعید قیلوی کے پاس گیا اور ان کو میں نے یہ تمام قصہ سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست اور مُردے کو زندہ اللہ کے اذن سے کرتے ہیں۔

(نفحات الانس، حالات ابوعمرو صریفینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص 520، مطبوعہ انتشارات کتاب فروشی، ایران)

قادرا قدرت تو داری ہر چہ خواہی آں کنی
مردہ را جانے دہی ودرد را درماں کنی

ترجمہ: اے قدرت والے تجھے قدرت ہے جو چاہے تو کرے، مردہ کو جان دیتا ہے اور درد کو آرام دیتا ہے۔

امام ابو ابراہیم تجیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کتاب الشفاء میں ہے ''واجب علی کل مومن متی ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویأخذ فی ہیبتہ واجلالہ بما کان یاخذبہ نفسہ لو کان بین یدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویتأدب بما ادبنا اللہ تعالیٰ بہ'' ترجمہ: ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرے یا اس کے سامنے حضور کا ذکر آئے خضوع وخشوع بجالائے اور باوقار ہو جائے اور اعضاء کو حرکت سے باز رکھے اور حضور کے لئے اس ہیبت وتعظیم کی حالت پر ہو جائے

جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو اس پر طاری ہوتی اور ادب کرے جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں ان کا ادب سکھایا ہے۔

(کتاب الشفاء، فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بعد موته، ج 2، ص34، مطبوعه مطبعة شركة صحافية، تركی)

امام علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں اس قول کے نیچے لکھتے ہیں ''یفرض ذلك ویلاحظه ویتمثله فكانه عنده ''یعنی یاد حضور کے وقت یہ قرار دے کہ میں حضور اقدس کا تصور باندھے گویا حضور کے سامنے حاضر ہوں۔

(نسیم الریاض شرح شفاء، فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بعد موته، ج3، ص396، مطبوعة دار الفكر، بيروت)

امام اجل سیدی قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں امام تجیبی کا ارشاد نقل کرکے فرماتے ہیں ''وهذه كانت سيرة سلفنا الصالح وائمتنا الماضين رضی اللہ تعالیٰ عنہم ''ترجمہ: ہمارے سلف صالح وائمہ سابقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی داب وطریقہ تھا۔

(کتاب الشفاء، فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بعد موته، ج2، ص34، مطبوعه مطبعة شركة صحافية، تركی)

اور فرماتے ہیں ''كان مالك اذا ذكر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يتغيّر لونه وينحنی ''ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے رنگ اُن کا بدل جاتا اور جھک جاتے۔

(کتاب الشفاء، فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بعد موته، ج 2، ص36، مطبوعه مطبعة شركة صحافية، تركی)

نسیم میں ہے ''لشدة خشوعه ''ترجمہ: یہ جھک جانا سبب شدت خشوع تھا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء، فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بعد موته، ج3،

ص399، مطبوعه دار الفكر، بيروت)

شفا شریف وغیرہ تصانیف علماء میں اس قسم کی بہت روایات مذکور، شاہ ولی اللہ قصیدہ ہمزیہ میں لکھتے ہیں:

ينادي ضارعا لخضوع قلب وذل وابتهال والتجاء

رسول الله ياخير البرايا نوالك ابتغي يوم القضاء

ترجمہ: حاجت مندی، دل کی عاجزی، انکساری، تضرع اور التجاء کے ساتھ رسول اللہ کو ندا کرے اور عرض کرے کہ اے مخلوق سے افضل ذات! میں آپ سے قیامت کے روز عطا کا خواستگار ہوں۔

(شرح قصیدہ ہمزیہ شاہ ولی اللہ، فصل ششم، ص33، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

دیکھو صاف بتاتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا اور حضور سے عرض حاجت کرے تو تضرع وخضوع قلب وتذلل والحاح وزاری سب کچھ بجالائے۔ میں کہتا ہوں واللہ ایسا ہی چاہئے مگر آپ کے ان شرک فروشوں کی دوا کون کرے، غرض اس مطلب نفیس میں کلمات علماء کا استیعاب کیجئے تو دفتر چاہئے لہٰذا میں یہاں منسک متوسط اور اس کی شرح مسلک متقسط کی ایک نفیس عبارت کہ بہت فوائد جلیلہ پر مشتمل تلخیصاً اور ذکر کرتا ہوں مولینا رحمت اللہ سندی متن اور فاضل علی قاری شرح میں فرماتے ہیں ''فاذا فرغ من ذلك قصد التوجه الى القبر المقدس وفرغ القلب من كل شيء من امور الدنيا، واقبل بكليته لماهو بصدده ليصلح قلبه للاستمداد منه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وليلاحظ مع ذلك الاستمداد من سعة عفوه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعطفه ورأفته (اى شدة رحمته على سائر العباد) ان يسامحه فيما عجز عن ازالته من قلبه، ثم توجه (اى بالقلب والقالب) مع رعاية غاية الادب فقام تجاه الوجه الشريف، متواضعا خاضعا خاشعا مع

الذلة والانكسار والخشية والوقار والهيبة والافتقار غاض الطرف مكفوف الجوارح (من الحركات) فارغ القلب (عمن سوى مقصوده ومرامه) واضعا يمينه على شماله (تأدبا فى حال اجلاله) مستقبلا للوجه الكريم مستدبرا للقبلة ناظرا الى الارض متمثلا صورته الكريمة فى خيالك مستشعرا بانه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم بحضورك وقيامك وسلامك (بل بجمع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك) مستحضرا عظمته وجلالته وشرفه وقدره صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم قال من غيررفع صوت (لقوله تعالىٰ ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله الاية) ولا اخفاء (اى بالمرة لفوت الاسماع الذى هو السنة وان كان لايخفى شىء على الحضرة) بحضور (قلب واستحياء) السلام عليك ايّها النبى ورحمة الله وبركاته ثم يقول يارسول اللهاسألك الشفاعة ثلثا (لانه اقل مراتب الالحاح لتحصيل المنال فى مقام الدعاء والسؤال) وصلى الله تعالىٰ على قاضى حاجتنا ومعطى موادتنا سيدنا ومولانا محمد واله وصحبه اجمعين۔ ”ترجمہ: جب مقدمات زیارت سے فارغ ہو قبر انور کی طرف توجہ کا قصد اور دل کو تمام خیالات دنیویہ سے فارغ کرے اور ہمہ تن اس طرف متوجہ ہو جائے تا کہ اس کا قلب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استمداد کے لائق ہو باایںہمہ جو خیال مجبورانہ دل میں باقی رہے جس کے ازالہ پر قادر نہ ہو اس کی معافی کے لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال مغفرت و مہربانی و رافت اور تمام بندوں پر حضور کی شدت رحمت سے مدد مانگے پھر دل وبدن دونوں سے نہایت ادب کے ساتھ مواجہہ شریف میں حاضر ہو تواضع وخضوع وخشوع وتذلل وانکسار وخوف ووقار وہیبت واحتیاج کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضا

کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سوا سب سے فارغ کئے ہوئے ادب وتعظیم حضور کے لئے دہنا ہاتھ بائیں پر رکھے حضور کی طرف منہ اور قبلے کو پیٹھ کرے نگاہ زمین پر جمائے رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور باندھے اور ہوشیار ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی حاضری و قیام وسلام بلکہ تمام افعال واحوال اور منزل بمنزل کے قیام وارتحال پر مطلع ہیں اور حضور کی عظمت وجلال وشرف ومنزلت کو خوب خیال کرے پھر نہ تو آواز بلند ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کے حضور پست آواز کا حکم دیتا ہے نہ بالکل آہستہ جس میں سنانے کی سنت فوت ہو اگرچہ سرکار پر کچھ پوشیدہ نہیں اس طرح حضور قلب وشرم وحیا کے ساتھ عرض کرے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر کہے یارسول اللہ! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں یارسول اللہ! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں یارسول اللہ! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں، تین بار اس لئے کہے کہ یہ دعا وسوال میں حصول مقصود کے واسطے ادنیٰ مرتبہ الحاح کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حاجت روا اور مرادوں کو پورا کرنے والے ہمارے آقا ومولیٰ محمد اور آپ کی آل وصحابہ کرام سب پر، رحمت نازل فرمائے۔

(مسلك متقسط شرح منسك متوسط مع ارشاد السارى،فصل ولوتوجه الى الزيارة،ص 337، مطبوعه دارالكتاب العربيه،بيروت)

اِن احادیث وروایات وکلمات طیبات سے کالشمس فی وسط السماء (جیسا کہ سورج آسمان کے درمیان ہوتا ہے ایسا) روشن وآشکار ہو گیا کہ ہنگام توسل (توسل کے دوران) محبوبان خدا کی طرف منہ کرنا چاہئے اگرچہ قبلہ کو پیٹھ ہو، اور دل کو ان کی طرف خوب متوجہ کرے یہاں تک کہ ہر این وآں خاطر سے محو ہو جائے اور ان کے لئے خضوع وخشوع محمود ومشروع، اور اس میں ان کا زمانہ وفات ظاہری وحضور مرقد وذکر مجرد سب برابر ہے اور ان کے سوا عبارت اخیرہ سے جو اور فوائد جمیلہ وعوائد جلیلہ

حاصل ہوئے بیان سے غنی ہیں والحمدللہ رب العلمین، پس زید منکر نے کہ توجہ قلب وخشوع وہیأت نماز وغیرہ کی قیدیں بڑھا کر گمان کیا تھا کہ اب اسے اثباتِ عدمِ جواز کی طرف راہ آسان ہوگی۔ بحمداللہ ثابت ہوا کہ اس کا محض خیال ہی خیال تھا۔

قبلہ سے پھرنا

فقیر حیران ہے کہ اس نماز مبارک میں اول فرض نماز کے بعد قبلے سے انحراف کہاں، اور ہو بھی تو اس میں کیا گناہ ہے، ہر نمازِ مفروضہ کے بعد امام کو قبلے سے انحراف سنت معلومہ ہے، پھر اسے ممانعت میں کیا مداخلت۔

عراق کی سمت منہ کرنا

ہاں جو کچھ غیظ وغضب کرنا ہو تعیینِ سمت پر کیجئے اور اس کا جواب مرزا مظہر جانجاناں شہید سے لے لیجئے جنہیں شاہ ولی اللہ دہلوی اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ، قیم طریقہ احمدیہ، داعی سنتِ نبویہ متحلّی بانواع فضائل وفواضل لکھتے ہیں اور حاشیۂ مکتوبات پر شاہ صاحب مذکور سے مرزا صاحب موصوف کی نسبت منقول ''انچہ قدر ایشاں ما مردم میدانیم شما چہ دانید احوال مردم ہند بر ما مخفی نیست کہ خود مولد ومنشاء فقیر ست وبلاد عرب را نیز دیدہ ایم و سیر نمودہ واحوال مردم ولایت از ثقات آنجا شنیدہ ایم وتحقیق کردہ عزیزے کہ برجادہ شریعت وطریقت واتباع کتاب وسنت ہمچنین استوار ومستقیم باشد ودر ارشاد طالبان شان عظیم ونفسے قوی دارد ودریں جزو زماں مثل ایشاں در بلاد مذکور یافتہ

نمی شود مگر در گزشتگان بلکہ در ہر جزو زمان وجود ایں چنیں عزیزاں کمتر بودہ است چہ جائے ایں زماں کہ پرفتنہ وفساد ست'' ترجمہ: ان کی جو قدر ہم جانتے ہیں تم کیا جانو، ہندوستان کے لوگوں کے احوال ہم سے مخفی نہیں کیونکہ ہندوستان فقیر کا جائے پیدائش و پرورش ہے اور عرب بھی میں نے دیکھا ہے اور اس کی سیر کی ہے اور ولایت کے لوگوں کے احوال بھی سنے ہیں، تحقیق کی ہے کہ ان صاحب عزت، جو کہ شریعت وطریقت کے مرتبہ پر فائز ہیں اور کتاب وسنت پر عمل پیرا ہیں اور طالب حضرات کی رہنمائی میں عظمت اور مضبوطی رکھتے ہیں، جیسا بلاد مذکورہ میں فی زمانہ کوئی نہیں ہے گزشتہ لوگوں (اسلاف میں ہوسکتا ہے، بلکہ ہر دور میں ان جیسے بزرگ بہت کم ہوئے ہیں اس پرفتن زمانہ کی بات ہی کیا ہے۔

(حاشیہ مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی از مجموعہ کلمات طیبات، فصل چہارم "مکاتیب شاہ ولی اللہ"، ص 158، مطبوعہ مجتبائی، دہلی)

یہی جناب مرزا صاحب اپنے مکتوبات میں ایک مرید رشید کو (جن کی بی بی کی نسبت فرمایا: تخمے پاک در خاک آں عفیفہ کاشتہ ایم بروقت مقدر سرسبز خواہد شد (ہم نے اس پاکیزہ کی مٹی میں ایک پاک بیج کاشت کیا ہے جو مقررہ وقت پر سرسبز ہوگا) تحریر فرماتے ہیں ''انچہ از قصد خود ومردم خانہ بجانب شاہجہاں آباد نوشتہ اند بشرط امن مبارک ست وتا رسیدن شما فقیر ان شاءاللہ تعالیٰ بعد نماز یک دو گھڑی روز بر آمدہ پیش از حلقہ یا بعد آں بجانب آں مستورہ شما متوجہ خواہد شد باید کہ ہر روز منتظر ومتوقع فیض رو بایں طرف کردہ بعد نماز صبح رو بایں

طرف کردہ بعد نماز صبح بنشیند کہ محبت ایں عفیفہ
کہ فرزند ماست دردل فقیر تاثیر کردہ است" میں نے اور
گھر والوں نے شاہجہان آباد کی طرف جو خط لکھا ہے وہ بشرط امن مبارک ہے اور
تمہارے پہنچنے تک ان شاء اللہ فقیر روزانہ ایک دو گھڑی حلقہ ذکر سے قبل یا بعد باہر آ کر
آپ کی مستورہ بیوی کی طرف توجہ کرتا ہے، ہو سکے تو روزانہ فیض کا متوقع ہو کر اس
طرف منہ کر کے صبح کی نماز کے بعد بیٹھا کرو تا کہ اس پاکیزہ کی جو میری بیٹی ہے کی
محبت کی تاثیر اس فقیر کے دل پر ہو۔

(مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں ،از مجموعہ کلمات طیبات ،مکتوب سی و ہفتم ،ص 47،مطبوعہ
مطبع مجتبائی ، دہلی)

دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں" جان من سلامت باشی دریں
مدت مفارقت دو رقعہ شمارسید و حرز جاں گردید باید
دید کہ انتظار باما چہ میکند. ہر صبح بعد نماز متوجہ بفقیر
بنشینید بے ناغہ توجہ می دہم از کسی توجہ نگیرید زیادہ
عمر و مزہ عمر باد ملخصا " ترجمہ: میری جان! سلامت رہو، اس جدائی
کی مدت میں تمہارے دو رقعے ملے ہیں جو حرز جاں ہیں، غور کرو کہ ہمارا انتظار
کیا اثر کرتا ہے روزانہ صبح کی نماز کے بعد مجھ فقیر کی طرف منہ کر کے بیٹھا کرو اور ناغہ نہ
کرو، میں خود توجہ کیا کروں گا کسی دوسرے کی توجہ کی ضرورت نہیں ان شاء اللہ عمر زیادہ
اور عمر کا مزہ بھی پاؤ گے۔

(مکتوبات مرزا جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات، مکتوب چہل و دوم، ص49، مطبوعہ مطبع
مجتبائی، دہلی)

انہیں مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے" نسبت ما بجناب

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ می رسد و فقیر
را نیازے خاص با نجناب ثابت ست در وقت عروض عارضہ
جسمانی توجہ بآنحضرت واقع می شود و سبب حصول شفا
میگردد " ترجمہ: میرا خاص تعلق حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
الکریم سے قائم ہے اور فقیر کو آپ سے خاص نیاز حاصل ہے، فقیر جسمانی عارضہ کے
وقت آپ کی طرف توجہ کرتا اور شفا پاتا ہے۔

(ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات ملفوظات، مکتوب چہل
و دوم، ص78، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب شرح رباعیات میں اپنی یہ رباعی لکھی:

آنانکہ ز او ناس بہیمی جستند — بالجسنہ انوار قدم پیوستند
فیض قدس از ہمت ایشاں میجو — دروازہ فیض قدس ایشاں ہستند

ترجمہ: وہ ذات جس سے لوگ بھلائی چاہتے ہیں اور ان کے قدم کے
انوار لباس بناتے ہیں ان کی توجہ سے مقدس فیض کی خواہش کر کیونکہ وہ فیض قدس
کا دروازہ ہیں۔

(مکتوبات شاہ ولی اللہ از مجموعہ کلمات طیبات، مکتوب بست و دوم در شرح رباعیات، ص 194،
مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

پھر اس کی شرح میں لکھا" یعنی توجہ بارواح طیبہ مشایخ
در تہذیب روح و سر نفع بلیغ دارد " یعنی مشایخ کی ارواح طیبہ کی
طرف توجہ روح اور سر کی صفائی میں انتہائی مفید ہے۔

(شرح رباعیات شاہ ولی اللہ از مجموعہ کلمات طیبات، مکتوب بست و دوم در شرح رباعیات،
ص194، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

انہیں شاہ صاحب نے ہمعات میں حدیث نفس کا یوں علاج بتایا" بارواح

طیبہ مشائخ متوجہ شد وبرائے ایشاں فاتحہ خواند یابزیارت قبرایشاں رودازانجا انجذاب دریوزہ کند '' ترجمہ: مشائخ کی ارواح کی طرف متوجہ ہواوران کے لئے فاتحہ پڑھواوران کی قبروں کی زیارت کے لئے جاؤاوروہاں سے فیض حاصل کرو۔

(ہمعات، ص34، مطبوعہ اکادیمیہ الشاہ ولی اللہ الدہلوی، حیدرآباد)

امام علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں فرماتے ہیں ''لم یزل العلماء و ذو والحاجات یزورون قبرالامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ویتوسلون عندہ فی قضاء حوائجھم و یرون نجح ذلک، منھم الامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ جاء عنہ انہ قال انی لاتبرک بابی حنیفۃ واجیء الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ وسألت اللہ تعالیٰ عندہ فتقضی سریعا''
یعنی ہمیشہ سے علماواہل حاجت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارمبارک کی زیارت اوراپنی حاجت روائیوں کوبارگاہِ الٰہی میں اُن سے توسّل کرتے اوراس سبب سے فوراً مرادیں پاتے ہیں اُن میں سے ہیں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرماتے ہیں میں ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تبرک کرتااور اُن کی قبر پر جاتاہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے دورکعت نماز پڑھتااوران کی قبرکی طرف آکرخدا سے سوال کرتاہوں کچھ دیرنہیں لگتی کہ حاجت رواہوتی ہے۔

(الخیرات الحسان، الفصل الخامس والثلاثون فی تادب الائمۃ، ص149، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

افعالِ نمازِ غوثیہ پر دلائل

نمازِ غوثیہ میں دورکعت پڑھ کرعراق کی طرف منہ کرکے گیارہ قدم چل

کرحضورغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوندا کرکے آپ سے توسل کرتے ہیں، ان افعال کی حکمتیں اوران پرعقلی اورنقلی دلائل بیان کرتے ہوئے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقیر کہتا ہے غفراللہ تعالیٰ لہ یہاں نکات غامضہ (باریک اور گہرے نکات) ہیں کہ ان پر مطلع نہیں ہوتے مگرتوفیق والے۔

اولاً: جب معلوم ہولیا کہ حق جل وعلا عزمجدہ کی طرف اس کے محبوبوں سے توسل محمود مقصود وسنت ماثورہ وطریقہ ماموره اور ہنگام توسل (ان سے توسل کے وقت) ان کی جانب توجہ درکار، یہاں تک کہ جب خلیفہ ابوجعفرمنصورعباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزارمبارک حضورسیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف؟ فرمایا'' ولم تصرف وجھک عنہ وھو وسیلتک ووسیلۃ ابیک ادم علیہ الصلوۃ والسلام الی اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعک اللہ تعالیٰ '' کیوں اپنامنہ ان سے پھیرتا ہے وہ قیامت کو تیرااور تیرے باپ آدم علیہ الصلوۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں بلکہ انہیں کی طرف منہ کراورشفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ تیری درخواست قبول فرمائے۔

(کتاب الشفاء، فصل واعلم ان حرمتہ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، ج2، ص35، مطبوعہ شرکۃ صحافیۃ فی بلاد عثمانیۃ)

اور سوال حاجت سے پہلے دورکعت نماز کی تقدیم مناسب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ ترجمہ: صبراورنماز سے مدد حاصل کرو۔ (پ2، سورۃ البقرۃ، آیت153)

پھر کامل اکسیر یہ ہے کہ کسی محبوب خدا کے قریب جایئے اسی طرف حق جل وعلا نے قرآن عظیم میں ہدایت فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے ﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا

اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا﴾ اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوکر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول اُن کے لئے استغفار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ5،سورۃ النساء، آیت46)

سبحان اللہ خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے مگر ارشاد یوں ہوتا ہے کہ گنہگار بندے تیری خدمت میں حاضر ہوکر ہم سے دعائے بخشش کریں اور قدیماً وحدیثاً (زمانہ قدیم اور زمانہ قریب میں) علماء وصلحا اس آیہ کریمہ کو زمانہ حیات ووفات سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عام اور حاضری مزار مبارک کو حاضری مجلس اقدس کی مثل سمجھا کئے اور اوقات زیارت میں یہی آیہ کریمہ تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہے اس مضمون کی بہت روایات وحکایات (1) مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ و(2) مدارج النبوۃ و(3) جذب القلوب الی دیار المحبوب و(4) خلاصۃ الوفا فی اخبار دار المصطفی وغیرہا تصانیف علما میں مذکور ومشہور ہیں۔

اسی طرح بہت علما مصنفان مناسک باب زیارت شریفہ مدنیہ طیبہ میں وقت حاضری اس آیت کو پڑھ کر استغفار کا حکم دیتے ہیں تو ثابت ہوا کہ محبوبان خدا کی طرف جانا اور بعد وصال اُن کی قبور کی طرف چلنا دونوں یکساں جیسا کہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا امام ابوحنیفہ کے مزار فائض الانوار کے ساتھ کیا کرتے۔ اب یہ کہ گدائے سرکار قادریہ اس آستان فیض نشان سے دور ومہجور ہے گو بعد نماز مزار اقدس تک جانے کی حقیقت اسے میسر نہیں تاہم دل سے توجہ کرنا اور چند قدم اس سمت چل کر اُن چلنے والوں کی شکل بناتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث حسن میں فرمایا ((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) ترجمہ: جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ

انہیں سے ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، مروی از عبد اللہ ابن عمر، ج2، ص50، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)☆

(مجمع الزوائد بحوالہ معجم اوسط، کتاب الزہد، ج10، ص271، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ، بیروت)

ثانیاً: توسل میں توجہ باطن ضروری ہے اور ظاہر عنوان باطن (یعنی ظاہر سے باطن کا پتا چلتا ہے)، لہٰذا یہ چلنا مقرر رہا کہ حالت قالب (جسم کی حالت) حالت قلب (دل کی حالت) پر شاہد ہو جس طرح سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استقا (طلبِ بارش) میں قلبِ ردا (چادر کو الٹا) فرمایا کہ قلب لباس (لباس کی تبدیلی) قلب احوال (احوال کی تبدیلی) وکشف باس (تکلیف کے ختم ہونے) کی خبر دے، شاہ ولی اللہ نے قول الجمیل میں قضائے حاجت کے لئے "صلوٰۃ کن فیکون" کی ترکیب لکھی جس کے آخر میں ہے کہ پھر پگڑی اتارے، آستین گلے میں ڈالے، پچاس بار دعا کرے، ضرور مستجاب ہو۔

(القول الجمیل مترجم اردو، پانچویں فصل صلوۃ کن فیکون، ص73، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

اس پر ان کے صاحبزادے شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں "بعض ناواقفوں نے اعتراض کیا ہے، آستین گردن میں ڈالنا کیونکر جائز ہوگا، حالانکہ ادعیہ ماثورہ میں یہ ثابت نہیں، ہم جواب دیتے ہیں کہ قلب ردا یعنی چادر کا اُلٹنا پلٹنا نماز استقاء میں رسول علیہ السلام سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل جائے تو اس طرح آستین گردن میں ڈالنا، امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے واسطے حصول شعار گردش حال کے یا مقصود کے کیونکر نا جائز ہوگا۔

(شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، پانچویں فصل صلوۃ کن فیکون، ص 74، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

میں کہتا ہوں جب آستین گلے میں باندھنا باآنکہ طرق ماثورہ میں وارد نہیں، اس وجہ سے کہ اس میں تضرع مخفی کا اظہار شدید ہے، اگرچہ نفس اظہار گڑگڑانے کی صورت سے حاصل تھا، جائز ٹھہرا تو یہ چند قدم جانب عراق محترم چلنا اس وجہ سے کہ اس میں توجہ مخفی کا اظہار قوی ہے کیونکر نا جائز ہوگا۔

ثالثاً: ظاہر مصلحِ خاطر (ظاہر دل کے لیے مصلح ہے) ولہٰذا جس امر میں جمع عزیمت وصدق ارادت (سچے ارادے) کا اہتمام چاہتے ہیں وہاں اس کے مناسب احوال جوارح (ظاہری اعضاء کے احوال) رکھے جاتے ہیں کہ ان کی مدد سے خاطر جمع (دل جمعی رہے) اور انتشار دفع ہو، اسی لئے نماز میں تلفظ بہ نیت قصد جمع عزیمت (نیت میں دل جمعی کے لیے زبان سے تلفظ) علماء نے مستحسن رکھا کما فی المبسوط والهداية والكافی والحلية وغيرها (جیسا کہ مبسوط، ہدایہ، کافی اور حلیہ وغیرہ میں ہے)

شاہ ولی اللہ حجۃ البالغہ میں لکھتے ہیں "من جبلة الإنسان أنه إذا استقر فی قلبه شیء جری حسب ذلك الأركان واللسان، وهو قوله صلّى الله عليه وسلّم "إن فی جسد ابن آدم مضغة "الحديث فعل اللسان والأركان أقرب مظنّة وخليفة لفعل القلب" ترجمہ: انسانی فطرت ہے کہ جب کوئی چیز اس کے دل میں جم جاتی ہے تو اعضاء اور زبان اسی کے مطابق حرکت کرتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد مبارک کا کہ انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے الحدیث، پس زبان اور اعضاء کی حرکت دل کے فعل کے تابع ہوتی ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ، الامور التی لابد منها فی الصلوۃ، ج2، ص5، مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ، لاہور)

اور یہی سر ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین (ہاتھ اٹھانا) اور تشہد میں انگشتِ شہادت سے اشارہ مقرر ہوا، شاہ ولی اللہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں "والهيآت

المندوبة ترجع إلى معان: منها تحقيق الخضوع، وضم الأطراف، والتنبيه للنفس على مثل الحال التي تعتری السوقة عند مناجاة الملوك من الهيبة والدهش، كصف القدمين. ووضع اليمنى على اليسرى. وقصر النظر. وترك الالتفات ومنها محاكاة ذكر الله وإشارة على من سواه بأصابعه ويده حذو ما يعلقه بجنانه، ويقوله بلسانه، كرفع اليدين، والإشارة بالمسبحة، ليكون بعض الأمر معاضدا لبعض " ترجمہ: مستحب حالت کئی معانی کی طرف راجع ہے، ایک خشوع کا پایا جانا، جیسے قدموں کا برابر ہونا، اور ایک اللہ تعالیٰ کے ذکر کی حکایت ہاتھ اور انگلیوں سے کرنا تاکہ دل میں جو کچھ ہے اس کی مطابقت ہو سکے، جیسے ہاتھ اٹھانا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا جس سے بعض افعال کی بعض سے تقویت ہوتی ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ، اذکار الصلوۃ وہیأتہا المندوب الیہا، ج2، ص7، مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ، لاہور)

اور اسی قبیل سے ہے دعا میں ہاتھ اٹھانا چہرے پر پھیرنا، شاہ ولی اللہ تصریح کرتے ہیں کہ یہ افعال رغبت باطنی کی تصویر بنانے کو ہیں کہ قلب اس پر خوب متنبہ ہو جائے اور حالت قلب ہیأت سے تائید پائے۔ کتاب مذکور میں ہے "وأما رفع اليدين ومسح الوجه بهما فتصوير للرغبة، ومظاهرة بين الهيئة النفسانية وما يناسبها من الهيئة البدنية وتنبيه للنفس على تلك الحال" ترجمہ: اور ہاتھ اٹھانا اور دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنا یا اپنی دعا میں رغبت کا اظہار ہے اور ہیئت نفسانیہ کی تصویر اور ہیئت بدنیہ کی مناسبت ہے اور نفس کو اپنی حالت پر تنبیہ ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ، الاذکار وما یتعلق بہا، ج2، ص75، مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ، لاہور)

بعینہ یہی حالت اس چلنے کی ہے کہ رغبت باطنی کی پوری تصویر بتاتا اور قلب کو انجذاب تام پر متنبہ کرتا ہے جیسا کہ اس عمل شریف کے بجالانے والوں پر روشن،

گو منکر محروم بیخبر باش (اگرچہ منکر خیر سے محروم ہے) ع

ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تانچشی

ترجمہ: اس شراب کا مزہ تو اسے چکھے بغیر نہ پاسکے گا۔

رابعاً: سنتِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ ہے کہ جہاں انسان سے کوئی تقصیر واقع ہو عمل صالح وہاں سے ہٹ کر کرے اسی لئے جب ایک بار سفر میں آخر شب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نزول فرمایا اور آنکھ نہ کھلی یہاں تک کہ آفتاب چمکا، حضور نے وہاں نماز نہ پڑھی اور فرمایا اس جگہ شیطان حاضر ہوا تھا اپنے مرکبوں (سواریوں) کو یونہی لئے چلے آؤ، پھر وہاں سے تجاوز فرما کر نماز قضا کی۔

(صحیح مسلم، باب قضاء الصلوۃ الفائتۃ، ج1، ص238، مطبوعہ نورمحمد اصح المطابع، کراچی)

یہاں بھی جب یہ محتاج دو رکعت نماز پڑھ چکا اور اب وقت وہ آیا کہ جہتِ توسل کی طرف منہ کرکے اللہ جل جلالہ سے دعا چاہتا ہے، نفسِ نماز میں جو قلت حضور وغیرہ قصور سرزد ہوئے یاد آئے اور سمجھا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں شیطان کے دخل نے مجھ سے مناجاتِ الٰہی میں تقصیر کرادی، ناچار ہٹتا ہے اور پُر ظاہر کہ جہت توجہ اس کے لئے اولی والیسر (آسان)، یمیناً وشمالاً انصراف (دائیں بائیں پھرنے) میں ترکِ توجہ، اور رجعت قہقری (پاؤں کے بل پیچھے ہٹنے میں) بعد (دوری) کی صورت اور اقبال (آگے بڑھنا) نشانِ اقبال (ترقی کی علامت) فکان ھوالمختار (لہذا یہی مختار ٹھہرا)۔

خامساً: خادم شرع جانتا ہے کہ صاحب شرع صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو بابِ دعا میں تفاؤل (نیک شگونی) پر بہت نظر ہے اسی لئے استسقاء (طلبِ بارش) میں قلب ردا (چادر کو الٹنا) فرمایا کہ تبدل حال کی فال ہو، حدیث میں ہے ((اِسْتَسْقَی

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَوَّلَ رِدَاءَہٗ لِیَتَحَوَّلَ الْقَحْطُ)) ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلب بارش کے لیے دعا کی اور چادر مبارک مبارک کو پھیرا (الٹا کیا) تاکہ قحط پھر جائے (یعنی ختم ہوجائے)

(سنن الدارقطنی، کتاب الاستسقاء، ج2، ص66، مطبوعہ نشر السنۃ، ملتان)

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں "قَالُوْا التَّحْوِیْلُ شُرِعَ تَفَاؤُلًا بِتَغَیُّرِ الْحَالِ مِنَ الْقَحْطِ اِلٰی نُزُوْلِ الْغَیْثِ وَالْخِصْبِ وَمِنْ ضِیْقِ الْحَالِ اِلٰی سَعَتِہٖ"

"ترجمہ: ائمہ کرام نے فرمایا کہ چادر الٹانا اس لئے مشہور ہے کہ قحط سے بارش کی طرف اور تنگی سے خوشحالی کی طرف حالت کو تبدیل کرنے کے لئے نیک فال بن سکے۔

(شرح مسلم للنووی مع مسلم، کتاب صلوۃ الاستسقاء، ج1، ص292، مطبوعہ نورمحمد اصح المطابع، کراچی)

اسی لئے بدخوابی کے بعد جو اس کے دفع شر کی دعا تعلیم فرمائی، ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوا کہ کروٹ بدل لے تاکہ اس حال کے بدل جانے پر فال حسن ہو، حدیث پاک میں ہے ((اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یَکْرَہُھَا فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَّسَارِہٖ وَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ ثَلَاثًا، وَیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِہِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْہِ)) ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو تین مرتبہ بائیں جانب تھوکے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم تین مرتبہ پڑھے اور اپنی کروٹ دوسری جانب بدلے۔

(صحیح مسلم، کتاب الرؤیا، ج2، ص241، مطبوعہ نورمحمد اصح المطابع، کراچی)☆(سنن ابوداؤد، باب فی الرؤیا، ج2، ص685، مطبوعہ نورمحمد اصح المطابع، کراچی)

علامہ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں "تفاؤلا بتحول تلک الحال"

ترجمہ: تاکہ اس سے نجات کے لئے نیک فال بن سکے۔

اسی لئے ہنگامِ استقا (طلبِ بارش کے وقت) پشتِ دست (ہاتھ کی پشت) جانبِ آسمان رکھے کہ ابر چھانے اور باران (بارش) آنے کی فال ہو۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر، حدیث اذا رأی احدکم کے تحت، ج 1، ص 97، مکتبہ امام الشافعی، الریاض)

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى، فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَاءِ)) ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بارش کے لئے دعا فرماتے تو ہتھیلی مبارک کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ فرماتے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ الاستسقا، ج 1، ص 293، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے ''طیبی گفتہ ایں نیز برائے تفاول ست بقلب وتبدل حال مثل صنیع وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درتحویل رداشارتست بمطلوب کہ بطون سحائب بجانب زمین گرد و بریزد انچہ دروست از امطار واللہ تعالیٰ اعلم'' ترجمہ: طیبی نے فرمایا یہ عمل بھی حالت کوتبدیل کرنے کی نیک فال کے طور پر ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چادر تبدیل کرتے تھے جس میں بادلوں کے پیٹ زمین کی طرف ہوجانے اور بادلوں سے بارش ہونے کے مطلوب کی طرف اشارہ تھا واللہ تعالیٰ اعلم۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب صلوۃ الاستسقا، ج 1، ص 623، مطبوعہ نوریہ رضویہ، سکھر)

اسی لئے علمانے مستحب رکھا، جب دفع بلا کے لئے دعا ہو، پشتِ دست (ہاتھ کی پشت) سوئے سما (آسمان کی طرف) ہو، گویا ہاتھوں سے آتش فتنہ کو بجھاتا اور جوشِ بلا کو دباتا ہے۔ اشعہ میں ہے ''گفتہ اند چوں دعا برائے طلب

وسوال چیزے از نعما بود مستحب است کہ گردانیدہ شود بطن کفہا بجانب آسمان وہرگاہ کہ برائے دفع و منع فتنہ وبلا باشد پشت ہائے دست بجانب آسمان کند از برائے اطفائے نائرہ فتنہ وبلا وپست کردن قوت حادثہ وغلبہ آں'' ترجمہ: علمانے فرمایا ہے کہ جب کسی نعمت کے حصول کے لئے دعا کی جائے تو مستحب یہ ہے کہ دعا میں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کیا جائے اور اگر کسی دفع شر کے لئے دعا کی جائے تو پھر ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف کیا جائے تاکہ فتنہ اور مصیبت کی شدت کم ہو اور حادثہ کی قوت وغلبہ پست ہو جائے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب صلوۃ الاستسقا، ج 1، ص 623، مطبوعہ نوریہ رضویہ، سکھر)

اسی لئے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا مسنون ہوا کہ حصول مراد وقبول دعا کی فال ہو گویا دونوں ہاتھ خیر وبرکت سے بھر گئے اس نے وہ برکت اعلیٰ واشرف اعضا پر اُلٹ لی کہ اس کے توسط سے سب بدن کو پہنچ جائے گی۔ ترمذی وحاکم کی حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ، لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ)) ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو چہرہ مبارک پر پھیرے بغیر ہاتھوں کو نیچے نہ کرتے۔

(جامع الترمذی، الدعوات، باب ماجاء فی رفع الایدی عندالدعاء، ج 2، ص 174، مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی) ☆ (المستدرک علی الصحیحین، کتاب الدعاء، مسح الوجہ بالیدین، ج 1، ص 536، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں ''تفاؤلا باصابة المراد وحصول الامداد'' ترجمہ: مراد کو پانے اور امداد حاصل کرنے کے لئے نیک فال

کے طور پر۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر، حدیث کان اذا رفع یدیہ فی الدعا کے تحت، ج 2، ص 250، مکتبہ امام الشافعی، الریاض)

ابوداؤد کی اسی مفہوم کی ایک حدیث کے نیچے لکھا "تفاؤلا و تیامنا بان کفیه ملئتا خیرا فافاض منه علی وجهه" **ترجمہ: یہ نیک فال ہو سکے کہ ہاتھ خیر سے بھر گئے ہیں اور اس خیر کو چہرہ پر فائض فرمایا۔**

(التیسیر شرح الجامع الصغیر، حدیث کان اذا دعا فرفع کے تحت، ج 2، ص 249، مکتبہ امام الشافعی، الریاض)

ابوداؤد کی ایک اور حدیث پاک کے تحت میں لکھا: تفاؤلا باصابة المطلوب و تبرکا بایصاله الی وجهه الذی هو اشرف الاعضاء و منه یسری الی بقیة البدن" **تا کہ نیک فال ہو سکے کہ مطلوب پالیا اور اس کو برکت کے لئے چہرے تک پہنچایا جو کہ اعضا میں افضل ہے اور اس سے تمام بدن میں سرایت کرے۔**

(التیسیر شرح الجامع الصغیر، حدیث سلوا اللہ کے تحت، ج 2، ص 60، مکتبہ امام الشافعی، الریاض)

فاضل علی قاری نے حرز ثمین میں فرمایا "لعل وجهه انه ایماء الی قبول الدعاء و تفاؤل بدفع البلاء و حصول العطاء فان اللّٰہ سبحنه یستحیی ان یرد ید عبد صفرا ای خالیا من الخیر فی الخلاء و الملاء" **ترجمہ: ہو سکتا ہے کہ یہ اس بات کا اشارہ ہو کہ دعا قبول ہو چکی ہے اور دفع بلا اور حصول عطا کے لئے نیک فال بن سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ہاتھوں کو خلاء اور ملاء میں خیر سے خالی لوٹانے پر حیا فرماتا ہے۔**

(حرز ثمین حواشی حصن حصین مع حصن حصین، آداب الدعاء، ص 11، افضل المطابع، انڈیا)

اسی طرح صاحب شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کے نائب جلیل** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے مقاصد شرع پر لحاظ فرما کر خاص ان کے موافق یہ چلنا مقرر فرمایا کہ نفی اعراض وعطائے قربت وحصولِ اغراض واقبالِ اجابت کے لئے فال حسن ہو۔

سادسا: صحیح مسلم شریف میں بروایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثابت کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین نماز میں چند قدم آگے بڑھے جب جنت خدمت اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی کہ دیوار قبلہ میں نظر آئی یہاں تک کہ حضور بڑھے تو اس کے خوشہ ہائے انگور دست اقدس کے قابو میں تھے اور یہ نماز صلوٰۃ الکسوف تھی۔ (صحیح مسلم، کتاب الکسوف، ج 1، ص 297، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

اسی طرح جب ارباب باطن واصحاب مشاہدہ یہ نماز پڑھ کر بروجہ توسل (توسل کی خاطر) عراق شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، انوار وبرکات وفیوض وخیرات اس جانب مبارک سے باہزاراں جوش وہجوم پیہم آتے نظر آتے ہیں، یہ بیتابانہ ان خوشہائے انگور جنات نور وباغات سرور کی طرف قدم شوق پر بڑھتے اور ان عزیز مہمانوں کے لئے رسم باجمال تلقی واستقبال بجالاتے ہیں، سبحان اللہ کیا جائے انکار ہے اس نیک بندے پر جو اپنے رب کی برکات وخیرات کی طرف مسارعت کرے۔

ان جئتکم قاصدا اسعی علی بصری لم اقض حقا و ای الحق ادیت

ترجمہ: اگر میں تمہارے قصد سے آؤں تو آنکھوں کے بل دوڑتا ہوا آؤں، تو حق ادا نہ کر سکوں اور کونسا حق ہے جو میں نے ادا کر دیا ہے۔

رہے ہم عامی جن کا حصہ یہی شقشقہ لسان واضطراب ارکان ہے وبس، نسأل اللّٰہ العفو و العافیة (ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں)۔

ہم اس امر جمیل میں اُن اہل بصائر کے طفیلی ہیں: ع

ولـلارض من كأس الكرام نصيب

ترجمہ: کریم حضرات کے پیالوں سے زمین کا بھی حصہ ہے۔

جیسے نماز کہ اس کے اکثر افعال واحکام ان اسرار وحِکَم پر مبنی جو حقیقۃً صرف احوال سنیۂ اہلِ قلوب پر مبتنی پھر عوام بھی صورتِ احکام میں ان کے مشارک (شریک ہیں) مثلاً نمازِ نہاری (دن کی نماز) میں اخفاء (آہستہ قراءت کرنا) واجب ہوا اور لیلی (رات کی نماز) میں جہر (بلند آواز سے قراءت ہے) کہ لیل (رات) آیت لطف (لطف کی علامت) ہے اور اس کی تجلی لطیف اور نہار (دن) آیت قہری (قہر کی علامت) ہے اور اس کی تجلی شدید پھر تجلی جہری سری سے بہت قوی وگرم تر، لہٰذا تعدیل (توازن) کے لئے تجلی قہری کے ساتھ ٹھنڈی تجلی رکھی گئی اور لطفی کے ساتھ گرم۔

جمعہ وعیدین میں باوجود نہاری حکم جہر ہوا کہ بوجہ کثرت حاضرین اُنس حاصل اور دہشت زائل اور قلب بوجہ شہود تجلی سے قدرے ذاہل بھی ہوگا، معہذا (اس ساتھ ساتھ) ایک ہفتہ کی تقصیرات (خطائیں) جمع ہو کر حجاب (پردے) میں گونہ قوت پیدا کرتی ہیں تو گاہے بگاہے یہ معالجہ (علاج) مناسب ہوا جو اپنی حرارت سے اسے گلا دے جیسے اطبا خطوط دقیقہ دیکھنے سے منع کرتے اور نادراً (کبھی کبھی) بغرضِ تمرین (مشق کی غرض سے) اسے علاج سمجھتے ہیں۔

اور کسوف (سورج گرہن کی نماز) میں گو جماعت کثیر اور وقفہ طویل ہے پھر بھی اخفاء (آہستہ) ہی رہا کہ وہ وقت تخویف وتجلی جلال اور وقفہ طویل ہے جہر نہ ہوسکے، اسی لئے ہمارے نزدیک نماز جنازہ میں اصلاً قراءت نہیں کہ یہ ہیبت عظیم وتجلی جلال، تجلی شدید قرآنی سے جمع نہ ہو اور جو قراءت کہتے ہیں وہ بھی جہر نہیں رکھتے کہ شدت بر شدت بڑھ جائے گی۔

شب کو آٹھ رکعت تک ایک نیت سے جائز اور دن کو چار سے زیادہ منع کہ سنت الٰہیہ ہے تجلی شیئاً فشیئاً وارد کرتے اور ہر ثانی میں اول سے قوی بھیجتے ہیں تو تجلی گرم، نہاری (دن والی) کے ساتھ چار سے آگے تاب نہ آئے گی اسی لئے ہر دو رکعت پر جلسہ طویلہ کا حکم ہوا کہ خوب آرام پالے، اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد واجب ہوئی کہ لطف جمال سے حظ (فائدہ) اٹھالے اور پچھلی رکعتوں میں قراءت معاف کہ تجلیات بڑھتی جائیں گی شاید دشواری ہو اور منفرد پر جہر واجب نہیں کہ بوجہ تنہائی دہشت وہیبت زیادہ ہوتی ہے عجب نہیں کہ تاب نہ لائے تو اسے اس کے حال ووقت پر چھوڑا نامناسب رکوع وسجود میں قراءت قرآن ممنوع ہوئی کہ ان کی تجلی، تجلی قیام سے سخت اشد، دوسری تجلی شدید قراءت مل کر افراط (زیادہ) ہوگی، نیز قعود میں قراءت ممنوع ہوئی کہ وہ آرام دینے کے لئے رکھا گیا تجلی قرآنی کی شدت مل کر اسے مقصود سے خالی کردے گی اسی لئے رکوع کے بعد قومہ کا حکم ہوا کہ اس تجلی قوی سے آرام لے کر تجلی اقوی کی طرف جائے ورنہ تاب نہ لائے گا اسی بنا پر بین السجدتین، اطمینان سے بیٹھنا واجب کیا گیا کہ تجلی سجدہ ثانیہ اور اشد واعظم ہوگی اشد بر اشد کی توالی (لگاتار ہونے) سے بنیان بشری (انسانی عمارت) نہ منہدم ہوجائے۔ امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی میزان میں نقل فرماتے ہیں "انـہ وقـع لـبعض تلامذة سيدى عبدالقادر جيلى رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه سجد فصار يضمحل حتى صـار قـطـرة ماء على وجه الارض فاخذها سيدى عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بـقـطـنـة و دفنها فى الارض وقال سبحن الله رجع الى اصله بالتجلى عليه"

یعنی حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مریدوں نے سجدہ کیا جسم گھلنا شروع ہوا، یہاں تک کہ گوشت پوست ہڈی پسلی کسی شے کا نشان نہ رہا صرف ایک

بوند پانی کی زمین پر پڑی رہ گئی حضور پرنور نے روئی کے پھوئے سے اٹھا کر زمین میں دفن کردی اور فرمایا سبحن اللہ تجلّی کے سبب اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا۔

(الصراف الکبری، باب صفۃ الصعود، ج1، ص157، مطبوعہ مصطفی البابی مصر)

قسمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

ترجمہ: قسمت دیکھ کہ عشق کی تلوار کے مقتول نے ایسی موت کو پایا جس کے لئے زندہ لوگ دعا کی آرزو کرتے ہیں۔

سابعاً: دیدہ انصاف بے غبار و صاف ہو تو احادیث صحیحہ سے اس کا بھی پتا چلتا ہے کہ جہاں جانا چاہیے اس طرف چند قدم قریب ہونا اور جہاں سے جدائی مقصود ہو اس سے چھ گام دور ہونا بھی نافع و بکار آمد ہوتا ہے جب کمال قرب و بعد میسر نہ ہو۔ طبرانی نے معجم کبیر اور حاکم نے بسند صحیح مستدرک میں برشرط شیخین ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ((كُلُّ شَيْءٍ يَتَكَلَّمُ بِهِ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّهُ مَكْتُوبٌ عَلَيْهِ، فَإِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً فَأَحَبَّ أَنْ يَتُوبَ إِلَى اللّٰهِ فَلْيَأْتِ رَفِيعَةً فَلْيَمُدَّ يَدَيْهِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَتُوبُ إِلَيْكَ مِنْهَا لَا أَرْجِعُ إِلَيْهَا أَبَدًا، فَإِنَّهُ يُغْفَرُ لَهُ مَا لَمْ يَرْجِعْ فِي عَمَلِهِ ذٰلِكَ)) ترجمہ: آدمی کا ہر بول اس پر لکھا جاتا ہے تو جو گناہ کرے پھر اللہ تعالٰی کی طرف توبہ کرنا چاہے اسے چاہئے بلند جگہ پر جائے اور اللہ تعالٰی کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہے الٰہی! میں اس گناہ سے تیری طرف رجوع لاتا ہوں، اب کبھی اُدھر عود نہ کروں گا، اللہ تعالٰی اس کے لئے مغفرت فرمادے گا جب تک اس گناہ کو پھر نہ کرے۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الدعاء، دعاء التوبۃ، ج1، ص516، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

توبہ کے لئے بلندی پر جانے کی یہی حکمت ہے کہ حتی الوسع موضعِ مصیبت سے بعد اور محلِ طاعت و منزلِ رحمت یعنی آسمان سے قرب حاصل ہو، جب سیدنا موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کا زمانہ انتقال قریب آیا بَن (جنگل) میں تشریف رکھتے تھے اور ارضِ مقدسہ پر جبارین کا قبضہ تھا وہاں تشریف لے جانا میسر نہ ہوا دعا فرمائی کہ اس پاک زمین سے مجھے ایک سنگ پرتاب (پتھر پھینکنے کا فاصلہ) قریب کردے۔ ((أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ (فذكر الحديث الى ان قال) فَسَأَلَ اللّٰهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ)) ترجمہ: موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف اللہ تعالٰی نے ملک الموت کو بھیجا، (پس حدیث کو بیان کرتے یہاں تک بیان کیا کہ) مجھے بیت المقدس کے اتنا قریب کردے جتنا کہ پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری، باب وفات موسی علیہ السلام الخ، ج1، ص484، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)☆(صحیح مسلم، باب من فضائل موسی علیہ السلام، ج2، ص267، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی شرح مشکوٰۃ میں دعائے موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کا یوں ترجمہ کرتے ہیں "نزدیک گردان مرا از ان اگرچہ بمقدار یک سنگ اندازہ باشد" ترجمہ: مجھے اس کے نزدیک کردے اگرچہ ایک پتھر کا اندازہ ہو۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، باب بدء الخلق، ج4، ص453، مطبوعہ نوریہ رضویہ، سکھر)

ظاہر ہے کہ ہنگام حاجت (بوقتِ حاجت) سردست (اسی وقت) عراق شریف کی حاضری متعذر، لہٰذا چند قدم اس ارض مقدسہ (پاکیزہ سرزمین) کی طرف چلنا ہی مقرر ہوا کہ مالا یدرك كله لا يترك كله و للہ الحمد دقه و جلّه (جو مکمل

حاصل نہ ہو سکے تو وہ مکمل چھوڑا بھی نہ جائے، اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہر چھوٹی اور بڑی حمد ہے۔) رہی عددِ یازدہ (گیارہ کے عدد) کی تخصیص، اس کی وجہ ظاہر کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((ان اللہ تعالیٰ وتر یحب الوتر)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ طاق ہے طاق کو دوست رکھتا ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الوتر، ج 1، ص 60، مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی) ☆ (مسند احمد بن حنبل، مروی از ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ج 2، ص 109، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

اور افضل الاوتار و اول الاوتار (سب وتروں سے افضل پہلا وتر) ایک ہے مگر یہاں تکثیر مطلوب اور اس کے ساتھ تیسیر (آسانی) بھی ملحوظ، لہٰذا یہ عدد مختار ہوا کہ یہ افضل الاوتار کا پہلا ارتفاع ہے جو خود بھی وتر اور مشابہت زوج سے بھی بعید کہ سوا ایک کے اس کے لئے کوئی کسر صحیح نہیں اور اس سے ایک گھٹا دینے کے بعد بھی جو زوج حاصل ہوتا ہے زوج محض ہے نہ زوج الازواج کہ اس کے دونوں حصص متساویہ، خود افراد ہیں بلکہ خلو مرتبہ پر وہ بعینہ ایک ہے۔

شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں ''الشرع لم یخص عدداً الا لحکم ترجع الی اصول، الاول ان الوتر عدد مبارك لایجاوز عنه ماکان فیه کفایة، ثم الوتر علی مراتب، وتر یشبه الزوج کالتسعة و الخمسة فانهما بعد اسقاط الواحد ینقسمان الی زوجین و التسعة و ان لم تنقسم الی عددین متساوین فانها تنقسم الی ثلثه متساویة، وامام الاوتار الواحد وحیث اقتضت الحکمة ان یؤمر باکثرمنها اختار عدداً یحصل بالترفع کالواحد یترفع الی احد عشر ملتقطا '' ترجمہ: شرع شریف میں عدد کی تخصیص صرف ایسے حکم کے لئے کی جاتی جو کئی معانی کی طرف راجع ہوتا ہے اول، یہ وتر ایسا مبارک عدد

ہے کہ اس سے تجاوز اس وقت تک نہیں کیا جائے گا جب تک اس وتر میں کفایت موجود ہے، پھر وتر کے کئی اقسام ہیں، ایک وتر زوج کے مشابہ ہوتا ہے جیسا کہ نو اور پانچ کا عدد کہ یہ دونوں ایسے ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک ایک کو ساقط کر دیا جائے تو یہ دونوں برابر تقسیم ہو کر دو زوج بن جاتے ہیں، اور نو کا عدد خود اگر چہ دو جفت (زوج) پر تقسیم نہیں ہوتا مگر تین مساوی عددوں پر منقسم ہوتا ہے، تمام وتروں کا امام (اصل) ایک کا عدد ہے اور حکمت کا تقاضا ہو تو زیادہ عدد کا تب حکم ہوتا کہ وہ عدد بڑھ کر واحد کی طرح ہو جائے مثلاً گیارہ ہو جائے۔

(حجۃ البالغہ، باب اسرار الاعداد والمقادیر، ج 1، ص 100، مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ، لاہور)

اس کے بعد فقیر گدائے سرکار قادریہ غفر اللہ لہ کل ذنب وخطیئہ نے سرکار غوثیت مدار سے اس عدد مبارک کے اختصاص پر بعض دیگر نکات جمیلہ عظیمہ جلیلہ پائے ہیں کہ بتوفیق اللہ تعالیٰ رسالہ مبارک ''ازھار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار'' میں ذکر کئے۔

بالجملہ اس نماز مقدس میں اصلاً کوئی محذور شرعی (ممانعتِ شرعی) نہیں، اور خود کون سا طریقہ دیانت وانصاف ہے کہ جو امر حضور پر نور محی الملۃ، مقیم السنۃ، ملاذ العلماء، معاذ العرفاء، وارث الانبیاء، ولی اللہ، منبع الارشاد، مرجع الافراد، امام الائمہ، مالک الازمہ، کاشف الغمہ، ملجا الامہ، قطب الاعلم، غوثنا الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرمائیں اور حضور کے اصحاب کہ بالیقین اعاظم علماء واجلہ کملا تھے اسے بجالائیں اور طریقۂ فطیقۂ اولیاء وعلمائے سلسلہ عالیہ قادریہ اسے اپنا معمول بنائیں اور ثقات علماء وکبار اولیاء اپنی تصانیف میں اسے نقل وروایت کریں اجازتیں دیں اجازتیں لیں اور منکرین مکابرین کو اصلاً قدرت نہ ہو کہ آیت وحدیث تو بڑی چیز ہے کہیں دو چار ائمہ دین وفقہائے معتمدین ہی سے اس کا رد وانکار بے اعانت کذب واختلاق ومکابرہ

وشقاق ثابت کرسکیں، ایسی جمیل چیز جلیل عزیز کو محض اپنی ہوائے نفسانی واصول بہتانی
کی بناپر بلحاظ اصل مذہب شرک قطعی اور فاعلوں (اس پر عمل کرنے والوں)،
مجوزوں (اسے جائز کہنے والوں) کو معاذ اللہ مشرک جہنمی اور بخوف اہل حق تسہیل امر
کو بارے جی سے صرف فاسق بدعتی بتایئے اور انکار ارشاد سید الاولیاء و تضلیل و تفسیق
علماء عرفا کا وبال عظیم، گردن پر اٹھایئے۔

صحابہ وتابعین سے منقول نہ ہونا

اور حضرات منکرین کا یہ کہنا کہ صحابہ تابعین سے منقول نہیں، صحابہ محبت و تعظیم
میں ہم سے زیادہ تھے، ثواب ہوتا تو وہی کرتے۔

اوّلاً: وہی معمولی باتیں ہیں جن کے جواب علمائے اہلسنت کی طرف سے
ہزار ہزار بار ہو چکے جسے آفتاب روشن پر اطلاع منظور ہو، ان کی تصانیف شریفہ کی
طرف رجوع لائے۔

پھر امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے چار کتابوں کے نام بتائے جن میں اس
بات کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے، دو اپنے والد محترم مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ
کی کتابیں (1) اصول الرشاد (2) ازاقۃ الاثام۔ اور دو اپنی کتابیں (1) اقامۃ
القیامۃ (2) منیر العین۔

ثانیاً: یہاں تو ان جہالات کا کوئی محل ہی نہیں، یہ نماز ایک عمل ہے کہ
قضائے حاجات کے لئے کیا جاتا ہے اور اعمال مشائخ میں تجدید واحداث (نئے نئے
ایجاد کرنے) کی ہمیشہ اجازت (ہے)۔

پھر اس بات کو ثابت کرنے کے لیے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے منکرین
کے اکابرین کے حوالے دیئے ہیں، (جبکہ ماقبل اس بات پر قرآن وحدیث سے بھی

دلائل دیئے تھے)، دیکھا یہ گیا ہے کہ قرآن وحدیث سے جتنے مرضی دلائل دیئے
جائیں، یہ لوگ ٹس سے مس نہیں ہوتے مگر اپنے اکابر کی بات آتے ہی ان کو چپ لگ
جاتی ہے، چنانچہ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(1) شاہ ولی اللہ "ہوامع" میں لکھتے ہیں "اجتہاد را در اختراع
اعمال تصریفیہ راہ کشادہ است مانند استخراج اطباء
نسخہائے قرابادین را این فقیر رامعلوم شدہ است کہ در
وقت صبح صادق تا اسفار مقابل صبح نشستن و چشم راباآں
نوردوختن و یانور' را گفتن تاہزار بار کیفیت ملکیہ راقوت
میدہد احادیث نفس رامی نشاند "ترجمہ: جاری اعمال میں اجتہاد سے
اختراع کا راستہ کشادہ ہے جیسا کہ طبیب حضرات کے ہاں قرابادین کے نسخوں میں
ہے اس فقیر کو معلوم ہے کہ صبح صادق تا روشنی بیٹھنا اور منہ مشرق کی طرف کرنا اور
آنکھوں کو صبح کے نور پر لگانا اور یانور ہزار بار تک پڑھنے سے قوت ملکیہ حاصل ہوتی
ہے اور دل کی باتوں پر آگاہی ہوتی ہے۔

(2) اسی میں ہے "چند نواع از کرامت از ہیچ ولی الاماشاء
اللہ منفک نمی شود از انجملہ ظہور تاثیر در اعمال تصریفیہ
او تاعاملے بفیض او منتفع شوند "ترجمہ: چند کرامتیں ایسی ہیں جو کسی ولی
سے جدا نہیں ہو پاتیں جن میں ایک یہ کہ اس کے جاری اعمال ووظائف کی ایسی تاثیر
جو ان پر عمل پیرا کو اس کے فیض سے نفع دیتی ہے۔

خود شاہ ولی اللہ اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب اور ان کے فرزند
ارجمند شاہ عبدالعزیز صاحب نے ہر گونہ حاجات کے لئے صدہا اعمال بتائے کہ تازہ

بنے تھے، جن کا پتا قرون ثلثہ میں اصلاً نہ تھا بعض ان میں سے فقیر نے اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" میں ذکر کئے، اور خود ان کی "قول الجمیل" ایسی باتوں کی جائز و کفیل۔

(3) جامع ترسئیے شاہ ولی اللہ کتاب "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں تصریح کرتے ہیں کہ انہوں نے جواہر خمسہ شیخ محمد غوث گوالیاری علیہ رحمۃ الباری کی سندیں اور اس کے اعمال کی اجازتیں اپنے استاذ علم حدیث مولانا ابو طاہر مدنی، شیخ محمد سعید لاہوری مرحومین سے حاصل کیں، لکھتے ہیں "ایں فقیر خرقہ از دست شیخ ابو طاہر کردی پوشیدہ وایشاں بعمل انچہ در جواہر خمسہ است اجازت دارند عن ابیہ الشیخ ابراھیم الکردی عن الشیخ القشاشی عن الشیخ احمد الشناوی عن السید صبغۃ اللہ عن الشیخ محمد غوث الکوالیاری وایضا لبسھا الشیخ ابو طاہر عن الشیخ احمد النخلی بسندہ الی اخرہ" ترجمہ: اس فقیر نے شیخ ابو طاہر کردی کے ہاتھ سے خرقہ پہنا اور انہوں نے جواہر خمسہ کے تمام وظائف کی اجازت دی یہ اجازت ان کو اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے اور ان کو اپنے شیخ احمد قشاشی سے اور ان کو شیخ احمد شناوی اور ان کو سید صبغۃ اللہ سے ان کو شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی سے ان کو شیخ محمد غوث گوالیاری سے۔ نیز خرقہ پایا شیخ ابو طاہر نے احمد نخلی سے ان کی آخری سند تک۔

(الانتباہ فی سلاسل اولیاء، مترجم اردو طریقہ شطاریہ، ص 137، مطبوعہ آرمی برقی پریس، دہلی)

(4) مزید لکھتے ہیں "وایضا ایں فقیر در سفر حج چوں بہ لاہور رسید و دست بوس شیخ محمد سعید لاہوری دریافت ایشاں اجازت دعائے سیفی دادند بل اجازت

جمیع اعمال جواہر خمسہ وسند خود بیان کردند وایشاں دریں زمانہ یکی ازاں عیاں مشائخ طریقہ احسنیہ وشطاریہ بودند وچوں کسے را اجازت می دادند او رادعوت رجعت نمی شود سند قال الشیخ المعمر الثقۃ حاجی محمد سعید لاہوری اخذت الطریقۃ الشطاریۃ واعمال الجواہر الخمسۃ من السیفی وغیرہ عن الشیخ محمد اشرف لاہوری عن الشیخ عبد الملک عن الشیخ البایزید الثانی عن الشیخ وجیہ الدین الکجراتی عن الشیخ محمد غوث الکوالیاری" ترجمہ: اور نیز فقیر جب حج کے سفر میں لاہور پہنچا تو وہاں شیخ محمد سعید لاہوری کی دست بوسی کی تو انہوں نے مجھے دعائے صفی کی اجازت مرحمت فرمائی بلکہ انہوں نے ان تمام وظائف و اعمال کی اجازت دی جو جواہر خمسہ میں ہیں، اور انہوں نے اپنی سند بھی بیان کی اور آپ اس زمانہ کے مشائخ شطاریہ احسنیہ کے سلسلہ کے خاص بزرگوں میں سے تھے، اور جب آپ کسی کو اپنے سلسلہ کی اجازت دیتے تو پھر اس کو رجوع کی حاجت نہ رہتی، سند یہ ہے شیخ بزرگ باوثوق حاجی محمد سعید لاہوری نے فرمایا کہ میں نے سلسلہ شطاریہ اور جواہر خمسہ کے وظائف و اعمال سیفی وغیرہ، شیخ محمد اشرف لاہوری انہوں نے شیخ عبد الملک بایزید ثانی سے انہوں نے وجیہ الدین گجراتی انہوں نے شیخ محمد غوث گوالیاری سے حاصل کئے۔

(الانتباہ فی سلاسل اولیاء، مترجم اردو طریقہ شطاریہ، ص 138، مطبوعہ آرمی برقی پریس، دہلی)

(5) حضرات منکرین ذرا مہربانی فرما کر جواہر خمسہ پر نظر ڈال لیں اور اس کے اعمال کا ثبوت قرون ثلثہ سے دے دیں بلکہ اپنے اصول مذہب پر اُن اعمال کو بدعت و شرک ہی سے بچالیں جن کے لئے شاہ ولی اللہ جیسے سنی، موحد، محدثانہ

سند لیتے اور اپنے مشائخ حدیث وطریقت سے اجازت حاصل کرتے ہیں زیادہ نہ سہی یہی دعائے سیفی جس کی نسبت شاہ ولی اللہ نے لکھا کہ میں اپنے شیخ سے اخذ (حاصل) کی اور اجازت لی، اسی کی ترکیب میں ملاحظہ ہو کہ جواہر خمسہ میں کیا لکھا ہے "نادعلی ہفت بار یا سہ بار یا یکبار بخواند وآں اینست نادعلیا مظهر العجائب تجده عونالك فی النوائب كل هم وغم سینجلی بولایتك یاعلی یاعلی یاعلی" ترجمہ: نادعلی سات باریا تین باریا ایک بار پڑھو اور وہ یہ ہے: پکار علی کو جو عجائب کے مظہر ہیں تو ان کو اپنے مصائب میں مددگار پائے گا، ہر پریشانی اور غم ختم ہوگا آپ کی مدد سے یاعلی یاعلی یاعلی۔

(فتوح الغیب ضمیمہ جواہر خمسہ مترجم اردو، ص 435، نادعلی کابیان مطبعہ دارالاشاعت، کراچی)

پھر امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے منکرین کی دوغلی پالیسی (کہ اپنے کے لیے اور فتوی اور دوسروں کے لیے اور فتوی) کو ظاہر کرنے کے لیے ان سے ایک سوال پوچھا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

مسئلہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ﴾ ترجمہ: اور جب خدا نے عہد لیا ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی اسے صاف بیان کردیں گے لوگوں سے اور چھپائیں گے نہیں۔ (پ4، سورہ آل عمران، آیت 187)

اب کیا فرماتے ہیں علمائے ملت نجدیہ هداهم اللہ تعالٰی الی الملة الحنفیة (اللہ تعالیٰ ان کو حق کی طرف رجوع کرنے والی ملت کی طرف رہنمائی کرے) کہ جو لوگ نادعلی پڑھیں، پڑھائیں، سیکھیں، اس کی سندیں دیں، اجازتیں

لائیں، اس کے سلسلے کو سلاسل اولیاء اللہ میں داخل کرجائیں، اس کے حکم دینے والوں کو ولی کامل بتائیں اپنا شیخ ومرشد مرجع سلسلہ بتائیں، ان میں بعض کو بلفظہ ثقہ واعیان مشائخ ان کی ملاقات کو بکلمہ دست بوس تعبیر فرمائیں، انہوں نے غم ومصیبت ورنج وآفت کے وقت یاعلی یاعلی کہنا روا رکھا یا نہیں اور اسے ورد وظیفہ بنایا یا نہیں اور غیر خدا کو خدا کا شریک فی العلم وشریک فی التصرف ٹھہرایا یا نہیں اور وہ اس سبب سے مشرک کافر، بے ایمان، جہنمی ہوئے یا نہیں پھر جوایسوں کو اپنا پیر جانیں عالم اُمت، حامی سنت وقطب زماں ومرشد دوراں مانیں (جیسے جناب شاہ عبدالعزیز صاحب) انہیں مقتدائے دین وپیشوائے مسلمین بتائیں ان کے علم وافضال وعرفان وکمال پر سچے دل سے ایمان لائیں (جیسے تمام اصاغر واکابر حضرات وہابیہ) انہیں سید الحکما سید العلما وقطب المحققین، فخر العرفاء المکملین، اعلمہم باللہ وقبلہ ارباب تحقیق وکعبہ اصحاب تدقیق وقدوۃ اولیا وزبدۃ ارباب صفا، بلکہ امام معصوم وصاحب وحی تشریعی ٹھہرائیں (جیسے میاں اسمٰعیل دہلوی) ان سب صاحبوں کی نسبت کیا حکم ہے یہ حضرات ایک مشرک شرک جو شرک پسند، شرک آموز کو پیر وپیشوا وامام ومقتدا بناکر سید العلماء ومقبول خدا بتاکر خود بھی کافر ومشرک ومستحق عذاب الیم ومہلک ہوئے یا نہیں اور ان پر بھی مسئلہ الرضاء بالکفر کفر (کفر پر رضامندی کفر ہے) ومسئلہ من شك فی كفره وعذابه فقد كفر (جس نے اس کے کفر اور اس کے عذاب پر شک کیا وہ کافر ہوگیا) وحکم آیہ کریمہ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (تم میں سے جو جس سے محبت کرتا ہے وہ انہیں میں سے ہوگا)، وحدیث صحیح ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ)) (آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے)

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب علامۃ الحب فی اللہ، ج 2، ص 911، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

جاری ہوگا یا نہیں، بینوا توجروا (جواب دو اجر پاؤ گے)۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا پھر اصل مبحث یعنی در بارۂ اعمال تجدید و اختراع کی طرف چلئے:

(6) یہی شاہ ولی اللہ صاحب اسی انتباہ میں قضائے حاجات کے لئے ختم خواجگان چشت قدس اسرارہم کی ترکیب بتاتے اور اس کے آخر میں یوں فرماتے ہیں ''وہ مرتبہ درود بخواند ختم کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدائے تعالیٰ سوال نمایند ہمیں طور ہر روز میخواندہ باشندہ ان شاء اللہ در ایام معدودہ مقصود بحصول انجامد ''ترجمہ: دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر ختم دیں اور کچھ شیرینی پر خواجگان چشت کی فاتحہ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کریں، یہ عمل روزانہ کریں ان شاء اللہ چند روز میں مقصود حاصل ہو جائے گا۔

(الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ذکر طریقہ ختم خواجگان چشت ،ص 100 ،مطبوعہ آرمی برقی پریس، دہلی)

(7) مرزا مظہر جانجاناں صاحب اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں ''دعائے حزب البحر وظیفہ صبح و شام و ختم حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم ہر روز بجہت حل مشکلات باید خواند ''ترجمہ: حزب البحر شریف کا وظیفہ صبح و شام اور روزانہ خواجگان (قدس اللہ اسرارہم) کا ختم مشکلات کے حل کے لئے پڑھیں۔

(ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں ،از مجموعہ کلمات طیبات ملفوظات،ص 74 ،مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

(8) دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں ''ختم خواجہا رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ختم حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر روز بعد حلقہ صبح لازم گیرید ''ترجمہ: ختم خواجگان اور ختم حضرت مجدد صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) صبح حلقہ ذکر کے بعد ضروری کریں۔

(مکتوبات از مجموعہ کلمات طیبات ملفوظات ،مکتوب بست و ہشتم،ص 41,42، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

(9) مکتوب آخر میں کہتے ہیں ''ختم حضرت خواجہا و ختم حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز اگر یاراں جمع آیند بعد از حلقہ صبح براں مواظبت نمایند کہ از معمولات مشائخ ست و فائدہ بسیار و برکت بے شمار دارد ''ترجمہ: ختم خواجگان و ختم حضرت مجدد صاحب رضی اللہ عنہم صبح کے حلقہ ذکر کے بعد پابندی سے کریں کیونکہ یہ مشائخ کے معمولات میں سے ہے، بہت مفید اور بابرکت ہے۔

(ملفوظات ،از مجموعہ کلمات طیبات ملفوظات نصائح و وصایا ،ص 92،مطبوعہ مطبع مجتبائی ، دہلی)

(10) اور مرزا صاحب موصوف کے معمولات مسمّٰی بہ معمولات مظہری سے اس کی ترکیب یوں منقول 'اول دست برداشتہ سورہ فاتحہ یکبار بخواند ''پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورہ فاتحہ پڑھیں۔

(معمولات مظہری ،حاشیہ بر عبارت مذکورہ،ص 92،مطبوعہ مطبع مجتبائی ، دہلی)

(11) اخیر میں لکھا ''بعد ازاں از جناب خدائے عزوجل حصول مطالب بتوسل ایں بزرگواراں باید خواست و تا سر انجام مقصود مداومت باید نمود ''ترجمہ: اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت

کے حصول کے لئے ان بزرگوں کے توسل سے دعا کرنی چاہئے تاکہ انجام میں دائمی طور پر مقصد ظاہر ہوجائے۔

(معمولات مظہری ،ازمجموعہ کلمات طیبات ،حاشیہ برعبارت مذکور،نصائح ووصایا ،ص 92، مطبوعہ مطبع مجتبائی ، دہلی)

ان صاحبوں سے کوئی نہیں کہتا کہ یہ طریقے قرون ثلثہ میں کہاں منقول ہیں، ان میں کچھ ثواب یا تقرب الی اللہ کی امید ہوتی تو صحابہ ہی بجالاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فاتحہ شیرینی پر دلاتے والحمدللہ علی وضوح الحق (حق کے واضح ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے)۔

ثالثا: خیر صلوۃ الاسرار شریف تو ایک عمل لطیف ہے کہ مبارک بندہ اپنے حصولِ اغراض ودفعِ اعراض کے لئے پڑھتا ہے مزاج پرسی ان حضرات کی ہے جو خاص امورِ ثواب وتقرب رب الارباب (رب تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے) میں جو محض اسی نیت سے کئے جاتے ہیں ہمیشہ تجدید واختراع کو جائز مانتے اور ان محدثات (نئے کاموں) کو ذریعہ وصول الی اللہ (اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ) جانتے ہیں وہ کون، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، مرزا مظہر جانجاناں، شیخ مجدد الف ثانی، مولوی اسمٰعیل دہلوی، مولوی خرم علی بلہوری وغیرہم جنہیں منکرین بدعتی وگمراہ کہیں تو کس کے ہوکر رہیں۔

(1) خود شاہ ولی اللہ قول الجمیل میں اپنے اور اپنے پیران مشائخ کے آداب طریقت واشغال ریاضت کی نسبت صاف لکھتے ہیں ”لم یثبت تعین الاداب ولاتلك الاشغال“ ترجمہ: یہ خاص آداب واشغال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہوئے۔

(القول الجمیل مع شفاء العلیل، گیارہویں فصل ،ص 173،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی،

کراچی)

(2) شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں ”اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات و ہیأت واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الذہن اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے (الٰی قولہ) تو اس کو یاد رکھنا چاہئے انتھی بترجمة البلھوری۔“

(شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل ،چوتھی فصل ،ص52،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)

(3) مولوی خرم علی صاحب مصنف نصیحۃ المسلمین اسے نقل کرکے لکھتے ہیں ”یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ کم فہم سمجھتے ہیں۔“

(شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل ،چوتھی فصل ،ص52،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ، کراچی)

(4) اور سنئے اسی قول الجمیل میں اشغال مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں تصور شیخ کی ترکیب لکھی کہ ”ثالثها الرابطة بشيخة فاذا صحبه خلى نفسه من كل شىء الامحبته وينتظر لمايفيض منه واذا غاب الشيخ عنه يخيل صورته بين عينيه بوصف المحبة والتعظيم فتفيد صورته ماتفيد صحبته“ یعنی تیسرا طریقہ وصول الی اللہ کا رابطہ شیخ ہے جب شیخ کی صحبت میں ہو تو اپنا دل اس کی محبت کے سوا ہر چیز سے خالی کرے اور فیض کا منتظر ہو اور جب شیخ غائب ہو تو اس کی صورت اپنے پیش نظر محبت وتعظیم کے ساتھ تصور کرے جو فائدے اس کی صحبت دیتی تھی اب یہ صورت دے گی۔

(القول الجمیل مع شفاء العلیل ،چھٹی فصل طریقہ مراقبہ بسیط ،ص 80،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)

(5) شفاء العلیل میں شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا ”حق یہ ہے کہ

سب راہوں سے یہ راہ زیادہ قریب ہے۔"

(القول الجمیل مع شفاء العلیل، چھٹی فصل طریقہ مراقبہ بسیط، ص80، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

اب کون کہے کہ یہ وہی راہ ہے جسے آپ کے سچے معتقدین ٹھیٹ بت پرستی بتائیں گے۔

(6) مرزا صاحب نے اگرچہ کتاب وسنت کو طرقِ حادثہ سے افضل مانا اور بے شک ایسا ہی ہے مگر ان کے بھی مباح ومفید ہونے کی تصریح فرمائی، مکتوب میں لکھتے ہیں "ذکر جہر با کیفیات مخصوصہ ونیز مراقبات باطوار معمولہ کہ درقرون متاخرہ رواج یافتہ از کتاب و سنت ماخوذ نیست بلکہ حضرات مشایخ بطریق الہام واعلام ازمبدئہ فیاض اخذ نمودہ اند وشرع ازاں ساکت ست ودائرہ اباحت وفائدہائے دراں متحقق وانکار آں ضروری نے" ترجمہ: آخری زمانہ جو ذکر بالجہر مخصوص کیفیت کے ساتھ ہو رہا ہے نیز مراقبات جن کا عمل جاری ہے یہ کتاب وسنت سے ماخوذ نہیں بلکہ یہ مشائخ کرام نے بطور الہام مبدۂ فیاض سے پایا ہے اور شریعت اس کے منع پر خاموش ہے لہٰذا یہ دائرۂ اباحت میں داخل ہے اس میں فائدہ ہے اس کا انکار ضروری نہیں۔

(مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں، از مجموعہ کلمات طیبات، مکتوب یازدہم، ص23، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

(7) انہیں کے ملفوظات میں ہے "حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ طریقہ نوبیان نمودہ ومقامات وکمالات طریقہ خود بسیار تحریر فرمودہ ودراں مقامات ہیچ شبہ نیست کہ باقرار

ہزاراں علماء عقلاء بتواترہ رسیدہ" ترجمہ: حضرت مجدد صاحب نے نئے طریقے بیان فرمائے ہیں اور اپنے طریقہ کے کمالات ومقامات کو خوب بیان فرمایا ہے، ان مقامات میں کوئی شک وشبہ نہیں کیونکہ ہزاروں علماء وعقلاء نے اس کی تصدیق فرمائی ہے جو تواتر کو پہنچی ہے۔

(ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں، از مجموعہ کلمات طیبات، ص70، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

(8) اسی میں ہے "حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ طریقہ جدیدہ بیان نمودہ اند ودر تحقیق اسرار معرفت طرز خاص دارند مثل ایشاں در محققان صوفیہ کہ جامع ازند در علم ظاہر وباطن وعلم نوبیان کردہ اند چند کس گزشتہ باشند" ترجمہ: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جدید طریقہ بیان فرمایا ہے وہ معرفت کے اسرار کی تحقیق میں خاص طرز رکھتے ہیں اور یہ ان چند محقق صوفیوں میں سے ہیں جنہوں نے ظاہری وباطنی علوم جمع فرمائے اور نئے علوم بیان کئے ہیں ایسے چند بزرگ ہوئے ہیں۔

(ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں، از مجموعہ کلمات طیبات، ملفوظات، ص83,84، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

(9) میاں اسمعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں "اشغال مناسبہ ہر وقت وریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا می باشند ولہذا محققاں ہر وقت از اکابر ہر طرق در تجدید اشغال کوششہا کردہ اند بناءً علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضا کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعیین کردہ شود" ترجمہ: ہر وقت

کے مناسب وظائف اور ہر زمانہ کے لائق ریاضتیں جدا جدا ہیں لہٰذا ہر زمانہ کے محققین نے ہر سلسلہ کے اکابرین سے نئے وظائف حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اس بنا پر میں نے مصلحت دیکھی کہ وقت کا تقاضا ہے کہ اس کتاب کا ایک باب نئے وظائف و اعمال میں جو اس وقت کے مناسب ہوں، کے لئے معین کروں۔

(صراط مستقیم، قبیل باب اول، ص7، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ، لاہور)

اب خدا جانے یہ حضرات بدعتی کیوں نہ ہوئے اور انہیں خاص ان امورِ دینیہ میں جو محض تقرب الی اللہ کے لئے کئے جاتے ہیں نئی نئی باتیں جو قرآن میں حدیث میں نہ صحابہ میں نہ تابعین میں، نکالنی اور عمل میں لانی اور ان سے امید وصول الی اللہ رکھنی، کس نے جائز کی۔

یہاں بھی امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے منکرین کی دورنگی واضح کرنے کے لیے ان سے ایک سوال کیا ہے:

مسئلہ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے کوئی علمی بات پوچھی جائے وہ اسے چھپائے اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے آگ کی لگام دے گا۔

(سنن ابوداؤد، باب کراہیۃ منع العلم، ج2، ص159، مطبوعہ آفتاب عالم پریس، لاہور) (جامع الترمذی، باب ماجاء فی کتمان العلم، ج2، ص89، مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی)

اب کیا فرماتے ہیں علمائے ملت اسمٰعیلیہ ھداھم اللّٰہ تعالیٰ الی الشریعۃ الحقۃ الابراھیمیۃ (اللہ تعالیٰ شریعت حقہ ابراہیمیہ کی طرف ان کی رہنمائی فرمائے) کہ دین خدا میں ایسی نئی نئی باتیں نکالنا اور یہ اقرار کرکے کہ کتاب وسنت سے اس کا ثبوت نہیں ان پر عمل کرنا اور انہیں موجب ثواب وقرب رب الارباب

سمجھنا بدعت سیئہ شنیعہ ہے یا نہیں، اور یہاں حدیث ((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) ترجمہ: جس نے ہمارے دین میں نئی بات نکالی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلح، ج1، ص371، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اور حدیث ((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) ترجمہ: ہر بدعت گمراہی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجمعہ، ج1، ص285، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

((وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)) اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔

(در منثور، تحت آیۃ من یہدی اللہ فہو المہتدی، ج3، ص147، مطبوعہ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ، قم ایران)

اور حدیث ((شَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا)) ترجمہ: سب سے بری بات نئے امور ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الجمعہ، ص285، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

اور حدیث ((اصحاب البدع کلاب اھل النار)) ترجمہ: بدعت والے جہنم کے کتے ہیں۔

(کنز العمال، فصل فی البدع، ج1، ص218، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

وارد ہوں گی یا نہیں، اور جن صاحبوں نے یہ باتیں ایجاد فرمائیں آپ کیں، اوروں سے کرائیں، کتابوں میں لکھیں، زبانی بتائیں، حسب تصریح تقویۃ الایمان ان کے اصل ایمان میں خلل آیا یا نہیں، اور وہ بدعتی، فاسق، مخالفِ سنت قرار پائے یا نہیں، اور ان سے کہا جائے گا یا نہیں کہ صحابہ ثواب وحسنات پر تم سے زیادہ حریص تھے بھلائی ہوتی تو وہی کر جاتے، اور میاں بشیر قنوجی یہاں بھی ہیأتِ عبادات کو توقیفی بتائیں گے یا نہیں، پھر جو لوگ ان صاحبوں کو امام وپیشوا جانتے اور ان کی مدح وستائش میں حد سے زیادہ غلو کرتے ہیں (جیسے شاہ ولی اللہ مداح ومعتقد مرزا مظہر صاحب اور شاہ عبدالعزیز وصاف ومرید شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسمٰعیل غلام و بادخوان ہر دو شاہ

صاحب اور تمام حضرات وہابیہ مداحین و معتقدین جمیع صاحبان مذکورین) ان سب کے بارے میں کیا حکم ہے، آیا بحکم حدیث ((مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ)) ترجمہ: جس نے بدعت والے کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد کی۔

(مشکوۃ المصابیح، باب الاعتصام والسنۃ، فصل سوم، ص31، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

یہ سب کے سب قصرِ اسلام کے ڈھانے والے ہوئے یا نہیں، یا یہ احکام صرف مجلسِ میلاد وغیرہ انہیں امور کے لئے ہیں جن میں محبوبانِ خدا کی محبت و تعظیم ہو باقی سب حلال وطیب، اور شاہ عبد العزیز صاحب نے کہ تصورِ برزخ کو اتنا پسند کیا کہ اسے سب سے زیادہ قریب تر راستہ خدا کا بتایا اور مولوی خرم علی صاحب نے اسے نقل کر کے مسلم رکھا، یہ دونوں صاحب مع اصل کاتب یعنی شاہ ولی اللہ صاحب پھر ان صاحبوں کے معتقدین و مداح سب کے سب مشرک و شرک پرست ٹھہرے یا نہیں، یا یہ حضرات احکام شرع سے مستثنیٰ ہیں، اور تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان وغیرہما کی آیتیں حدیثیں صرف مؤمنین اہلِ سنت کو جو خاندان عزیزی سے نہ ہوں معاذ اللہ مشرک بدعتی بنانے کے لئے اتری ہیں، بینوا توجروا (جواب دو اجر پاؤ گے)۔

سبحان اللہ ان صاحبوں کے یہ احداث و اختراع (نئے نئے کام) سب مقبول ہوں، اور ناجائز و بدعت ٹھہرے تو وہ نماز جو حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قضائے حاجات کے لئے ارشاد فرمائی، عیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا (دیکھ راستہ کہاں سے کہاں تک ٹیڑھا ہے)۔

حق جل وعلا مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے اور اپنے محبوبوں کی جانب میں معاذ اللہ بدعقیدہ نہ کرے خصوصاً حضور سید المحبوبین مطلوب المطلوبین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وعنہم اجمعین آمین۔ یہ ہے جو اس گدائے سرکار فیض بار قادریہ پر برکات و نعمات حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فائض ہوا۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج 7، ص 570 تا 630، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فصل ششم: گیارھویں شریف

سوال: گیارھویں شریف کیا ہے؟

جواب: ماہ ربیع الآخر کی گیارھویں تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی گیارھویں کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے، یہ ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے بلکہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے کسی تاریخ میں ہو، عوام اسے گیارھویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ16، ص644، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: گیارھویں شریف کے جواز پر کیا دلائل ہیں؟

جواب: گیارھویں شریف ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے اور ایصالِ ثواب قرآن وحدیث اور ائمہ دین سے ثابت ہے۔ ایصالِ ثواب پر کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

ایصالِ ثواب پر دلائل

قرآن مجید سے ثبوت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ ترجمہ: اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

(پ28، سورۃ حشر، آیت10)

اس آیت میں فوت شدہ مسلمان بھائیوں کے لیے دعا کا ذکر ہے، جس طرح مسلمانوں کی دعاؤں سے فوت شدگان کو فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مسلمانوں کے دیگر نیک اعمال اور ان کے ایصالِ ثواب سے بھی ان کو فائدہ پہنچتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾

ترجمہ: اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا۔

(پ15، سورۃ اسراء، آیت24)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قرآن مجید میں ہے ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ ترجمہ: اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

(پ13، سورۃ ابراہیم، آیت41)

جس طرح اولاد کی دعا سے والدین کو فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح اولاد کے ایصالِ ثواب سے بھی والدین کو فائدہ پہنچتا ہے۔

میت کی طرف سے صدقہ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے ﴿عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ﴾ ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئیں اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کلام کرتیں تو تصدق کرتیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو ثواب پہنچے گا، فرمایا: ہاں۔

(صحیح بخاری، باب موت الفجاۃ البغتۃ، ج2، ص102، مطبوعہ دار طوق النجاۃ ☆ صحیح مسلم، باب وصول ثواب الصدقۃ عن المیت الیہ، ج2، ص696، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

میت کی طرف سے باغ کا صدقہ

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ

بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا)) ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فوت ہوگئیں اور وہ موجود نہ تھے، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ میری غیر موجودگی میں وفات پا گئیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو فائدہ پہنچے گا؟ فرمایا: ہاں، انہوں نے عرض کیا: میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنا پھلوں والا باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کیا۔

(صحیح بخاری، باب اذا قال ارضی اوبستانی صدقة لله، ج4، ص7 مطبوعہ دارطوق النجاة)

نیک اولاد جو دعا کرے

صحیح مسلم میں ہے((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین صورتوں میں اسے مرنے کے بعد بھی عمل کا ثواب ملتا ہے: ایک صدقہ جاریہ کی صورت میں، دوسرا نفع والا علم اور تیسرا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

(صحیح مسلم، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، ج3، ص1255، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

مرنے کے بعد ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا((إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، أَوْ بَيْتًا

لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ، يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ)) ترجمہ: بے شک مومن کو مرنے کے بعد اس کے اعمال اور نیکیوں میں سے جن کا ثواب پہنچتا ہے ان میں سے وہ علم جو اس نے سکھایا اور پھیلایا، نیک اولاد جو اس نے چھوڑی، قرآن مجید جو وراثت میں چھوڑا، جو مسجد اس نے بنوائی، جو مسافر خانہ اس نے بنوایا، جو نہر اس نے کھدوائی، اور جو اپنی صحت اور زندگی میں اپنے مال سے صدقہ کیا مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب اسے ملتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ثواب معلم الناس الخیر، ج1، ص88، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت)

یہ ام سعد کے لیے ہے

سنن ابی داؤد میں ہے((عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ، فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟، قَالَ: الْمَاءُ، قَالَ: فَحَفَرَ بِئْرًا، وَقَالَ: هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ)) ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ام سعد وفات پاگئی ہیں، کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: پانی، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ سعد کی والدہ (کے ایصال ثواب) کے لیے ہے۔

(سنن ابی داؤد، فی فضل سقی الماء، ج2، ص130، المکتبة العصریہ، بیروت)

امت کی طرف سے قربانی

سنن ابی داؤد میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں((ذَبَحَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَأَيْنِ، فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ: إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا

مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِاسْمِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ)) ترجمہ: قربانی کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسینگوں والے سرمئی خصی مینڈھے ذبح کیے، جب آپ نے انہیں قبلہ رخ گرایا، تو یہ دعا پڑھی: إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ، (پھر کہا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت کی طرف سے، اللہ کے نام کے ساتھ، اور اللہ سب سے بڑا ہے اور پھر ذبح فرمایا۔

(سنن ابی داؤد، باب مایستحب من الضحایا، ج3، ص95، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں ((انَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ فَضَحّٰى بِهِ. فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ. ثُمَّ قَالَ: اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ. فَفَعَلَتْ فَأَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ، فَأَضْجَعَهُ وَذَبَحَهُ وَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ. ثُمَّ ضَحّٰى بِهِ صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مینڈھے کا فرمایا جو کہ سینگوں والا ہو، سیاہی میں چلتا ہو (یعنی پاؤں سیاہ ہوں)، سیاہی میں دیکھتا ہو اور سیاہی میں بیٹھتا ہو۔ ایسا مینڈھا قربانی کے لیے لایا گیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! چھری لاؤ، پھر فرمایا: اسے پتھر کے ساتھ تیز کرو، (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:) میں نے ایسا کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری اور مینڈھے کو پکڑا، مینڈھے کو ذبح کرنے کے لیے کروٹ کے بل لٹایا اور یہ دعا پڑھی: اللہ تعالیٰ کے نام سے، اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی ال اور ان

کی امت کی طرف سے قبول فرما، پھر قربانی فرمائی۔

(سنن ابی داؤد، باب مایستحب من الضحایا، ج3، ص95، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی

سنن ابی داؤد ہی میں ہے، حضرت حنش کہتے ہیں ((رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ)) ترجمہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دومینڈھے ذبح کرتے دیکھا، میں نے عرض کیا: یہ کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں، لہذا میں ان کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد، باب الاضحیۃ عن المیت، ج3، ص94، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

میت کی طرف سے حج

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((انَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً؟ اقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ)) ترجمہ: جہینہ قبیلے کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی اور حج کیے بغیر فوت ہوگئی ہیں، کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ فرمایا: ہاں! تم ان کی طرف سے حج کرو، تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتیں، تو اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرو، اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔

(صحیح بخاری، باب الحج والنذور، ج3، ص18، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

سنن نسائی میں ہے((عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِيهَا، مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ؟ قَالَ:حُجِّي عَنْ أَبِيكِ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے والد کے بارے میں سوال کیا کہ وہ فوت ہوگئے ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا؟ فرمایا: تم اپنے والد کی طرف سے حج کرو۔

(سنن نسائی،الحج عن المیت الذی لم یحج،ج5،ص116،مکتب المطبوعات الاسلامیہ،حلب)

میت کا درجہ بلند ہوتا ہے

امام بخاری ''الادب المفرد'' میں نقل کرتے ہیں((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:تُرْفَعُ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ مَوْتِهِ دَرَجَتُهُ.فَيَقُولُ:أَيْ رَبِّ أَيُّ شَيْءٍ هَذِهِ؟ فَيُقَالُ:وَلَدُكَ اسْتَغْفَرَ لَكَ)) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: مرنے کے بعد میت کا درجہ بلند کیا جاتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے: اے میرے رب! یہ درجہ کیسے بلند ہوا،فرمایا جاتا ہے: تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کرنے کی وجہ سے۔

(الادب المفرد،باب بر الوالدین بعد موتهما،ج1،ص28،باب دار البشائر الاسلامیہ،بیروت)

مسند احمد بن حنبل میں یہی روایت مرفوعاً ہے((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ:يَا رَبِّ أَنَّى لِي هَذِهِ؟ فَيَقُولُ:بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ)) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نیک بندے کا جنت میں درجہ بلند فرماتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے: اے میرے رب! یہ درجہ کیسے بلند ہوا؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کرنے کی وجہ سے۔

(مسند احمد بن حنبل،مسند ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ،ج16،ص356،موسسۃ

الرسالہ،بیروت)

جب بھی صدقہ کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا أَنْ يَجْعَلَهَا عَنْ أَبَوَيْهِ فَيَكُونُ لَهُمَا أَجْرُهَا وَلَا يَنْتَقِصُ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی نفلی صدقہ کرے اور وہ اپنے والدین کی طرف سے کرے تو اس کے والدین کو اجر ملے گا اور اس کے اجر میں سے بھی کم نہیں ہوگا۔

(مجمع الزوائد،باب الصدقۃ علی المیت،ج3،ص138،مکتبۃ القدسی،القاہرہ)

مُردوں کے لیے زندوں کا تحفہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْغَرِيقِ الْمُتَغَوِّثِ، يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ أَبٍ أَوْ أُمٍّ أَوْ أَخٍ أَوْ صَدِيقٍ، فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُدْخِلُ عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، وَإِنَّ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ الِاسْتِغْفَارُ لَهُمْ)) ترجمہ: مرنے والا شخص قبر میں ڈوبنے والے،فریاد کرنے والے کی طرح ہوتا ہے،وہ ماں باپ، بھائی ،دوست کی دعا کا انتظار کرتا ہے،جب اسے یہ دعا پہنچتی ہے تو وہ اسے دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے محبوب ہوتی ہے اور بے شک اللہ عزوجل دنیا والوں کی دعا سے قبر والوں کے پاس پہاڑ کی مثل (نور ورحمت) داخل فرماتا ہے،بے شک زندوں کا مردوں کے لیے تحفہ ان کے لیے استغفار کرنا ہے۔

(شعب الایمان،فصل فی حفظ حق الوالدین بعد موتهما،ج10،ص300،مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع،ریاض ☆مشکوۃ المصابیح،باب الاستغفار والتوبۃ،الفصل الثالث،ج2،ص728، المکتب الاسلامی،بیروت)

ایصالِ ثواب کے لیے نفلی نماز، روزہ

حدیث پاک میں ہے((إِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لِأَبَوَيْكَ مَعَ صَلَاتِكَ وَتَصُومَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِكَ)) ترجمہ: بے شک نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ (ایصالِ ثواب کے لیے) اپنے والدین کے لیے (نفل) نماز پڑھو اور اپنے روزوں کے ساتھ (ایصالِ ثواب کے لیے) والدین کے لیے بھی روزے رکھو۔

(صحیح مسلم، باب فی ان الاسناد من الدین، ج1، ص16، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

میت کی طرف سے کفارہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں((أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا، وَلَمْ يُوصِ، فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ)) ترجمہ: ایک آدمی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میرے والد وفات پا گئے ہیں، مال چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کے گناہوں کا کفارہ بنے گا؟ فرمایا: ہاں۔

(صحیح مسلم، باب وصول ثواب الصدقات الی المیت، ج3، ص1254، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

جو قبرستان سے گزرے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے((مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ) إِحْدَى عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهُ لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بِعَدَدِ الْأَمْوَاتِ)) ترجمہ: جو شخص قبرستان سے گزرے اور سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو ایصال کرے تو اس شخص کو تمام مردوں کے برابر اجر دیا جائے گا۔

(کنز العمال، رافعی عن علی، ج15، ص655، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ☆ مرقاۃ المفاتیح، باب دفن

المیت، ج3، ص1228، دار الفکر، بیروت)

قبر کشادہ ہوگئی

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمًا إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِينَ تُوُفِّيَ، قَالَ: فَلَمَّا صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ، سَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَسَبَّحْنَا طَوِيلًا، ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لِمَ سَبَّحْتَ؟ ثُمَّ كَبَّرْتَ؟ قَالَ: لَقَدْ تَضَايَقَ عَلَى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتَّى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ)) ترجمہ: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی طرف نکلے، جب ان کو قبر میں رکھا گیا اور قبر اوپر سے برابر کر دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی، ہم نے بھی طویل تسبیح پڑھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی، ہم نے بھی تکبیر پڑھی، کہا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس وقت تسبیح اور پھر تکبیر کیوں پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے (تسبیح وتکبیر کی برکت) اسے کھول دیا۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، ج23، ص158، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت ☆ مشکوۃ المصابیح، باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثالث، ج1، ص49، المکتب الاسلامی، بیروت)

قراءت کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَأَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ. ثُمَّ قَالَ: إِنِّي جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، كَانُوا شُفَعَاءَ لَهُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى)) ترجمہ: جو

قبرستان میں داخل ہو پھر سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور سورۂ تکاثر پڑھے اور پھر کہے: میں نے کلامِ الٰہی میں سے جو قرأت کی اس کا ثواب قبرستان کے مومنین اور مومنات کو ایصال کرتا ہوں تو وہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے شفیع ہوں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب دفن المیت، ج3، ص1228، دار الفکر، بیروت)

قبرستان والوں کی تعداد کے برابر

مرقاۃ میں ہے ((وَأَخْرَجَ عَبْدُ الْعَزِيزِ صَاحِبُ الْخَلَّالِ بِسَنَدِهِ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ سُورَةَ يس خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ مَنْ فِيهَا حَسَنَاتٌ)) ترجمہ: صاحبِ خلال عبد العزیز نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قبرستان گیا اور سورۂ یٰس پڑھی تو اللہ تعالیٰ قبرستان والوں سے تخفیف فرمائے گا اور اس پڑھنے والے کو قبرستان میں موجود مردوں کے برابر نیکیاں ملیں گی۔ (مرقاۃ المفاتیح، باب دفن المیت، ج3، ص1228، دار الفکر، بیروت)

میت کی قبر کے پاس تلاوت

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ وَأَسْرِعُوا بِهِ إِلَى قَبْرِهِ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ فِي قَبْرِهِ)) ترجمہ: جب تم سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کو روکے نہ رکھو، اسے قبر تک جلدی لے چلو اور اس میت کی قبر کے پاس سر کی طرف فاتحۃ الکتاب اور اس کے پاؤں کی طرف سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی تلاوت کرو۔

(شعب الایمان للبیہقی، الصلوۃ علی من مات من اہل القبلۃ، ج 11، ص471، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض)

مشکوۃ المصابیح میں یہ حدیث پاک ان الفاظ کے ساتھ ہے ((وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةُ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ)) یعنی سر کی طرف سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پاؤں کی طرف سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی تلاوت کرے۔

(مشکوۃ المصابیح، باب دفن المیت، الفصل الثالث، ج1، ص538، المکتب الاسلامی، بیروت)

میت کی طرف سے فدیہ

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا)) ترجمہ: جو شخص اس حالت میں فوت ہو جائے کہ اس پر رمضان کے روزے ہوں تو چاہیے کہ اس کی طرف سے ایک روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

(سنن ترمذی، باب ماجاء من الکفارہ، ج2، ص89، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

اہلِ خانہ کی طرف سے ہدیہ

تفسیر مظہری میں ہے ((حديث انس مَا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يَمُوتُ مِنْهُمْ مَيِّتٌ فَيَتَصَدَّقُونَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهِ، إِلَّا أَهْدَاهَا إِلَيْهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى طَبَقٍ مِنْ نُورٍ، ثُمَّ يَقِفُ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ، فَيَقُولُ: يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيقِ، هَذِهِ هَدِيَّةٌ أَهْدَاهَا إِلَيْكَ أَهْلُكَ فَاقْبَلْهَا، فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ، فَيَفْرَحُ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ، وَيَحْزَنُ جِيرَانُهُ الَّذِينَ لَا يُهْدَى إِلَيْهِمْ بِشَيْءٍ رواه الطبراني في الأوسط)) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب اہل خانہ میں سے کوئی شخص فوت ہو جائے اور گھر والے اس کی وفات کے بعد اس کی طرف سے صدقہ کریں تو جبرائیل علیہ السلام اس صدقہ کو نور کے طباق میں لے کر اس قبر والے کے سرہانے کھڑے ہو جاتے ہیں اور

کہتے ہیں: اے گہری قبر والے! یہ ہدیہ ہے تیرے اہل خانہ نے تیری طرف بھیجا ہے تو اس کو قبول کر لے، پس وہ ہدیہ اس کے پاس پہنچتا ہے اور اس سے وہ خوش ہوتا ہے اور اس مردے کے وہ پڑوسی جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا وہ غمگین ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر مظہری، سورۃ النجم، آیت 39، ج9، ص128، مکتبۃ الرشدیہ، پاکستان)

والدین کی طرف سے حج

اسی میں ہے ((حدیث ابن عمر مَنْ حَجَّ عَنْ وَالِدَيْهِ بَعْدَ وَفَاتِهِمَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُمَا عِتْقٌ مِنَ النَّارِ، وَكَانَ لِلْمَحْجُوجِ عَنْهُمَا أَجْرُ حَجَّةٍ تَامَّةٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أُجُورِهِمَا شَيْءٌ)) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے فوت شدہ والدین کی طرف سے حج کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے والدین کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے ان (یعنی والدین) کے لیے اس حج کا پورا اجر ہوگا اور کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(تفسیر مظہری، سورۃ النجم، آیت 39، ج9، ص128، مکتبۃ الرشدیہ، پاکستان)

مردے خوش ہوتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ((انه سأل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال: يا رسول الله إنا نتصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعو لهم فهل يصل ذلك إليهم فقال: نعم إنه ليصل ويفرحون به كما يفرح أحدكم بالطبق إذا أهدي إليه رواه أبو جعفر العكبري)) ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں، ان کی طرف سے حج کرتے ہیں، ان کے لیے دعا کرتے ہیں تو کیا انہیں یہ ثواب پہنچتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ

مردے اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کوئی دنیا میں جب اس کے لیے کوئی تحفہ پیش کرتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے، اسے ابو جعفر عکبری نے روایت کیا ہے۔

(مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، فصل فی زیارۃ القبور، ج1، ص621، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ثواب کی تقسیم

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے "قَالَ حَمَّادُ الْمَكِّيُّ: خَرَجْتُ لَيْلَةً إِلَى مَقَابِرِ مَكَّةَ فَوَضَعْتُ رَأْسِي عَلَى قَبْرٍ فَنِمْتُ، فَرَأَيْتُ أَهْلَ الْمَقَابِرِ حَلْقَةً حَلْقَةً، فَقُلْتُ: قَامَتِ الْقِيَامَةُ قَالُوا: لَا، وَلَكِنْ رَجُلٌ مِنْ إِخْوَانِنَا قَرَأَ: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لَنَا فَنَحْنُ نَقْتَسِمُهُ مُنْذُ سَنَةٍ" ترجمہ: حماد مکی کہتے ہیں: میں رات کو مکہ کے قبرستان میں گیا اور میں ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو میں نے قبرستان والوں کو حلقہ در حلقہ دیکھا، میں نے کہا: کیا قیامت قائم ہو گئی ہے، انہوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ ہمارے ایک (مسلمان) بھائی نے سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں ایصال کیا (پہنچایا) ہے، ہم اسے ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب دفن المیت، ج3، ص1228، دار الفکر، بیروت)

حضرت طاؤس تابعی

حضرت طاؤس تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "إِنَّ الْمَوْتَى يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ سَبْعًا، فَكَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُطْعَمَ عَنْهُمْ تِلْكَ الْأَيَّامَ" ترجمہ: مردے اپنی قبروں میں سات دن تک آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں تو علماء نے ان سات دنوں میں مردوں کی طرف سے کھانا کھلانے کو مستحب قرار دیا ہے۔

(الحاوی للفتاوی، طلوع الثریا باظہار ما کان خفیا، ج2، ص216، دار الفکر للطباعۃ والنشر، بیروت)

امام احمد بن حنبل

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ ''الاذکار'' میں فرماتے ہیں ''قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَرْوَزِيُّ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: إِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ فَاقْرَءُوا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ، وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَاجْعَلُوا ثَوَابَ ذٰلِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ، فَإِنَّهُ يَصِلُ إِلَيْهِمْ، وَالْمَقْصُودُ مِنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلزَّائِرِ الِاعْتِبَارُ، وَلِلْمَزُورِ الِانْتِفَاعُ بِدُعَائِهِ'' ترجمہ: محمد بن احمد مروزی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا: جب تم قبرستان داخل ہو تو سورۂ فاتحہ، معوذتین (سورۂ فلق اور ناس) اور سورۂ اخلاص پڑھو اور اس کا ثواب قبرستان والوں کو پہنچاؤ، کہ یہ ثواب ان کو پہنچے گا اور زیارتِ قبور سے مقصود زائر (زیارت کرنے والے) کے لیے عبرت اور مزور (جس کی زیارت کی جارہی ہے یعنی قبر والے) کے لیے زائر کی دعا سے فائدہ پہنچنا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح بحوالۃ الاذکار، باب دفن المیت، ج3، ص1228، دار الفکر، بیروت)

علامہ یحیی بن شرف نووی

علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) فرماتے ہیں ''وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ جَوَازُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَاسْتِحْبَابُهَا وَأَنَّ ثَوَابَهَا يَصِلُهُ وَيَنْفَعُهُ وَيَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقَ أَيْضًا وَهٰذَا كُلُّهُ أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ'' ترجمہ: اس حدیث پاک میں میت کی طرف سے صدقہ کرنے کا جواز اور استحباب موجود ہے اور یہ کہ میت کو اس کا ثواب اور نفع پہنچتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بھی اس کا نفع پہنچتا ہے اور ان تمام باتوں پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی، باب وصول ثواب الصدقات الی المیت، ج 11، ص84، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ایک مقام پر فرماتے ہیں ''اُسْتُحِبَّ لِزَائِرِ الْقُبُورِ أَنْ يَقْرَأَ مَا تَيَسَّرَ مِنَ

الْقُرْآنِ، وَيَدْعُو لَهُمْ عَقِبَهَا، نَصَّ عَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ، وَاتَّفَقَ عَلَيْهِ الْأَصْحَابُ'' ترجمہ: قبرستان میں آنے والے کے لیے مستحب ہے کہ جتنا ہو سکے اتنی قرآن پاک کی تلاوت کرے اور قبرستان والوں کے لیے دعا مانگے، اس (کے جواز) پر امام شافعی کی صراحت ہے اور اصحاب اس پر متفق ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح بحوالہ شرح المهذب، باب دفن المیت، ج3، ص1229، دار الفکر، بیروت)

ایک اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ''وَإِنْ خَتَمُوا الْقُرْآنَ عَلَى الْقَبْرِ كَانَ أَفْضَلَ'' ترجمہ: اگر مسلمان قبر پر ختم کریں تو یہ افضل ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح بحوالہ شرح المهذب، باب دفن المیت، ج3، ص1229، دار الفکر، بیروت)

علامہ علی بن ابی بکر فرغانی

علامہ علی بن ابی بکر فرغانی رحمۃ اللہ علیہ (593ھ) فرماتے ہیں ''الأصل في هذا الباب أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوما أو صدقة أو غيرها عند أهل السنة والجماعة'' ترجمہ: اس باب میں اصل یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک انسان کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو ایصال کرے چاہے وہ عمل نماز ہو، روزہ ہو، صدقہ ہو یا کوئی اور عمل۔

(بدایہ، باب الحج عن الغیر، ج1، ص178، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام جلال الدین سیوطی

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں ''وَأَمَّا الْقِرَاءَةُ عَلَى الْقَبْرِ فَجَازَ بِمَشْرُوعِيَّتِهَا أَصْحَابُنَا وَغَيْرُهُمْ'' ترجمہ: قبر کے پاس قرأت کرنا جائز ہے اور اس کے جواز پر ہمارے اصحاب اور ان کے علاوہ علماء ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب دفن المیت، ج3، ص1229، دار الفکر، بیروت)

مسلمانوں کا اجماع

محدث وفقیہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1014ھ) فرماتے ہیں

"وَأَنَّ الْمُسْلِمِينَ مَا زَالُوا فِي كُلِّ مِصْرٍ وَعَصْرٍ يَجْتَمِعُونَ وَيَقْرَءُونَ لِمَوْتَاهُمْ مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ، فَكَانَ ذَلِكَ إِجْمَاعًا" ترجمہ: بے شک مسلمان بغیر کسی انکار کے ہر شہر اور ہر دور میں اکٹھے ہوتے ہیں اور مردوں کے لیے قرأت کرتے ہیں، تو یہ (اس کے جواز پر) اجماع ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب دفن المیت، ج3، ص1229، دار الفکر، بیروت)

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1069ھ) فرماتے ہیں "و یستحب "للزائر "قراءۃ "سورۃ "یس لما ورد عن أنس رضی اللہ عنہ "أنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من دخل المقابر فقرأ "سورۃ "یس "یعنی وأھدی ثوابھا للأموات "خفف اللہ عنہ یومئذ العذاب ورفعہ" ترجمہ: زیارتِ قبور کرنے والے کے لیے سورۂ یٰس کی قرأت مستحب ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قبرستان میں داخل ہوا اور سورۂ یٰس کی قرأت کرے یعنی اس کا ثواب مردوں کو ہدیہ کرے تو اللہ تعالیٰ ان سے اس دن عذاب میں تخفیف کرے گا اور ان سے عذاب اٹھا لے گا۔

(مراقی الفلاح، فصل فی زیارۃ القبور، ج1، ص229، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "و مستحب است کہ تصدق کردہ شود از میت بعد از دفن او از عالم تا ہفت روز و تصدق از میت نفع کیند اورا بے خلاف میان اہل علم و وارد شدہ است دراس احادیث صحیحہ خصوصاً"

ترجمہ: مستحب یہ ہے کہ مردہ کے عالم دنیا سے پردہ کرنے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ کیا جائے کیوں کہ اس سے میت کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے اور اس پر بالخصوص احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، ج1، ص716)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں "و شیر برنج بنا فاتحہ بزرگ بقصد ایصالِ ثواب بروح ایشاں پزند و بخورند مضائقہ نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگ دادہ شود اغنیارا ہم خوردن جائز است" ترجمہ: دودھ چاول پر کسی بزرگ کے لیے فاتحہ دی جائے، ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکائیں اور کھائیں تو اس میں مضائقہ نہیں اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔ (زبدۃ النصائح، ص132)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں "طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند بر آں فاتحہ و قل و درود خواندن تبرک میشود و خوردن بسیار خوب ست" ترجمہ: جو کھانا حضرات امامین (امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو نیاز کریں، اس کھانے پر سورۂ فاتحہ، قل شریف اور درود شریف پڑھنا باعث برکت ہے اور ایسے کھانے کا کھانا بھی بہت اچھا ہے۔

(فتاوی عزیزیہ، ج1، ص78)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں "تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی مثلاً کھانا پکا کر مساکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت

کرلی، متاخرین نے یہ خیال کیا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقتِ قلب ولسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے، اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے، تو بہتر ہے، پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضارِ قلب ہو، تو کھانا روبرو لانے لگے، کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ کچھ کلامِ الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیتِ دعا کی بھی امید ہے کہ اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے کہ جمع بین العبادتین ہے۔

گیارہویں شریف حضور غوث پاک قدس سرہ اور دسواں، بیسواں، چہلم وششماہی وسالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برات ودیگر ثواب کے کام اسی قاعدہ پر مبنی ہیں۔"

(فیصلہ ہفت مسئلہ، ص 6.7)

مفتی امجد علی اعظمی

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ایصال ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادتِ مالیہ یا بدنیہ فرض ونفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جا سکتا ہے، زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کتب فقہ وعقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے، ہدایہ اور شرح عقائد نسفی میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی ہے۔ حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا، انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: پانی۔ انھوں نے کوآں کھودا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو ثواب ملتا اور فائدہ پہنچتا ہے۔

اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے، یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے کر رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں، یہ محض افترا ہے جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا ہے اور زندوں مُردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے، پس جبکہ ہم اصل کلی بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اسی کلیہ سے معلوم ہوگئے۔

سوم یعنی تیجہ جو مرنے سے تیسرے دن کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید پڑھوا کر یا کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور بچوں اور اہلِ حاجت کو چنے، بتاسے یا مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں اور کھانا پکوا کر فقرا ومساکین کو کھلاتے ہیں یا ان کے گھروں پر بھیجتے ہیں جائز وبہتر ہے، پھر ہر پنج شنبہ (جمعرات) کو حسبِ حیثیت کھانا پکا کر غربا کو دیتے یا کھلاتے ہیں، پھر چالیسویں دن کھانا کھلاتے ہیں، پھر چھ مہینے پر ایصال کرتے ہیں، اس کے بعد برسی ہوتی ہے۔ یہ سب اسی ایصال ثواب کی فروع ہیں اسی میں داخل ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ یہ سب کام اچھی نیت سے کیے جائیں نمائشی نہ ہوں، نمود مقصود نہ ہو، ورنہ نہ ثواب ہے نہ ایصالِ ثواب۔

بعض لوگ اس موقع پر عزیز و قریب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں، یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے۔ اسی طرح شب براءت میں حلوا پکتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے، حلوا پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ بھی اسی ایصالِ ثواب میں داخل۔

ماہ رجب میں بعض جگہ سورہ ملک چالیس مرتبہ پڑھ کر روٹیوں یا چھوہاروں پر دم کرتے ہیں اور ان کو تقسیم کرتے ہیں اور ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ اسی ماہ رجب میں حضرت جلال بخاری علیہ الرحمہ کے کونڈے ہوتے ہیں کہ چاول یا کھیر پکوا کر کونڈوں میں بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ہے، ہاں ایک بات مذموم ہے وہ یہ کہ جہاں کونڈے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے، یہ ایک لغو حرکت ہے مگر یہ جاہلوں کا طریق عمل ہے، پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔

اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب کے لیے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کر رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے۔ اس کونڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستانِ عجیب ہے، اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھواتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کریں۔

ماہ محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصال ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیر برنج (چاولوں کی کھیر) پر، کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر، جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ

جائز ہے، ان کو جس طرح ایصال ثواب کرو مندوب ہے۔ بہت سے پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں، جاڑوں (سردیوں) میں چائے پلاتے ہیں، کوئی کھچڑا پکواتا ہے جو کار خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ ہو سکتا ہے، ان سب کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے ان کا یہ خیال غلط ہے، جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہو سکتی ہے، ان دنوں میں بھی ہو سکتی ہے۔

ماہ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی گیارہویں کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے، یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے بلکہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے کسی تاریخ میں ہو، عوام اسے گیارہویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔

ماہ رجب کی چھٹی تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی چھٹی تاریخ کو حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ بھی ایصال ثواب میں داخل ہے۔ اصحاب کہف کا توشہ یا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا حضرت شیخ احمد عبدالحق رُودولوی قدس سرہ العزیز کا توشہ بھی جائز ہے اور ایصال ثواب میں داخل ہے۔

عرس بزرگانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو ہر سال ان کے وصال کے دن ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے، کہ اس تاریخ میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اور ثواب اون بزرگ کو پہنچایا جاتا ہے یا میلاد شریف پڑھا جاتا ہے یا وعظ کہا جاتا ہے، بالجملہ ایسے امور جو باعث ثواب و خیر و برکت ہیں جیسے دوسرے دنوں میں جائز ہیں ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اول یا آخر میں شہدائے احد رضی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عرس کو لغو و خرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے، جاہلوں کو نامشروع حرکات سے روکا جائے، اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں تو ان افعال کا گناہ ان کے ذمہ۔

(بہار شریعت، حصہ16، ص642تا644، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

سوال: ﴿وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ ترجمہ: انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ (پ27، سورۃ النجم، آیت39)

بعض لوگ اس آیت پاک سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ انسان صرف اپنے ہی اعمال کا اجر پائے گا، دوسرے انسان کا عمل اسے کچھ نفع نہیں پہنچا سکتا۔

جواب : محدث و فقیہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت پاک سے استدلال کرنے والوں کو پانچ جوابات دیئے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں ''أَحَدُهَا: أَنَّهَا مَنْسُوخَةٌ بِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ أُدْخِلَ الْأَبْنَاءُ الْجَنَّةَ بِصَلَاحِ الْآبَاءِ، الثَّانِي: أَنَّهَا خَاصَّةٌ بِقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى علیہما الصلوٰۃ والسلام فَأَمَّا هَذِهِ الْأُمَّةُ لَهَا مَا سَعَتْ، وَمَا سُعِيَ لَهَا قَالَهُ عِكْرِمَةُ. الثَّالِثُ: أَنَّ الْمُرَادَ بِالْإِنْسَانِ هُنَا الْكَافِرُ، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَلَهُ مَا سَعَى وَسُعِيَ لَهُ قَالَهُ الرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ. الرَّابِعُ: لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى مِنْ طَرِيقِ الْعَدْلِ، فَأَمَّا مِنْ بَابِ الْفَضْلِ فَجَائِزٌ أَنْ يَزِيدَهُ اللَّهُ مَا شَاءَ قَالَهُ الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ. الْخَامِسُ: انَّ اللَّامَ فِي الْإِنْسَانِ بِمَعْنَى عَلَى أَيْ: لَيْسَ عَلَى الْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى'' ترجمہ: (1) یہ آیت دوسری آیت سے منسوخ ہے، ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی، ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا

دی۔ اس آیت کریمہ سے پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کو آباء کی نیکیوں کی وجہ سے جنت میں داخل فرمایا۔ (2) اس آیت کا حکم قومِ ابراہیم اور قومِ موسیٰ کے ساتھ خاص ہے (کہ انہیں صرف اپنے ہی اعمال کا فائدہ ہوتا تھا) جبکہ اس امت کو اپنے اعمال کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے اور دوسرے لوگ جو ان کو اعمال کا ثواب ایصال کرتے ہیں اس سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے، یہ عکرمہ کا قول ہے۔ (3) یہاں انسان سے مراد کافر ہے، (کہ کافر کو کسی دوسرے شخص کے عمل سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا)، جبکہ مومن کو اپنے اور دوسروں کے اعمال سے فائدہ حاصل ہوتا ہے، یہ ربیع بن انس کا قول ہے۔ (4) اس آیت سے مراد یہ ہے کہ بطریقِ عدل انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے خود اعمال کیے ہیں، جبکہ فضل کے طور پر دیکھا جائے تو یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے (جتنا چاہے) زیادہ فرمادے (اور دوسروں کے اعمال سے بھی اسے فائدہ پہنچائے)، یہ قول حسین بن فضل کا ہے۔ (5) اس آیت پاک میں ''لام'' ''علی'' کے معنی میں ہے، اب اس آیت کا معنیٰ ہوگا کہ انسان کو نقصان صرف اپنے برے اعمال کی وجہ سے ہوگا، کسی دوسرے کے گناہوں کی وجہ سے اسے نقصان نہیں ہوگا۔ (جبکہ فائدہ دوسروں کے اعمال سے بھی ہوسکتا ہے)۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب دفن المیت، ج3، ص1228، دار الفکر بیروت)

تعینات عرفیہ

سوال: بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایصالِ ثواب تو جائز ہے مگر یہ معین کرنا کہ گیارہ تاریخ کو گیارہویں ہوگی، یہ غلط ہے۔

جواب: معین کرنے کی دو صورتیں ہیں: (1) **تعیین شرعی** (2) **تعیین عرفی**، **تعیین شرعی** یہ اعتقاد ہو کہ وہ کام اسی وقت میں ہوگا کسی اور وقت میں نہ ہوگا، یہ اپنی طرف سے نہیں کرسکتے اور **تعیین عرفی**، یہ ذہن ہو کہ کام ہر وقت میں ہوسکتا ہے مگر اپنی

سہولت یا کسی اور مصلحت کی وجہ سے کوئی دن یا وقت خاص کرلیا ہے یہ جائز ہے اور مسلمان گیارہویں اور دیگر ایصالِ ثواب کی صورتوں میں تعیین عرفی کرتے ہیں، تعیینِ شرعی کا ان پر الزام لگانا بہتان اور افتراء ہے۔

صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ماقبل گزری، آپ فرماتے ہیں: ''اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے، یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے کر رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں، یہ محض افترا ہے جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا ہے اور زندوں مُردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے، پس جبکہ ہم اصل کلی بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اسی کلیہ سے معلوم ہو گئے۔

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ وقت معین کرنے کے حوالے سے ایک مدلل اور مفصل فتوے میں فرماتے ہیں ''توقیت یعنی کسی کام کے لیے وقت مقرر کرنے کی دو صورتیں ہیں: (1) شرعی اور (2) عادی۔

شرعی یہ کہ شریعت مطہرہ نے کسی کام کے لیے کوئی وقت مقرر فرمایا ہے کہ (1) وہ اس کے علاوہ وقت میں ہو ہی نہیں سکتا، اور اگر کریں تو وہ عمل شرعی ادا نہ ہوگا۔ جیسے قربانی کے لیے ایام نحر، (2) یا یہ کہ اس وقت سے اس عمل کو مقدم یا مؤخر کرنا ناجائز ہو، جیسے احرام حج کے لیے حرمت والے مہینے (یعنی شوال، ذی قعدہ،

ذوالحجہ)، (3) یا یہ کہ اس وقت میں جو ثواب ہے وہ دوسرے وقت میں نہ ملے، جیسے نمازِ عشاء کے لیے تہائی رات۔

عادی یہ کہ شریعت کی جانب سے کوئی قید نہیں جب چاہیں عمل میں لائیں، لیکن حدث (کام ہونے) کے لیے زمانہ ضروری ہے۔ اور زمانۂ غیر معین میں کسی کام کا واقع ہونا محالِ عقلی ہے، اس لیے کہ وجود اور تعین ایک دوسرے کے مُساوِق (ساتھ ساتھ) ہیں، تو تعیّن سے چارہ نہیں یہ سبھی تعینات (اوقات معیّنہ) اطلاق کی بناء پر بطور بدلیت وہ عمل واقع کیے جانے کے قابل تھے، مگر ان ہی میں سے کسی کو کسی مصلحت کی وجہ سے اختیار کرتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ وقت معین کو صحت کی بنیاد یا حلت (حلال ہونے) کا مدار یا ثواب دئے جانے کا مناط (سبب) جانیں، ظاہر ہے کہ اس تقیید کی وجہ سے مقید مطلق کا فرد ہونے سے خارج نہ ہوگا، اور مطلق کا جو حکم ہے وہ اس کے تمام افراد میں جاری ہوگا تب کہ کسی فرد خاص سے متعلق خاص طور پر ممانعت وارد نہ ہو۔

تو ایسے مقام میں راہ یہ نہیں کہ جائز کہنے والے سے خصوصیت کا ثبوت مانگیں بلکہ راہ یہ ہوگی کہ اس فرد خاص سے متعلق ممانعت کی صراحت شریعت سے نکالیں۔

پھر اگر اس وقت معیّن کی ذات میں خود کوئی ترجیح دینے والی چیز موجود ہے جو اسے اختیار کرنے کی باعث ہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ جب تمام اوقات یکساں اور برابر ہوں تو صاحبِ اختیار کا ارادہ ترجیح دینے کے لیے کافی ہے، جیسے دو جام یکساں ہیں اور پیاسا اپنے ارادے سے کسی ایک کو ترجیح دے کر اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح دو راہیں یکساں ہیں اور چلنے والا کسی ایک کو اختیار کر لیتا ہے۔

پہلی صورت میں (یعنی جب کوئی ترجیح دینے والی چیز موجود ہو) تو مصلحت

خود عیاں ہے اور دوسری صورت میں کم از کم اتنا ضرور ہے کہ اس کو معین کر لینے سے یاد دہانی اور آگاہی ہوگی اور یہ ٹالنے اور فوت کر ڈالنے سے مانع ہوگی، ہر عقل والے کا وجدان خود گواہ ہے کہ جب کسی کام کے لیے کوئی وقت معین رکھتے ہیں تو جب وقت آتا ہے وہ کام یاد آجاتا ہے ورنہ بار ہا ایسا ہوتا ہے کہ فوت ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ذاکرین، شاغلین، عابدین اپنے ذکر وشغل اور عبادت کے لیے اوقات معین کر لیتے ہیں۔ کسی نے نماز صبح سے پہلے سو بار کلمہ طیبہ پڑھنا اپنے ذمہ کر لیا ہے۔ کسی نے نماز عشاء کے بعد سو بار درود پڑھنا مقرر کر لیا ہے۔

اگر اس تعیین وتوقیت کو توقیت شرعی کی تینوں قسموں سے نہ جانیں تو شریعت کی جانب سے ان پر ہرگز کوئی عتاب نہیں، جان برادر! اگر شاہ ولی اللہ کی القول الجمیل، امام الطائفہ کی صراط مستقیم اور ان کے علاوہ اس طائفہ کے اکابر وعمائد کی تصنیف کردہ اس فن کی کتابیں دیکھو تو ان میں از خود لازم کیے ہوئے تعینات سے بہت سی چیزیں پاؤ گے جن میں شریعت کی جانب سے تعیین وتوقیت کا کوئی نام ونشان بھی نہیں ہے۔ دُور کیوں جائیے اور تعیین ایام واوقات کی بات کیوں کیجیے، وہاں تو دسیوں اعمال واشغال اور ہیآت وطرق ایجادی اور اختراعی ایسے موجود ہیں جن کا قرونِ سابقہ میں کوئی نام ونشان تھا، نہ ذکر وخبر۔ ان حضرات کو ان کی ایجاد اور ابتداع کا خود اقرار ہے۔ شاہ ولی اللہ القول الجمیل میں لکھتے ہیں ”ہماری صحبت اور ہماری تعلیم آداب طریقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے اگر چہ ان آداب اور ان اشغال کی تعیین حضور سے ثابت نہیں۔“

(القول الجمیل معہ ترجمہ شفاء العلیل، فصل 11، ص 173، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

مولوی خرم علی، شاہ صاحب کی مذکورہ بالا عربی عبارت کا ترجمہ یہ لکھتا ہے

”ہماری صحبت اور طریقت کے آداب سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تک، اگر چہ تعیین ان آداب کا اور تقرر ان اشغال کا ثابت نہیں۔“

(شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، فصل 11، ص 173، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

یہی صاحب القول الجمیل کے ترجمہ شفاء العلیل میں لکھتے ہیں ”حضرت مصنف محقق نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اکھاڑا۔ بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں نہ تھے تو بدعت سیئہ ہوئے۔“

(القول الجمیل معہ ترجمہ شفاء العلیل، فصل 11، ص 107، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

اسی میں شاہ عبد العزیز صاحب سے نقل کرتے ہیں ”مولانا حاشیے میں فرماتے ہیں اور اسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات اور ہیات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کیے ہیں مناسب مخفیہ کے سبب سے۔“

(القول الجمیل معہ ترجمہ شفاء العلیل، فصل 11، ص 51، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

پھر خود لکھا ہے ”یعنی ایسے امور کو مخالفِ شرع یا داخل بدعت سیئہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں۔“

(القول الجمیل معہ ترجمہ شفاء العلیل، فصل 11، ص 51، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) نے صراط مستقیم میں لکھا ہے ”محققین اکابر نے تجدید اشغال کے طریقے میں بڑی کوششیں کی ہیں، اسی بنا پر مصلحت اور وقت کا تقاضا یہ ہوا کہ اس کتاب کا ایک باب اس وقت کے مناسب اشغال جدیدہ کے بیان کے لیے معیّن کیا جائے اور اشغال کی تجدید عمل میں لائی جائے۔“

(صراط مستقیم، مقدمۃ الکتاب، باب اول، ص 897، المکتبہ السلفیہ، لاہور)

اپنے پیر کے حال میں لکھا ہے ”طریقہ چشتیہ کی تلقین وتعلیم میں بازوئے ہمت کشادہ کیا، اور ان اشغال کی تجدید فرمائی جن پر یہ کتاب مستطاب مشتمل ہے۔“

(صراط مستقیم، باب چہارم، ص 166، المکتبہ السلفیہ، لاہور)

سبحان اللہ! یہ لوگ جو تمھارے قاعدے کے مطابق صراحۃ "احداث فی الدین" اور کھلی ہوئی بدعت جاری کرنے کے مرتکب ہیں، اور بلاشبہہ ایسی چیزیں ایجاد کی ہیں جن کی قرون سابقہ میں کوئی خبر نہیں، وہ تو گمراہ اور بدعتی نہ ہوں بلکہ ویسے ہی امام ومقتداء اور عُرفاء وعُلماء رہیں دُوسرے صرف اتنے جرم پر کہ انھوں نے شریعت میں ثابت چند پسندیدہ امور کو یکجا کردیا، اوران کو عمل میں لانے کیلئے شریعت میں جائز اوقات میں سے ایک وقت معین کرلیا، معاذ اللہ گمراہ اور بدعتی ہوجائیں ــــ للہ انصاف! اس بے جا تحکم اور ناروا زبردستی کو کیا کہا جائے، شاید شریعت تمھارے گھر کا کاروبار ہے کہ جیسے چاہو الٹ پھیر کرتے رہو ہوشیار۔ ہوشیار اے طالبان حق ان کو، ان کی سرکشی اور زیادتی میں چھوڑ اور آثار واحادیث کی جانب متوجہ ہوتا کہ ہم کچھ تعیناتِ عادیہ تجھے سنائیں:

(1) اسی قبیل سے ہے جو حدیث میں آیا کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کی زیارت کے لیے ہر سال کا وقت مقرر فرمالیا تھا جیسا کہ آگے ذکر آرہا ہے۔

(2) اور سنیچر (ہفتہ) کے دن مسجد قبا میں تشریف لانا، جیسا کہ صحیحین (بخاری ومسلم) میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

(صحیح مسلم، باب فضل مسجد قبا، ج1، ص448، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(3) اور شکرِ رسالت کے لیے دوشنبہ (پیر) کا روزہ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے۔

(صحیح مسلم، باب استحباب صیام ثلاثہ آیام، ج1، ص368، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(4) اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے دینی مشاورت کے لیے وقتِ صبح وشام کی تعیین، جیسا کہ صحیح بخاری میں اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی

ہے۔

(صحیح البخاری، باب ہجرۃ النبی واصحابہ الی المدینہ، ج1، ص552، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(5) اور سفر جہاد شروع کرنے کے لیے پنجشنبہ (جمعرات) کی تعیین، جیسا کہ اسی صحیح بخاری میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے۔

(صحیح البخاری، باب من اراد غزوۃ، ج1، ص414، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(6) اور طلب علم کے لئے دوشبہ کی تعیین جیسا کہ ابوالشیخ، ابن حبان اور ویلمی نے بسند صالح حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی۔

(الفردوس بماثور الخطاب، ج1، ص78، دارالکتب العلمیہ، بیروت)(کنز العمال، ج10، ص250، موسسته الرسالۃ، بیروت)

(7) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے وعظ وتذکیر کے لیے پنجشنبہ (جمعرات) کا دن مقرر کیا، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابوائل سے مروی ہے۔

(صحیح البخاری، باب من جعل لاہل العلم ایاما معلومۃ، ج1، ص16، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(8) اور علما نے سبق شروع کرنے کے لیے بدھ کا دن رکھا، جیسا کہ امام برہان الاسلام زرنوجی کی تعلیم المتعلم میں ہے۔ انھوں نے اپنے استاد امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ سے اس کی حکایت فرمائی اور کہا کہ اسی طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے۔

(تعلیم المتعلم، فصل فی بدایۃ السبق، ص43، مطبع علیمی، دہلی)

صاحب تنزیہہ الشریعۃ نے فرمایا اور اسی طرح ایک جماعتِ علماء کا دستور رہا ہے۔

(تنزیہہ الشریعۃ، باب ذکر البدائع والایام، فصل ثانی حدیث، ج2، ص56، دارالکتب العلمیہ،

بیروت)

یہ سب توقیت عادی کے باب سے ہیں، حاشا کہ سید سرداراں علیہ الصلوۃ والسلام کی مراد یہ ہو کہ انتہائے سال کے علاوہ کسی دوسرے وقت، زیارت نہیں، یا جائز نہیں، یا اس دن بندہ نوازی امت پروری اور قدم مبارک کی خاک پاک سے مزاراتِ شہدائے کرام کو شرف بخشنے پر جو اجر عظیم اس شاہ عالم پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوگا وہ دوسرے دن نہ ملے گا۔ اسی طرح حضرت ابن مسعود کا مقصود یہ نہ تھا کہ پنج شنبہ (جمعرات) کے علاوہ کسی اور دن وعظ نہیں، یا دوسرے دن اس کا جواز نہیں، یا دوسرے دن یہ اجر فوت ہو جائے گا، شرع مطہر نے یہ تعیین فرمائی تھی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہی ایک عادت مقرر کر لی تھی تا کہ ہر ہفتہ میں مسلمانوں کی تذکیر کا کام انجام دیتے ہیں، اور دن متعین ہونے کی وجہ سے طالبان خیر آسانی سے جمع ہو جائیں، اسی طرح باقی امور کو قیاس کرو۔

ہاں ان میں سے بعض میں کوئی الگ مرجح (ترجیح دینے والا) بھی موجود ہے۔ جیسے دوشنبہ کے دن بعثت کا وقوع اور علم نبوت کا حصول اور پنجشنبہ (جمعرات) کو صبح سویرے نکلنے میں عظیم برکت کا وجود اور چہار شنبہ (بدھ) کو شروع کرنے میں تکمیل کی امید کہ یہاں ایک حدیث ذکر کرتے ہیں کہ ((مامن شیء بدیٔ یوم الاربعاء الاتم)) جو کام بھی چہار شنبہ کو شروع کیا جائے وہ پورا ہو۔

(تنزیہ الشریعۃ، باب ذکر البدائع والایام، فصل ثانی حدیث، ج 2، ص 56، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اور بعض دیگر میں یہی ترجیح ارادی ہے جس میں کم از کم یاددہانی اور آسانی کی مصلحت ضرور کار فرما ہے۔ اسی باب سے سوم، چہلم، چھ ماہ، اور انتہائے سال کے تعینات سے جو لوگوں نے جاری کر رکھے ہیں۔ ان میں سے بعض میں کوئی خاص

مصلحت بھی ہے اور بعض دیگر آسانی و یاددہانی کے خیال سے رائج و معمول ہیں۔ اور اصطلاح میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

یہاں مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی (جو امام الطائفہ کے نسبی چچا، علمی باپ اور طریقت میں دادا تھے) کا کلام سننے کے قابل ہے۔ تفسیر عزیزی میں قولِ باری عزوجل ﴿والقمر اذا اتسق﴾ کے تحت فرماتے ہیں ''وارد ہے کہ مُردہ اس حالت میں کسی ڈوبنے والے کی طرح فریادرس کا منتظر ہوتا ہے اور اس وقت صدقے، دعائیں اور فاتحہ اسے بہت کام آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ، موت سے ایک سال تک، خصوصاً چالیس دن تک اس طرح کی امداد میں بھرپور کوشش کرتے ہیں۔

(تفسیر عزیزی، آیہ والقمر اذا اتسق کے تحت مذکور ہے، ص 206، لال کنواں، دہلی)

زیادہ پرلطف بات یہ ہے کہ شاہ صاحب موصوف اپنے پیروں اور باپ دادا کا عرس پورے اہتمام سے کرتے تھے اور ان کے سامنے ان کی اجازت سے، اور ان کے برقرار رکھنے سے درویشوں کی قبروں پر آدمیوں کا اجتماع، فاتحہ خوانی اور طعام و شیرینی کی تقسیم ہوتی تھی، جیسا کہ ابھی اہل سجادہ میں جاری و ساری ہے۔ مفتی عبد الحکیم پنجابی نے ان ہی بے وزن شبہات کے تحت جو حضرات منکرین پیش کرتے ہیں، شاہ صاحب کے ان افعال کے باعث شاہ صاحب پر زبان لعن طعن دراز کی اور لکھا کہ وہ لوگ جن کے اقوال افعال کے مطابق نہیں اپنے بزرگوں کا عرس اپنے اوپر فرض کی طرح لازم جان کر سال بہ سال مقبرے پر اجتماع کر کے وہاں طعام و شیرینی تقسیم کر کے ان مقبروں کو بُتِ معبود بناتے ہیں۔

شاہ صاحب "رسالہ ذبیحہ" میں جو مجموعہ زبدۃ النصائح میں چھپا ہے اس طعن کے جواب میں فرماتے ہیں ''یہ طعن مطعون علیہ کے حالات سے بے خبری پر مبنی ہے اس لیے کہ شریعت میں مقررہ فرائض کے سوا کسی کام کو کوئی فرض نہیں جانتا۔ ہاں

قبور صالحین کی زیارت قرآن، دعائے خیر اور تقسیم شرینی وطعام سے ان کی امداد باجماع علماء مستحسن اور اچھا عمل ہے اور روز عرس کا تعین اس لیے ہے کہ وہ دن دارالعمل سے دارالثواب کی جانب ان کے انتقال فرمانے کی یاد دہانی کرنے والا ہے ورنہ جس دن بھی یہ کام ہو فلاح ونجات کا سبب ہے۔ اور خلف پر لازم ہے کہ اپنے سلف کے لیے اسی طرح کی بھلائی اور نیکی کرتا رہے۔ پھر سال کے تعین اور اس کے التزام کے سلسلے میں احادیث سے سند ذکر فرمائی کہ ابن المنذر اور ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ((ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یاتی احدا کل عام فاذا بلغ الشعب سلم علی قبور الشھداء فقال سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال احد تشریف لاتے، جب درہ کوہ پر پہنچتے تو شہیدوں کی قبر پر سلام کرتے اور فرماتے: تمھیں سلام ہو تمھارے صبر پر کہ دارِ آخرت کیا ہی عمدہ گھر ہے۔

(درمنشور بحوالہ ابن منذر وابن مردویہ، زیر آیة سلام علیکم، ج4، ص58، منشورات مکتبہ آیة اللہ العظمی، ایران)

اور امام ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ ((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي قُبُورَ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ، فَيَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ. قَالَ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ)) سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداء کی خاک پر قدم رنجہ فرماتے اور کہتے تم پر سلام ہو تمھارے صبر پر کہ دارِ آخرت کیا ہی عمدہ گھر ہے، حضور کے بعد حضرت صدیق وفاروق اور ذی النورین بھی ایسا ہی کرتے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(جامع البیان (تفسیر ابن جریر)، زیر آیة سلام علیکم، ج13، ص84، مطبعة میمنیہ، مصر)

اور تفسیر کبیر میں ہے ((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي قُبُورَ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ، فَيَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ . والخلفاء الاربعة ھکذا کانوا یفعلون)) ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال شہداء کے مزار پر تشریف لے جاتے اور آیۂ مذکورہ پڑھتے۔ اور اسی طرح حضرات خلفائے اربعہ بھی کرتے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(التفسیر الکبیر للرازی، زیر آیة سلام علیکم، ج17، ص45، مطبعة البھیة المصریة، مصر)

الحاصل حق یہ ہے کہ مذکورہ تخصیصات سبھی تعینات عادیہ سے ہیں جو ہرگز کسی طعن اور ملامت کے قابل نہیں۔ اتنی بات کو حرام اور بدعت شنیعہ کہنا کھلی ہوئی جہالت اور قبیح خطا ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے بھائی شاہ رفیع الدین دہلوی نے اپنے فتاویٰ میں کیا ہی عمدہ انصاف کی بات لکھی ہے۔ ان کی عبارت یوں نقل کی گئی ہے:

سوال: بزرگوں کی فاتحہ میں کھانوں کو خاص کرنا، مثلاً امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ میں کھچڑا، شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ میں توشہ وغیر ذلک، یوں ہی کھانے والوں کو خاص کرنا، ان سب کا کیا حکم ہے؟

جواب: فاتحہ اور طعام بلاشبہ مستحسن ہیں، اور تخصیص جو مخصص (خاص کرنے والے) کا فعل ہے۔ وہ اس کے اختیار میں ہے۔ ممانعت کا سبب نہیں ہو سکتا، یہ خاص کرلینے کی مثالیں، سب عرف اور عادت کی قسم سے ہیں جو ابتداء میں خاص مصلحتوں اور خفی مناسبوں کی وجہ سے رونما ہوئیں پھر رفتہ رفتہ عام ہو گئیں۔

ثم اقول (میں کہتا ہوں) بلکہ اگر یہاں خود کوئی دینی مصلحت نہ ہو (تو بھی حرام نہیں ہو سکتا) کیونکہ مصلحت نہ ہونے کا معنیٰ یہ نہیں کہ مفسدہ موجود ہے کہ باعثِ انکار ہو جائے ورنہ مباح کہاں جائے گا؟ امام احمد مسند میں بسندِ حسن ایک صحابیہ خاتون

رضی اللہ تعالی عنہا سے راوی ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ((صِيَامُ يَوْمِ السَّبْتِ لَا لَكِ وَلَا عَلَيْكِ)) ہفتے کے روزے نہ تیرے لیے نہ تیرے خلاف۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث امرأۃ رضی اللہ عنہا، ج6،ص368، دار الفکر بیروت)

علماء نے اس کی شرح میں فرمایا ''لالك فيه مزيد ثواب ولا عليك فيه ملام ولا عقاب'' نہ تیرے لیے اس میں کسی ثواب کی زیادتی ہے نہ اس میں تجھ پر کوئی عتاب اور ملامت ہے۔

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ج4،ص330، دار المعرفہ، بیروت)

واضح ہوا کہ بے وجہ تخصیص کے خاص کر لینا اگر مفید نہ ہو تو مضر بھی نہ ہوگا، اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

ہاں جو عامی شخص اس تعین عادی کو توقیتِ شرعی جانے اور گمان کرے کہ ان کے علاوہ دنوں میں ایصال ثواب ہوگا ہی نہیں، یا جائز نہیں، یا ان ایام میں ثواب دیگر ایام سے زیادہ کامل ووافر ہے، تو بلاشبہ وہ شخص غلط کار اور جاہل ہے اور اس گمان میں خطا کار اور صاحب باطل ہے۔

لیکن اتنا گمان اصل ایمان میں خلل نہیں لاتا، نہ ہی کسی قطعی عذاب اور حتمی وعید کا سبب ہوتا ہے جیسا کہ امام الطائفہ کا اپنی تقویۃ الایمان میں یہ اعتقاد ہے اور اس کی یہ جہالتِ فاحشہ اس عامی کی جہالت سے بدر جہا بدتر ہے۔ وہ ایک نادانی اور اٹکل سے زیادہ نہیں، اور یہ بڑی گمراہی اور شدید اعتزال ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحمید۔ (فتاوی رضویہ ملخصاً، ج9،ص590تا592، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مصنف کی دیگر کتب

مکتبہ امام اہلسنت

0332-9292026

زیر سرپرستی

حضرت پیر سید ابرار حسین شاہ بخاری صاحب

پیر محلوی سندیلیانوالی شریف